Ahmadiyya Markazi Library Qadian
Class No.
Book No.
Accession No.

سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ

منشی برکت علی
امیر جماعت احمدیہ شملہ

واقعاتِ صحیحہ

یعنی

مہر علیشاہ گولڑوی کا حضرت میرزا غلام احمد صاحب
مسیح موعود و مہدی مسعود کے بالمقابل مباحثہ تفسیر القران
سے انکار و فرار
اور اُس کی لاہور کی آمد و رفت کا سچا فوٹو

Ahmadiyya Markazi Library Qadian
Class No. 297.86
Book No. صادق ۹.
Accession No. 51584

مؤلفہ و مرتبہ
مفتی محمد صادق صاحب بھیروی عثمانی احمدی

حسب فرمایش انجمن فرقانیہ لاہور

بماہِ نومبر ۱۹۰۰ء

انوار احمدی لاہور میں چھپکر شائع ہوا

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا

نشانِ صداقت

عالیجناب حضرت مسیح موعود کے بالمقابل مباحثہ تفسیر القرآن سے پیر مہر علیشاہ گولڑوی کے انکار کے بعد ملک کے ہر حصہ سے قریباً پانسو آدمیوں کے اس پاک سلسلہ میں داخل ہو کر حضرت مسیح موعود کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ ارادہ تو یہ تھا کہ کل فہرست اسکے ساتھ شائع کر دیجائیگی لیکن بسبب عدم گنجائش صرف چند اسمائے گرامی یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ باقی پھر کسی دوسرے موقع پر +

پیر کمال شاہ صاحب ساکن سورت (بمبئی) جو خود بھی ایک مشہور پیر ہیں اور سلیمان صاحب مرحوم تونسوی کے خاندان کے صاحب ارشاد ہیں +

مولوی محمد علی پنجابی واعظ لوہاری جس نے پیر مہر شاہ کے قیام لاہور کے دنوں میں گلی کوچوں میں ہمارے برخلاف ہمہ تن زور لگا کر ایک جوش پیدا کرنا چاہا تھا۔ اسکے بھائی مولوی سردار خاں صاحب نے ان واقعات کو بچشم خود دیکھ بھال کر اور اپنی والدہ صاحبہ کی دو خوابوں کی بنا پر حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر ۱ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء کو بیعت کر لی +

مولوی سید احمد صاحب ضلع گوجرانوالہ +

مولوی بدر الدین صاحب رئیس قادر آباد +

جناب عبد الکریم صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ڈیرہ اسمٰعیل خاں

شیخ غلام محی الدین صاحب پالم پور +

شیخ کرم الٰہی صاحب لاہور +

عبد الغنی صاحب ریاست پٹیالہ +

مولوی عبد الحلیم صاحب کشمیر +

غلام محمد صاحب کلرک بندوبست۔ بلہیرہ +

حافظ کرم الٰہی صاحب ضلع گوجرانوالہ +

محمد عبد الرحمن صاحب ترک +

احمد ہادی صاحب اہلمد کلکٹری الہ آباد +

مولوی میر محمد سعید صاحب حیدر آباد دکن +

نواب میر بہاؤ الدین علی صاحب جاگیردار +

نواب حسن الدین خاں صاحب +

مولوی سید امین اللہ خاں صاحب +

مولوی میر عبد الرحیم صاحب +

مولوی قاری اشرف علی صاحب +

محمد ابراہیم صاحب معہ اہل و عیال (۱۰ کس) +

حکیم ابو الحسن صاحب امرتسر +

حکیم مشتاق احمد صاحب کامل پور +

حکیم محمد حسین صاحب بلب گڈھ +

سید حفیظ اللہ صاحب جبہ سند +

محمد عزیز الدین صاحب سوجان پور +

مبارک علی صاحب علیگڈھ +

عبد القادر صاحب ہیڈ ماسٹر مالور +

شیر احمد صاحب کیمپ میرٹھ +

عبد الرحمن صاحب قریشی کوٹہ ریاست +

ملک حیدر آباد کے ایک سو آدمی یکدم حضرت کی بیعت سے مشرف ہوئے +

عبد القادر صاحب ایف۔ اے +

(باقی آئندہ)

1802/C2

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تمہید

اللہ تعالیٰ جب کبھی کسی بندہ کو اپنی توحید کے قایم کرنے کے واسطے مبعوث فرماتا ہے اور اُس بندہ کو زمین کے کروڑوں انسانوں میں سے برگزیدہ کرلیتا ہے تو ایسا ہوتا ہے کہ آسمان بھی اُس مرسل من اللہ کے حق میں گواہی دیتا ہے اور زمین بھی گواہی دیتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ لوگ جو اُس کو حقیر خیال کرتے ہیں اور اُسے گالیاں دیتے ہیں اور اُس کی تکذیب کرتے ہیں وہ بھی اپنے اِن افعال اور کردار سے اُسکی صداقت میں ایک گواہی دے رہے ہوتے ہیں۔ پر وہ اِس بات کو نہیں سمجھتے۔

آج سے تیرہ سَو سال پہلے جب کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسیح و مہدی موعود کے متعلق یہ فرمایا کہ اُس کے زمانہ میں مسلمان کہلانے والے یہود سیرت ہو جائیں گے اور پہلے سے بزرگوں کے کشوف اور الہامات نے اِس بات کی تصدیق کی کہ مسیح چودھویں صدی کے ابتدا میں آنے والا ہے اور تیرھویں صدی کے ملانوں کو پہلے بزرگوں نے اپنے کشف سے ایسا ناپاک اور خبیث دیکھا کہ قصۂ یوسف میں اِس امر سے فائدہ اُٹھا کر کسی نے یہ درج کر دیا کہ یوسف کے بھائی جب بھیڑیئے کو پکڑ کر حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس لے گئے اور کہا کہ اِسنے آپ کے بیٹے کو کھایا ہے اور حضرت یعقوب نے اُس بھیڑیئے سے پوچھا کہ اے نابکار تو نے یہ کیا کیا تو بھیڑیئے نے سوچا کہ اب میں بغیر کسی سخت غلیظ قسم کھانے کے رہائی نہیں پا سکتا تو اُس نے یہ قسم کھائی کہ اے نبی اللہ اگر مینے تیرے یوسف کو کھایا ہے تو

خدا تعالےٰ مجھے تیرھویں صدی کے ماں کی موت دے یہ قصہ سچ ہو یا غلط ہو بہرحال اِس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پہلے سے ہی لوگوں کے خیال اِس زمانہ کے علما کی نسبت یہ تھے کہ یہ لوگ ایسے بھیڑیئے ہیں۔ کہ اگر ان کو قابو ملے تو انبیا کے کھا جانے سے بھی نہیں ٹلیں گے۔ یہ متقدمین کی رائے ہے اور اِس پر ہم اپنی طرف سے کچھ زیادہ نہیں کرتے۔ ہاں ایک تازہ واقع کی مثال دے کر لوگوں کو سمجھانا چاہتے ہیں کہ اس وقت کے امام اور مسیح اور مہدی کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا ہے۔ مگر ان لوگوں کے ایسا کر دکھانے پر ہمیں چنداں افسوس نہیں کیونکہ ان کے یہ افعال بھی مرسل من اللہ کی تصدیق اور تائید کر رہے ہیں بلکہ اگر یہ لوگ ایسا نہ کریں تو اوّل تو یہ شبہ پڑتا ہے کہ جب علمائے زمانہ خود اصلاح پر تھے تو پھر مجدد کی کیا ضرورت تھی اور دوسرا یہ کہ جب اس زمانہ کے علماء کے متعلق پہلے سے یہ نشان مقرر کیا گیا تھا کہ وہ امام مہدی کی مخالفت کرینگے تو پھر ان کا مخالفت نہ کرنا امام کی صداقت کو شبہ میں ڈال دیتا۔ پس کوئی تو خوشی سے امام کی خدمت میں مصروف ہوتا ہے اور جو یوں نہیں مانتا تو اس سے جبراً خدا تعالےٰ اپنے صادق بندے کی تائید میں کام نکلواتا ہے۔ کیونکہ وہ سلسلہ خدا کا اپنا قایم کیا ہوا ہوتا ہے۔ افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السمٰوٰت والارض طوعاً و کرھاً والیہ یرجعون۔ کیا یہ الٰہی سلسلہ کو چھوڑ کر اوروں کو پسند کرتے ہیں۔ یہ یاد رکھیں کہ کیا آسمان اور کیا زمین سب الٰہی سلسلہ کی تائید میں لگے ہیں کوئی خوشی سے اِس کام میں مصروف ہے اور کسی کی گردن پکڑ کر جبراً اِس کام میں لگایا گیا ہے۔ اور انجامِ کار سب خدا کی طرف جائیں گے اور اپنے عملوں کا پھل پائینگے۔

میرے سامنے کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ حضرت امامِ زمان کی خدمت بابرکت میں اِس بات کا ذکر آیا کہ علما نے کیوں مخالفت کی تو حضور نے فرمایا کہ ہمارے متعلق نشانات تین طور سے پورے ہو رہے ہیں۔ بعض نشان تو خدا تعالےٰ بغیر کسی انسانی ہاتھ کے درمیان میں لانے کے دکھاتا ہے مثلاً کسوف خسوف کا ماہ رمضان میں نشان اور بعض نشان خدا ہمارے

ہاتھوں سے کراتا ہے۔ مثلاً آتھم اور لیکھرام کا نشان کہ بعد مباحثہ اور مطالبہ اور دعا اور اشتہارات کے واقع ہوئے اور بعض نشانوں کے پورا کرنے میں خدا نے ہمارے مخالفوں سے کام لیا ہے اور اگر اُن کو معلوم ہوتا کہ ہماری مخالفت میں بھی وہ ہماری تائید کر رہے ہیں تو شائد ایسا نہ کرتے پر وہ نہیں سمجھتے۔ سو ضرور تھا کہ حضرت مرزا صاحب کی مخالفت ہوتی اور علماء زمانہ کی طرف سے ہوتی تا کہ خدا کی وہ سنت جو تمام انبیاء اور نبیوں کے سردار علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آنحضرت کے تمام غلاموں اور اِس امت کے تمام ولیوں پر وارد ہوئی وہ امام مہدی کے حالات پر بھی وارد ہو ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا

ابتدائے معاملہ

مخالفین اور مکذبین کی کارروائیوں کی مثال میں اِس وقت ہم لاہور کا تازہ واقع بیان کرتے ہیں جس میں کیا سجادہ نشینوں اور کیا مولویوں نے مل کر اپنے افعال اور اپنے اقوال سے یہ ثابت کرادیا ہے اور ایک گواہی دلا دی ہے کہ درحقیقت اِس وقت امام کی ضرورت ہے۔ اِس واقعہ کی ابتداء اِس طرح سے ہوئی ہے کہ چونکہ دوسرے پیروں اور ملانوں کی حرکات سے نفرت کھا کر اور اُن کے اِس قسم کے مسائل کو بے ہودہ اور لغو سمجھ کر کہ خونی مہدی آئے گا اور تمام عیسائی وغیرہ بادشاہوں کو قتل کر ڈالے گا اکثر فہیم اور دانا لوگ حضرت مسیح موعود امام زمان کے پاک سلسلے میں داخل ہوتے جاتے ہیں تو پرانے علماؤں اور گدی نشینوں کو اپنی آمدنیوں میں گھاٹا پڑنے کا خطرہ پڑ گیا اور ان لوگوں نے حماقت سے امام کی مخالفت شروع کی۔ اِس زمرے میں ایک مہر علیشاہ صاحب گولڑی بھی ہیں جن کو بسبب اپنے بعض پرانے ارادت مندوں کے اُن سے نفرت کرنے اور حضرت مرزا صاحب کے ساتھ اخلاص پیدا کر لینے کے یہ جوش آیا کہ ایک کتاب مرزا صاحب کے برخلاف لکھیں۔ یہ کتاب پیر صاحب نے حیات مسیح کے ثابت کرنے میں لکھی اور اُس

میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ حضرت مرزا صاحب کا عقیدہ وفات مسیح کے متعلق غلط ہے +

اوّل تو اُس کتاب کی عبارت ایسی غیر سلیس اور موٹے لفظوں سے بھری ہوئی ہے اور ترکیبِ فقرات ایسی بے ہودہ اور طرزِ بیان ایسا لغو ہے کہ سمجھدار لوگوں کو اُسکا ایک صفحہ بھی پڑھنا ایسا مشکل ہو جاتا ہے جیسا کہ سیدھی سڑک کو چھوڑ کر ناہموار زمین پر کسی کو گاڑی چلانی پڑے۔ علاوہ ازیں دلائل ایسے لچر دئیے ہیں کہ میں اُمید کرتا ہوں کہ خود پیر صاحب کے مریدوں میں سے دانا لوگ اپنے پیر کی لیاقت کو پا گئے ہونگے۔ اور دراصل تو پیر صاحب کا یہ کام سراسر بے فائدہ تھا۔ کیوں اصحاب رسول رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین اور تبع تابعین کسی کا قول حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے مع جسد عنصری آسمان پر ہونے کے متعلق ثابت نہیں۔ بلکہ امام بخاری اور امام مالک اور امام ابن قیم اور امام ابن حزم اور شیخ محی الدین ابن العربی اور دیگر بزرگانِ دین نے صاف طور پر اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام فوت ہو چکے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب اور آپ کی جماعت چونکہ اِس مسئلہ کے متعلق بہت کچھ تحریر کر چکی ہے اور پیر صاحب گولڑی نے کوئی نئی بات تحریر نہ کی بلکہ پُرانی باتوں کو دُہرایا جن کا جواب کئی دفعہ دیا جا چکا ہے۔ اور علاوہ ازیں کتاب بسبب اپنے غیر سلیس املا اور بیہودہ ترکیب فقرات کے خود اِس قابل تھی کہ تعلیم یافتہ لوگ اِس کو دیکھ کر نفرت کا اظہار کرتے تھے اِس واسطے حضرتِ اقدس مرزا صاحب نے اُس کی طرف توجہ کرنا ضروری نہ سمجھا لیکن حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب نے جب اُس کتاب کو دیکھا تو آپ نے اُس میں چند ایک ایسی کتابوں کے حوالے دیکھے جن کا پنجاب میں بلکہ ہندوستان میں ملنا قریباً محال ہے اور نیز دیگر بہت سی منطق اور علم الٰہی کی غلطیاں اُس میں دیکھیں اور ان کے متعلق دس سوال لکھ کر پیر صاحب کو روانہ کئے۔ جب پیر صاحب کے پاس وہ خط پہنچا تو معلوم

ہوتا ہے کہ آپ گھبرائے کہ اب ہم نے اپنی کتاب کے متعلق بہت سی باتوں پر مطالبہ ہوگا اور خصوصاً وہ کتابیں جن کا ہم نے حوالہ دیا ہے وہ تو ہمارے پاس موجود نہیں اور نہ ہم نے کبھی دیکھی ہیں۔ یونہی اُن کے نام لکھ دئیے تھے۔ اب کوئی ایسی چال چلو۔ کہ کتاب کے ذمہ واریوں سے بری ہوکر الگ بیٹھ جائیں اور مولوی نورالدین صاحب کو ایسا خط لکھ دو کہ بات اِسی جگہ بند ہو جائے اور آگے نہ بڑھے اور ہماری عزت بھی قائم رہے۔ یہ سوچ کر انہوں نے مولوی صاحب کو ایسے الفاظ میں ایک مختصر سا خط لکھا جس سے یہ سمجھا جائے کہ گویا پیر صاحب نے کوئی کتاب لکھی ہی نہیں۔ مگر جب پیر صاحب کے مریدوں نے سُنا کہ ہمارے پیر صاحب نے تو کتاب کے لکھنے سے ہی انکار کر دیا ہے تو وہ بے چارے بہت گھبرائے اور انہوں نے پیر صاحب کو چٹھیاں لکھنی شروع کیں کہ قبلہ آپ نے یہ کیا کیا۔ آپ ہی کتاب لکھ کر ہمارے درمیان شائع کی اور آپ ہی مولوی نورالدین صاحب کو خط لکھا کہ میں نے تو کوئی کتاب مرزا صاحب کے برخلاف نہیں لکھی جب پیر صاحب کو مریدوں کے خطوط پہنچے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اور بھی گھبرائے اور دل میں کہنے لگے کہ لو یک نشد دو شد ہم نے تو سوچا تھا کہ مرزا صاحب اور مولوی صاحب ہمارے اِس انکار کو دیکھ کر چپ ہو جائیں گے اور ہم مزے سے اپنا کام کئے جائیں گے مگر انہوں نے تو ہمارا خط لوگوں کو دکھا دیا اور ہمارے مریدوں پر ابتلا واقع آنے لگا۔ پس اب پیر صاحب نے مریدوں کو تسلی کے خط لکھنے شروع کئے کہ تم نہ گھبراؤ۔ ہماری کتاب کی خوب اشاعت ہو گئی ہے اور اصل مطلب حاصل ہو گیا ہے۔ مولوی نورالدین صاحب کو میں نے صرف اتنا لکھا تھا کہ میں کتاب کا مؤلف نہیں ہوں (ہاں جناب ہم بھی جانتے ہیں کہ آپ نے صرف مؤلف ہونے سے انکار کیا تھا۔ مگر کیا مصنف ہونے کا بھی کہیں اقرار کیا تھا۔ اور حضرت مولوی صاحب کے سوالات کا جواب تو بہرحال دینا آپ کو ضرور تھا خواہ آپ مؤلف تھے یا خالی مصنف تھے)

ہم اِس جگہ حضرت مولوی صاحب کا خط اور پیر صاحب کے خطوط (جن میں انہوں نے مولوی صاحب کو کچھ لکھا اور اپنے مریدوں کو کچھ) درج کر دیتے ہیں تاکہ پبلک خود اندازہ کرے کہ پیر صاحب نے کیا چال اختیار کی۔

حضرت مولوی نور الدین صاحب کا خط

مولٰنا السیّد المکرّم المعظّم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

اوّل فتح محمد نام آپ کے مرید سے پھر مولوی غلام محی الدین ساکن وہن۔ مولوی محمد علی ساکن رووال حکیم الہ دین شیخوپورہ حکیم شاہ نواز کے باعث مجھے جناب سے بہت ہی بڑا حسن ظن حاصل ہوا۔ اور میں بدیں خیال کہ جناب کو اشغال و ارشاد میں فرصت کہاں کہ میرے جیسے آدمیوں کے خطوط کا جواب ملے گا۔ ارسال عرائض سے متامّل رہا۔ جناب کے دو کارڈ مجھے ملے۔ اور ان میں مرزا جی کے حسن ظن کا تذکرہ تھا اور بھی فرحت و سرور ملا۔ قریب تھا کہ میں حاضر حضور ہوتا اسی اثنا میں ایک کتاب شمس الہدایہ نام مجھے آج رات دیکھنے کا اتفاق ہوا صفحہ نمبر ۸ تک رات کو پڑھی جناب نے اس میں بڑا تنزل اختیار کیا کہ بالکل مولویوں اور

پیر صاحب کا جواب اور مریدین کے نام خطوط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولٰنا المعظم المکرم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ

امّا بعد

مولوی محمد غازی صاحب کتب حدیث و تفسیر اپنی معرفت سے پیدا کر کے ملاحظہ فرماتے رہے ہیں مولوی صاحب موصوف آج کل دولت خانہ کو تشریف لے گئے ہیں۔ مولوی غلام محی الدین اور حکیم شاہ نواز وغیرہ احباب نے میری نسبت اپنے حسن ظن کے مطابق آپ کے سامنے بیان کیا ہوگا ورنہ من آنم کہ من دانم۔

مولوی صاحب نے اپنی سعی اور اہتمام سے کتاب شمس الہدایہ کو مطبوع اور تالیف فرمایا ہاں احیاناً اس بے ہیچ سے بھی

منطقیوں کے رنگ میں جلوہ افروز ہوئے۔ اور صوفیوں کے مشرب سے ذرہ جھلک نہ دی۔ سبحان اللہ۔ مینے بارہا سنا کہ جناب فتوحات مکیہ کے غواص ہیں اور کتاب صفحہ نمبر ۲۸ تک صرف ایک جگہ شیخ اکبر کا ذکر وہ بھی لا الہ الا اللہ کی توجیہ ناپسندیدہ پر آیا۔ کتاب کو دیکھ کر مجھے اس تحریر کی جرأت ہوئی کہ جب جناب تصنیف کا وقت نکال سکتے ہیں۔ تو جواب خط کوئی بڑی بات نہیں فاحسن کما احسن اللہ الیک میری مختصر گذارشوں کا بالکل مختصر سا جواب کافی ہوگا۔

اوّل۔ جناب نے صفحہ ۹ میں فرمایا ہے۔

(۱) تفاسیر معتبرہ سے مثل ابن جریر و ابن کثیر

آہ اس پر

(۱) عرض ہے۔ جناب نے تفسیر ابن جریر کو دیکھا ہے یا نہیں۔ جناب کے پاس ہے یا نہیں۔ کہاں سے یہ تفسیر صرف دیکھنے کے لئے مل سکتی ہے۔

(۲) مثل ابن جریر سے کم سے کم پانچ چھ تفسیروں کے نام ارشاد ہوں۔

(۳) کلی طبعی جناب کے نزدیک موجود فی الخارج

اتفاق استفسار بعض مضامین ہوا۔ جس وقت مولوی صاحب واپس آئینگے کیفیت کتب مسئولہ او۔ جواب سے سرافراز نامہ اگر اجازت ہوئی تو کھینگے اللہ تعالیٰ جانبین کو راہ مستقیم پر ثابت رکھے۔ زیادہ والسلام

نیاز مند علماء و فقرا مہر شاہ ۲۶ شوال ۱۳۱۷ھ

مہر شاہ صاحب کا خط اُنکے ایک مرید عبدالہادی نام کی طرف

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ فتوحات کی اگر ضرورت ہو بھیجی جاوے ہمینے مکہ معظمہ زاد اللہ شرفاً سے زائد چالیس روپے سے خریدی تھی ہند کی مجھے خبر نہیں دوسرا معاملہ جو ہے آپ بے فکر رہیں کوئی فقرہ حکمت اور صداقت سے انشاء اللہ تعالیٰ خالی نہ ہوگا۔ لفظ تالیف اور طبع کا معنی نہ سمجھنے سے اُنہوں نے کہا جو کچھ کہا د مولنا و علیہم۔ سیٹھر اب آن سے یہ پوچھنا کہ ایجاد مضامین اور تالیف میں عموم خصوص من وجہ ہوا کرتا ہے بھلا مجکو یہ بتاؤ کہ دوسرا

ہے یا نہیں اور تشخص متشخص کا عین ہے یا غیر +

(۴) تجدد امثال کا مسئلہ جناب کے نزدیک صحیح ہے یا غلط۔

(۵) زید و عمرو یا نورالدین راقم خاکسار عرض یہ جزئیات انسانیہ صرف اسی محسوس مبصر جسم عنصری خاکی مائی کا محدود نام ہے یا وہ کوئی اور چیز ہے جس کے لئے یہ موجودۃ الآن جسم بطور لباس کے ہے یا اسی معنی پر +

(۶) انبیاء و رسل صلوات اللہ علیہم وسلامہ۔ آئمہ وعترۃ۔ اولیاے کرام۔ صحابہ عظام۔ انواع و اقسام ذنوب و خطایا سے محفوظ و معصوم نہیں یا ہیں۔

بصورۃ اولی انپر اعتماد کا معیار ہوگا۔ اور بصورۃ ثانیہ کوئی قوی دلیل مطلوب ہے مگر ہو مختصر۔ کتاب اللہ یا سنۃ رسول اللہ سے۔

(۷) الہام و کشف رویا صالحہ کیا چیز ہیں۔ اور ان سے ہم فائدہ اُٹھا سکتے ہیں یا نہیں۔

(۸) ایک جگہ جناب نے تاریخ کبیر بخاری کا حوالہ دیا ہے کیا وہ جناب کے کتب خانہ میں

کاغذ جو مولوی نورالدین صاحب کو پہنچا ہے ذرا اُس کی نقل بھی منگوا کر ملاحظہ کر دو والسلام

مہرشاہ بقلم خود

ایک مرید غلام محمد کلرک دفتر اکونٹنٹ جنرل پنجاب کے نام کی طرف

(جو کہ خود میاں غلام محمد صاحب سے ہم کو ملا)

مخلصی ام غلام محمد سلامت۔

بعد سلام و دعا آنکہ۔ مولوی نورالدین صاحب کی درخواست کتاب کے بارے میں اور نیز وصف میرے علم کے جو کہ اُن کو بذریعہ احباب پہنچی تھی اس کے بارے میں مینے لکھا تھا۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ میں تو اتنا علم نہیں رکھتا ہوں احباب نے اپنے حسن ظن کے مطابق تعریف کی ہوگی۔ اور کتاب کے بارہ میں مولوی محمد غازی صاحب جب واپس آئے تو لکھیں گے کیونکہ کتابوں کی تجسس اور دیکھنا ان کے متعلق تھا۔ میں

مضامین غیر مترتبہ بسا اوقات

ہے یا نہیں۔

(۹) بعض احادیث کی تخریج نہیں فرمائی۔ اس کو کس جگہ دیکھا جاوے۔

میرا مطلب یہ ہے کہ جناب نے ان احادیث کو کہاں کہاں سے لیا ہے۔ جس کا ذکر کتاب میں فرمایا ہے۔

(۱۰) عقل قانون قدرۃ۔ فطرۃ۔ کس حد تک مفید ہیں یا یہ چیزیں شریعت کے سامنے اس قابل نہیں کہ ان کا نام لیا جاوے۔ تعارض اقوال شریعت و سنۃ اللہ بمقابلہ فطرۃ و شرع کے وقت کون سی راہ اختیار کی جاوے۔ مختصر جواب بدون دلائل کافی ہوگا۔

(۱۱) تفسیر بالرائے۔ اور متشابہات کے کیا معنے ہیں۔ کوئی ایسی تفسیر جناب کے خیال میں ہے کہ وہ تفسیر بالرائے سے پاک ہو اور متشابہات کو ہم کس طرح پہچان سکتے ہیں۔

مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۳ء از قادیاں

اُن کو دنیا رہا۔ اور تالیف یعنی جمع و ترتیب و طبع کرانا یہ سب اُن کے متعلق تھی۔ جناب مولوی نورالدین صاحب نے تالیف سے جو منسوب مولوی محمد غازی صاحب کی طرف کی گئی تھی اور فی الواقع یوں ہی تھا یہ سمجھ لیا کہ موجد مضامین اور مصنف مولوی صاحب ہیں۔ خاں نے یعنی مینے اس کی تصنیف اور ایجاد سے انکار کیا تھا کبھی مؤلف اور موجد ایک ہی ہوتا ہے اور کبھی مختلف۔ مینے بباعث کم فرصتی کے جمع اور ترتیب معہ مطالع کتب ان کے ذمہ پر رکھا تھا۔ الغرض جو مطلب تھا یعنے لوگوں کا دھوکا نہ کھانا وہ تو بفضل خدا بخوبی حاصل ہوگیا بذریعہ خطوط روزمرہ مقبولیت کتاب معلوم ہوتی رہتی ہے۔ باقی زید و عمر سے کچھ غرض نہیں۔

زیادہ

سلام

(مہر شاہ)

ناظرین غور کریں کہ پیر صاحب مولوی صاحب کو تو یہ لکھتے ہیں کہ کتاب مولوی غازی نے

تالیف کی ہے ہاں احیاناً اس بے ہیچ سے بھی اتفاق استفسار بعض مضامین ہوا اور میاں غلام محمد کو لکھتے ہیں کہ میں مضامین غیر مرتبہ بسا اوقات ان کو دیتا رہا۔ پیر صاحب کی اس دورنگی چال کے اختیار کرنے پر نہایت مناسب ریمارکس کر کے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک زبردست مضمون اخبار الحکم میں شایع کیا اور پبلک کو دکھایا کہ پیر صاحب نے کیا کارروائی کی ہے اور ساتھ ہی حضرت مولوی نورالدین صاحب کے خط کے جواب کا پھر مطالبہ کیا۔ اس مضمون کو پڑھ کر پیر صاحب کے مریدوں میں پھر شور و غل ہوا اور آخر انہوں نے حضرت مولوی صاحب کے خط کا جواب پیر صاحب سے شائع کرا ہی دیا۔ اور اگرچہ ہم اتنی گنجائش نہیں دیکھتے کہ ان سب رطب و یابس اشتہارات کو اپنی کتاب میں درج کریں مگر چونکہ یہ اشتہار پیر صاحب کی اپنی تصنیف اور تالیف ہے۔ اور پیر صاحب کی کتاب (جس کے وہ مصنف ہونے کا اقرار رہی اور مؤلف ہونے کے انکاری ہیں) یعنی کتاب شمس الہدایۃ کی طرز تحریر اور بے ہودہ ترکیب و ترتیب فقرات اور طریق استدلال کا یہ نمونہ ہے اس واسطے ہم وہ اشتہار بعینہ درج کر دیتے ہیں تاکہ کسی کو یہ حسرت نہ رہے کہ ہمنے پیر صاحب کی تصنیف کا نمونہ نہ دیکھا۔

حضرت مولوی نورالدین صاحب کے خط مورخہ ۱۰ فروری سنہ ۱۹۰۰ء کا جواب

ناظرین پر مخفی نہ رہے کہ کتاب شمس الہدایۃ فی اثبات حیات المسیح مصنفہ مولانا حضرت پیر مہر علیشاہ صاحب ساکن گولڑا شریف عرصہ ۴ ماہ کامل سے طبع ہو کر شایع ہو چکی ہے اور بعض مرزا صاحب کے حواریوں سے سنا تھا کہ اس کتاب کا جواب مرزا صاحب ایک گھنٹے میں تحریر کر کے شائع کرا دیں گے ہم منتظر تھے کہ اس اثنا میں مولوی نورالدین صاحب کا ایک خط جس میں بارہ سوالات مندرج تھے حضرت پیر صاحب کی خدمت میں پہنچا۔

جناب موصوف نے جواب مفصل تحریر فرمایا مگر بعض احباب نے بوجوہات چند مسکا ارسال کرنا مناسب نہ سمجھا منجملہ جن کے ایک تو یہ تھی کہ کہیں ایسی تحریرات کے سلسلہ جاری ہونے سے جواب کتاب سے جواب نہ ہو دوسری وجہ پیر صاحب نے جو بیان فرمائی ہے وہ اُنکے خط میں درج ہے اب چونکہ پرچہ اخبار الحکم مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۱ء میں مطالبہ جواب کا کیا گیا جو ۶ مئی ۱۹۰۱ء کو مولانا صاحب کی نظر سے گذرا تو مولانا صاحب نے وہی جواب مفصل جو پہلے دن سے لکھ رکھا تھا مولوی نورالدین صاحب کے نام پر بذریعہ رجسٹری ارسال فرمایا امید ہے کہ وہ اُن کے ملاحظہ سے گذرا ہوگا میں ان ہر دو خطوط کو فقط اِس خیال سے کہ مبادا حواریان ان کو مشتہر نہ کریں بذریعہ اشتہار ہذا ہدیہ ناظرین کرتا ہوں تاکہ ملاحظہ کے بعد انصاف پسند خود اِس کا نتیجہ نکال لینگے۔

المشتہر۔ خاکسار حافظ غازی

حضرت مولنا پیر مہر علیشاہ صاحب کے جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علے من لانبی بعدہ وآلہ وصحبہ۔
معظمی ومکرمی جناب مولوی نورالدین صاحب وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امابعد میں ہرگز نہیں چاہتا تھا اور نہ چاہتا ہوں کہ بجواب سوالات جناب کے کچھ لکھوں کیونکہ اشاعت جواب میں کسرِ شان حضرت سائل کا نہایت ہی خیال تھا اور ہے۔ یہاں تو پہلے ہی سے کچھ نہ ہونے کے سوا اور کچھ نہیں۔ لہذا میں نے بجواب مکاتبہ شریفہ اثنا عشریہ آپ کے اپنے مایہ قصور اور لاعلمی کو پیش کیا مگر پرچہ الحکم مطبوعہ ۲۴۔ ذی الحجہ نے جو آج ۶ ماہ محرم الحرام کو میری نظر سے گذرا ہے اُس کی نامنظوری بیان فرمائی اب اگر فضلائے عصر وعلمائے دہر بعد ملاحظہ کلام جانبین کے داد انصاف عطا فرماویں تو یہ نیازمند علماء وفقراء معذور سمجھا جاوے گا۔

جواب نمبر (۱) صفحہ ۸ میں آپ نے غور نہیں فرمائی۔ کیا صفحہ مذکورہ کی عبارت ہذا اگر کوئی صاحب برخلاف الخ) کا یہ مطلب ہے کہ یہ نیازمند شمس الہدایت کا جواب ابن جریر سے لکھیگا۔ لہذا آپ مجھ سے یہ دریافت فرماتے ہیں کہ ابن جریر کو دیکھا ہے یا نہیں الخ مولانا بلکہ عبارت مذکورہ سے مقصود یہ ہے کہ مجیب کے ذمہ پر نقل از ثقات مثل ابن جریر و ابن کثیر اور استنباط صحیح ہوگا۔ دوبارہ معروض ہے کہ آپ نے ابن جریر ہی کی تعیین کہاں سے سمجھ لی۔ عبارت ہذا از تفاسیر معتبرہ سے مثل ابن جریر و ابن کثیر کی الخ) میں تو عموم ہے۔ سہ بارہ متکلف ہوں کہ اگر آپ ابن جریر ہی سے جواب دینا چاہتے ہیں تو آسان طریق عرض کیا جاتا ہے کہ آپ قول ابن جریر کا بہ تحویل ثقات مثل حافظ عماد الدین و علامہ سیوطی وغیرہ کی نقل فرماویں۔ جیسا کہ شمس الہدایت میں کہا گیا ہے ہم کو بسر و چشم منظور و مقبول ہوگا۔ ہاں اگر آپ کو محض ابن جریر کے دیکھنے کا اشتیاق ہے تو مولوی محمد غازی صاحب فرماتے ہیں کہ بالمشافہ دکھا سکتا ہوں۔ مولانا مجھے تو پہلے ہی سوال سے حسن ظن سموعی جاتا رہا ذرہ غرض متکلم کو غور فرما کر معترض ہونا چاہئے۔

جواب نمبر (۲) لیجئے تفسیر سفیان بن عیینہ۔ و وکیع بن الجراح و شعبۃ بن الحجاج و یزید بن ہارون و عبد الرزاق و آدم بن ابی ایاس و اسحٰق بن راہویہ و روح بن عبادہ و عبد بن حمید و مسند ابی بکر بن ابی شیبہ و ابن ابی حاتم و ابن ابی ماجہ و الحاکم و ابن مردویہ و ابو الشیخ ابن حبان و ابن المنذر) جن کی شان میں علامہ سیوطی وکلہا مسندۃ الی الصحابۃ الخ فرماتے ہیں۔

جواب نمبر (۳) میرے نزدیک کلی طبعی کا منشا موجود فی الخارج ہے اور تشخص عین تشخص ہے مگر عوارض بھی لزوم فی التحقق سے بہرہ یاب ہیں۔

جواب نمبر (۴) تجدد امثال کا مسئلہ میرے نزدیک صحیح ہے مگر تجدد شہودی وحدت سیالہ کو منافی نہیں جو مدار ہے ترتب احکام عرفیہ کے لئے۔

جواب نمبر (۵) جزئیات انسانیہ ماہیت معروضہ کا نام ہے وجودات خاصہ ہوں یا عدمات خاصہ یا دونوں سے مغایر اجسام ثلثہ کو عنصری ہوں یا برزخی یا حشری نسبت کے مسمی میں نہایت ہی دخل ہے فقط روح مجرد کے لئے بمنزلہ لباس ہیں ہاں بطریق مجاز مرسل کبھی جزء ماہیت پر بھی بولے جاتے ہیں۔ یہاں پر بلحاظ قرائن مثل قتل وصلب نہایت ضروری ہے۔

جواب نمبر (۶) انبیاء ورسل علیہم السلام انواع ذنوب وخطایا سے جو منافی ہوں شان نبوت کو معصوم ومامون ہیں ورنہ امر بالاتباع کیسے متصور ہو سکتا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان۔ اور ایسا ہی فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان خاص قوت ہے۔ اور آیات کریم جو عند نظار اتم کا نہ ہوگی مدت

جواب نمبر (۷) الہام وکشف ورویا صالحہ منجملہ شعب ایمانیہ سے ہیں اور معیار صحت وفساد کا مطابقت ہے کتاب وسنت سے۔

جواب نمبر (۸) تاریخ کبیر بخاری کا ذکر درمنثور کی عبارت میں آیا ہے جو شمس الہدایۃ میں منقول ہے۔ مولانا یہ سوال علامہ سیوطی سے دریافت کرنا تھا بہتر ہے آپ درمنثور کا ہونا نہ ہونا استفسار فرماتے۔

جواب نمبر (۹) آیت (بل رفعہ اللہ الیہ) کے متعلق چونکہ ابن کثیر اور درمنثور سے تفسیر لکھی گئی ہے آپ سب احادیث مذکورہ کی تخریجات وہاں سے معلوم فرما سکتے ہیں ایک دو جگہ تفسیر ابن کثیر اور درمنثور کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔ ناظرین تفاسیر مذکورہ کو چونکہ سب تخریجات ایک ہی جگہ سے مل سکتی ہیں لہذا ہر ایک حدیث کے بعد بوجہ اختصار نہیں لکھی گئیں۔ مولانا سب اسانید کی صحت کشفیہ یا عرفیہ سے خالی نہیں ہاں صرف ایک دو جگہ جیسے روایت ضحاک یا ابی صالح کی ضعاف میں سے مذکور ہیں مگر بعد تقویت مدعی کے ساتھ صحاح کے وہ بھی اس اس مقام میں جہاں خصم سے مطلق روایت کا مطالبہ کیا گیا ہے گو کہ ضعاف میں سے ہو۔

جواب نمبر (۱۰) عقل اور قانون قدرت جو عبارت ہے استقراء ناقص سے اعتبار ان کا محدود ہے تا وقتیکہ نص مخالف قطعی الدلالۃ شارع سے وارد نہ ہو۔ معلوم ہوا کہ اسی تجربہ نے

آپ کو مرزا صاحب کے قدموں میں جھکایا ہے مگر پھر بھی عقدہ کشائی نہوئی۔

جواب نمبر (۱۱) تفسیر بالرای جس کے جواز میں اختلاف ہے تاویل متشابہات غیر مختصہ بعلم الباری اور بعلم الرسول کا نام ہے۔ تفسیر بالرائے جس کا جواز اتفاقی ہے عبارت ہے استنباط احکام سے اصلیہ ہوں یا فرعیہ اعرابیہ ہوں یا بلاغیہ وغیرہ وغیرہ بشرط قابلیت۔ تفسیر بالرائے جو بالاتفاق ناجائز اور منہی عنہ ہے۔ تفسیر متشابہ کا نام ہے جو مختص ہو بعلم الباری اور بعلم الرسول صلعم۔ اور تفسیر بغیر حصول علوم مشروطہ للتفسیر اور تفسیر مقرر للمذہب جس میں مذہب کو اصل اور تفسیر کو تابع قرار دیا ہے۔۔ اور تفسیر علے القطع یعنی مراد حق سبحانہ کی قطعی طور پر یہی ہے بغیر دلیل کے۔ اور تفسیر بالھوی یہ سب منہی عنہ کے اقسام ہیں۔ تفاسیر ثقات متداولہ بین اہل السنۃ تفسیر بالرائے باقسامہ الخمسہ سے پاک ہیں۔ متشابہہ مختص بعلم الباری او بعلم الرسول صلعم ہیں تو ہم بغیر انہ من عند اللہ کچھ کہہ نہیں سکتے۔ اور وہ متشابہ جس میں خوض کرنے کے ہم مجاز ہیں آپ اس کو قدر مشترک بین المجمل والمؤل سے پہچان سکتے ہیں یعنی جس میں دلالت علے احد المعنیین راجح نہ ہو۔ مگر یہ بھی خیال رہے کہ بعد اقامت دلیل منفرد کے مرجوح سے راجح بلکہ قطعی الدلالہ ہو جاتا ہے۔

جواب نمبر (۱۲) تصحیح احادیث روات کو دیکھ کر آج کل آپ اور ہم بغیر نقل جرح و تعدیل عن السلف نہیں کرسکتے آپ (لا مہدی الا عیسے) کے معنے کو بھی غور فرمانا مبادا کہ بعد تصحیح کچھ اور ہی نکلے +

بعد اس کے معروض خدمت عالیہ یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں صوفیوں کے مشرب سے ذرہ جھلک بھی نہ دیکھی سبحان اللہ میں نے ہاں ماسنا کہ جناب فتوحات مکیہ کے غواص ہیں الخ) غریب نواز افیوضات مدینہ علے صاحبہا الصلوۃ والسلام نے جو شائیں فتوحات مکیہ کے لئے آپ کے سامنے کیا وقعت اور قدر پائی کہ میں قول شیخ اکبر قدس سرہ کو پیش کرتا۔ کیا سیکڑوں احادیث صحیحہ کاٹی نہیں گئیں اگر اس پر زمنہ کا قول ثقہ صحیح

طور پر سمجھا جاوے تو کیا مرزا صاحب کا الہام ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۶ پر بقلم باریک شہادت اس قطع و برید پر نہیں دے رہا۔

مرزا صاحب کے عبادت خانہ میں آمد و رفت والے علما بغیر آپ کے یا اتباع آپ کے کون ہیں دوسرے علماء بیچارے تو اپنے اپنے وطن اور جگہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ مگر افسوس کہ مرزا صاحب نے تعبیر اس الہام میں بھی علماء مخالفین ہی کو الزام لگایا باوجود اس کے کہ صریح طور پر لفظ (میری عبادت گاہ) کا الہامی کلام میں موجود ہے۔ آپ اس صفحہ میں ذرہ ملاحظہ فرماویں کہ (اور چوہوں کی طرح میرے نبی کی حدیثوں کو کترتے ہیں) موجود ہے یا نہیں۔ اب فرمائیے کہ تصدیق الہام ہذا کی تکذیب آپ کی تکذیب الہام کے موجب تخریب سب اللہ کی ہے یا نہیں۔ ایک اور گذارش بھی معروض کرتا ہوں کہ جواب میں نقل بالاستیعاب اور لحاظ محل کلام اور مرزا صاحب کا خاص دستخط ہونا ضروری سمجھے جاویں گے۔ یہ نہ ہو کہ تحقق تضاد ما قبل اور ما بعد کلمۂ بل ہیں استشہاد تنبیسویں آیت کتاب استثناء سے پکڑ کر بائیسویں آیت کو بالکل متروک کر دیا جاوے۔ اور یہ بھی نہ ہو کہ محل ذکر قول حضرت شیخ کو توجیہ کلمہ طیبہ میں خیال نہ فرما کر الزام مخالفت حضرت شیخ کا لگایا جاوے۔ یا کلمات بعد الوقوع کو شل تشبۃ مسیح کے بالملائکہ جو (عزیزاً حکیماً) کے متعلق خلاصہ قول شیخ اکبر و شیخ علی قدس سرہما لکھا گیا ہے علل موجبہ سے ٹھیرا کر مادۂ نقص پیدا کریں۔ اور نیز معلوم ہو کہ ضعاف کو بھی ہم بعد تشیید مبانی دعوی کے بکتاب و سنت صحیحہ متواترہ قبول فرماویں گے۔ مثلاً قول ضحاک اور حوالۂ عباسی جن میں اصحاب جرح و التعدیل کو کلام ہے بعد تقویت مذکور کے بغیر غدر سند ہو گا۔ علماء وقت کے تو امید تھی کہ آپ مرزا صاحب کو بھی سمجھا دینگے۔ ع

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

مجھے بخیال شان آپ کے بڑا افسوس ہے کہ جناب سے ایسے سوالات سرزد ہوں عصمت

انبیا اور عدم وقوع خطا فی الامر التبلیغی میں تو تردد ہو مگر مرزا صاحب کی عصمت اور عدم امکان خطاء فی التعبیر تک بھی متیقن ہے سبحان اللہ مولانا آپ کے اخلاق کریمانہ سے امید کرتا ہوں کہ تشریح حقیقت معجزہ سے ذرہ آپ ہی ممنون فرماویں گے۔ والسلام خیر ختام۔

المکلف

العبد الملتجی الی اللہ المدعو بہ فہرشاہ عفی عنہ ربہ

اس جگہ ایک لطیفہ قابل ذکر ہے جس کو ہمارے ایک دوست نے اپنے اشتہار میں شایع کیا تھا اور وہ یہ ہے۔ کہ اول تو پیر صاحب نے اپنے خط میں سوالات کا جواب نہ دینے کی یہ وجہ بیان کی کہ میں کتاب کا مؤلف نہیں ہوں اور مولوی غازی جو مؤلف ہے وہ اس وقت یہاں نہیں۔ پھر اپنے اشتہار میں پیر صاحب نے سوالات کا جواب نہ دینے کی یہ وجہ بیان کی کہ جوابات کے لکھنے میں سائل کا کسر شان تھا اس واسطے میں نے جوابات نہیں لکھے تھے اب ان دو مخالف وجوہات میں سے ضرور ہے۔ کہ ایک جھوٹھا ہو مگر پیر صاحب کے مرید مولوی غازی صاحب نے ایک ایسی بات اپنے اشتہار میں شایع کی۔ جس سے پیر صاحب کے دونوں اقوال جھوٹھے ثابت ہوتے ہیں۔ وہ شایع کرتے ہیں کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ پیر صاحب نے سوالات کے جوابات کے لکھنے میں دیر لگائی۔ انھوں نے تو پہلے ہی دن سوالات کے جوابات لکھ رکھے تھے +

اب یہ دیکھنا چاہئے کہ تین مختلف باتیں پیر صاحب اور اس کے مرید کی طرف سے شائع ہوئیں اور ان میں سے کوئی سی ایک بات سچی مان لو دوسری دو جھوٹھی ہیں۔ اور صریح جھوٹھ ہیں۔ مثل مشہور ہے کہ دروغ گورا حافظہ نباشد۔

پیر صاحب پہلے کچھ فرماتے ہیں اور پھر کچھ اور ان کے مرید ایک اور ہی نرالی بات نکالتے ہیں اور ان کو کچھ یاد نہیں رہتا کہ پیر صاحب کیا فرما چکے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالےٰ نے اس بات کے ثبوت میں کہ قرآن شریف اس کا اپنا کلام ہے ایک یہ دلیل بھی دی ہے کہ اگر یہ خدا کا کلام نہ ہوتا تو لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً۔ اس میں بہت سی باتیں ایک دوسرے کے مخالف ہوتیں۔ خدا کے نبیوں اور ولیوں کے مکذب چونکہ الٰہی سلسلہ کے مخالف ہوتے ہیں اس واسطے ہمیشہ ایسا ہوتا ہے کہ ان کے کلام میں اختلاف سے کچھ نہ کچھ ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور صرف یہی نہیں کہ مکذبین کے فلاسفروں اور علماء سے ایسی حرکت سرزد ہوتی ہے بلکہ ان میں سے اگر کوئی خدا کی طرف سے الہام پانے کا دعویٰ کرے اور امام وقت کی مخالفت کرے تو چونکہ اس مخالفت میں اس کے الہام خدا کی طرف سے نہیں بلکہ شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اس واسطے ضرور ہے کہ فیہ اختلافاً کثیراً کی مُہر ان پر لگی ہوئی ہو+

بابو الٰہی بخش صاحب ملہم

اس جگہ اس بات کا ذکر خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ اسی شہر لاہور میں ایک شخص بابو الٰہی بخش اکونٹنٹ ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں الہام ہوتا ہے اور بہت عرصہ سے ہوتا ہے۔ مدت تک ان کو حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کی تصدیق میں الہام اور رویا ہوتے رہے۔ چنانچہ وہ ہمیں بھی سناتے رہے اور ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ انہوں نے مجھے اپنے الہامات کا رجسٹر دکھایا اور اس میں ایک جگہ کچھ اس طرح سے لکھا ہوا تھا کہ میں نے دل میں خیال کیا کہ مرزا صاحب کو تو خدا تعالےٰ نے بڑے بڑے درجات عطا کئے مگر میرے واسطے کچھ نہیں تو الہام ہوا ذٰلک

فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔ غرض یہ بابو صاحب اور اُن کے ساتھی منشی عبدالحق صاحب پنشنر ہمیشہ حضرت مرزا صاحب کی تائید اور تصدیق میں مصروف رہے۔ لیکن ایک دفعہ جب یہ دونوں صاحبان قادیان حضرت اقدس کے پاس گئے اور آپ کی خدمت میں اپنے الہامات کی کتاب کھولی جس میں بہت سا رطب و یابس بھرا ہوا تھا تو حضرت اقدس نے بابو صاحب کو اپنی اِس بے بضاعتی پر اتنا اتراتے ہوئے دیکھ کر ازروئے شفقت سمجھایا کہ حقیقت الہام کیا ہے اور کس طرح سے اُس میں بعض دفعہ اپنی خواہشوں اور شیطان کے دھوکوں کی ملونی ہوتی ہے۔ اور عوام کے الہامات اور مامورین من اللہ کے الہامات میں فرق بتلایا (جیساکہ حضرت مرزا صاحب نے مفصل طور پر اپنی کتاب ضرورت امام میں لکھا ہے) تو یہ بات بابو صاحب کو بُری لگی اور اُن پر قبض وارد ہوئی۔ اور بدقسمتی سے اُسی قبض کی حالت میں وہ قادیان سے چلے آئے۔ اور طرفہ یہ کہ یا تو اُن کو حضرت مرزا صاحب کی تائید میں الہام ہوا کرتے تھے اور یا اب بسبب اُن کی اپنی تمنی کے دخل کے اُن کی مخالفت میں الہامات ہونے شروع ہو گئے۔ اور بابو صاحب کو یہ بھی عقل نہ آیا کہ انکے پیر صاحب (مولوی عبداللہ صاحب غزنوی) حضرت مرزا صاحب کی تائید میں اپنا کشف عوام میں مدت ہوئی شائع کر چکے ہیں اور اُس کشف کا ذکر کئی دفعہ بابو صاحب اور منشی عبدالحق صاحب کے سامنے ہوا اور یہ دونوں صاحب ہمیشہ مرزا صاحب کی تائید میں رہے۔ اب اِس واقعہ کو اہل الرائے کے سامنے پیش کیا جاوے تو وہ صاف کہہ دیں گے کہ یا تو بابو الٰہی بخش کے پچھلے الہام شیطانی اور جھوٹے ہیں یا اس کے اپنے پہلے الہام اور اُس کے پیر کا کشف جھوٹا ہے۔ بہرحال بابو الٰہی بخش صاحب تو دونوں صورتوں میں جھوٹے ہوتے ہیں مگر ہم اُن کو نیک صلاح دیتے ہیں کہ وہ دوسری صورت کو پسند کریں تاکہ کم از کم انہیں اپنے پیر مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کے کشف کو شیطانی کشف نہ کہنا پڑے اور اپنے متقی مخلص ہم ان کو الزام نہ لگانا پڑے اور اب امرتسر کے غزنوی گروہ کی طرف محض مرزا صاحب کی مخالفت

کی وجہ سے رجوع کرنا ان کو مناسب نہیں کیونکہ بابو صاحب کو یاد ہوگا کہ جب ان بزرگوں نے یہ سنکر کہ آپ کو الہامات ہوتے ہیں آپ پر تمسخر کیا اور کہا کہ اب بابوؤں کو بھی الہام ہونے لگ پڑے اور آپ کو سخت الفاظ میں مخالفانہ خط لکھا تو آپ کو الہام ہوا کہ چہ داند بوزنہ لذات ادرک۔ سو اگر بابو الٰہی بخش صاحب اپنے الہام کو سچا سمجھتے ہیں تو ان کو نہیں چاہئے کہ بوزنوں کی طرف توجہ کریں کیونکہ الہام الٰہی کے استعارات میں بوزنہ اسکو کہتے ہیں جو احکام الٰہی کی صریح نافرمانی کر کے یہود کی طرح خدا تعالیٰ کے غضب کو اپنے پر وارد کرلے جیسا کہ آیت شریفہ قلنا لہم کونوا قردۃ خاسئین سے ظاہر ہے۔ بابو صاحب کے غور کرنے کے واسطے اتنا ہی کافی ہے کہ ان کے الہامات میں کس قدر اختلاف ہے اور فیہ اختلافاً کثیرا کے نیچے وہ کہاں تک آتے ہیں اور اب میں پھر اصل قصہ کی طرف آتا ہوں ؀

دعا میں مقابلہ سے انکار

مولوی غازی نے اپنے ان اشتہارات کے لکھنے میں ہمیشہ نہایت بدتہذیبی سے کام لیا اور ان کے جواب ہماری جماعت کے آدمیوں نے متفرق مقامات سے نہایت تہذیب کے ساتھ دیئے اور پیر مہر شاہ صاحب کے شوق یا شغل کیمیا سازی یا اور کشتہ گری کا بھید بھی لوگوں پر ظاہر فرمایا۔ اسی اثنا میں حضرت اقدس کی جماعت کی طرف سے ایک اشتہار نکلا کہ اگر کوئی مرزا صاحب کا مخالف عالم۔ مولوی۔ سجادہ نشین اپنے تئیں حق پر خیال کرتا ہے۔ اور مومن جانتا ہے۔ تو مومن کا نشان یہ ہے کہ اس کی دعا قبول ہو۔ اس واسطے چاہئے کہ وہ سب مولوی وغیرہ ایک جگہ اکٹھے ہو جاویں اور چند ایک لاعلاج مریضوں اور مصیبت زدوں کو لے کر قرعہ اندازی سے تقسیم کر لیا جاوے۔ آدھے حضرت مرزا صاحب کے حصہ میں آویں اور آدھے مخالفین کے حصہ میں۔ فریقین اپنے اپنے حصہ کے آدمیوں کے حق میں دعا کریں اور پھر ان کے اندر خدا سے خبر پاکر یہ بات

شائع کردیں کہ ہمارے حصہ کے مریضوں میں سے فلاں فلاں تندرست ہو جائیں گے جس کی دعا سے مریض اور مصیبت زدہ تندرست اور خوشحال ہو جائیں وہ حق کی طرف سے سمجھا جائے۔

اس اشتہار کے جواب میں جو کہ ۲۰ جون ۱۹۰۰ء کو شائع ہوا تھا پیر صاحب کے مریدوں کی طرف سے ایک اشتہار بتاریخ ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء کو لاہور میں پہنچا جس میں مولوی غازی وغیرہ پیر صاحب کے مریدوں نے صاف لفظوں میں یہ اقرار کیا کہ نہ خدا ہمارا طرفدار ہے اور نہ بیماروں کو ہماری دعا سے شفا ہو سکتی ہے مرزا صاحب ایک طرفہ نشان دکھائیں اور مریضوں کو شفا دلائیں۔ اس اشتہار میں پیر مہر شاہ صاحب کے مریدوں نے بہت سی لغو اور بے ہودہ باتیں تحریر کی ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ مہدی سنوسی افریقہ والے کی بہت تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ پورا پورا عالم اور عامل بالحدیث والقرآن ہے اور اس میں تمام آثار مہدی موجود ہیں " ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ بات ہے تو پیر مہر علیشاہ اور ان کے مریدوں پر کھانا حرام ہے جب تک کہ اس مہدی کے ساتھ بیعت نہ کرلیں جس میں تمام آثار مہدی کا ہونا وہ مانتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ وہ پورا پورا عالم اور عامل بالحدیث والقرآن ہے اور ممکن نہیں کہ ایک شخص پورا پورا علم رکھنے والا اور قرآن و حدیث پر عمل کرنے والا ہو اور پھر وہ جھوٹا ہو۔ پس آپ کے نزدیک تو وہ سچا ہوا سو یاد رکھو کہ ہزار لعنت ہے اس پر جو ایک شخص کو سچا پا کر پھر فوراً مطابق حکم قرآن شریف کونوا مع الصادقین اس کے ساتھ نہ ہو جاوے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ سب آپ کا افترا ہے۔ سنوسی کو ہرگز مہدی موعود اور ملہم من اللہ ہونے کا دعوے نہیں + پیر صاحب گولڑی کے مرید باوجود اپنے پیر کی اسقدر کمزوری کے اقرار کے کہ انکی دعا

امام نا مرزا صاحب کا اشتہارِ دعوت

تب حضرت مرزا صاحب نے یہ فرمایا کہ ایسی کتابوں کے ہم کہاں تک جواب دیتے جائینگے۔

وہی باتیں جن کا ہم کئی دفعہ جواب دے چکے ہیں مخالف پھر پھر دہرا دیتے ہیں اور کوئی نئی بات نہیں ہوتی۔ہماری طرف سے مبسوط کتابیں ان مسائل کی تحقیق میں نکل چکی ہیں اب زیادہ ان پر توجہ کرنا وقت کو ضائع کرنا ہے۔لیکن اگر یہ لوگ نیک نیتی کے ساتھ فیصلہ کرنا چاہیں تو ایک آسان راہ فیصلہ کا یہ ہے۔کہ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تمہارے درمیان کوئی جھگڑا پڑ جاوے تو فیصلہ کے واسطے اللہ اور رسول کے آگے پیش کرو جس کے حق میں وہ فیصلہ دے وہی حق پر ہے۔اچھا اب ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان یہ جھگڑا ہے کہ یہ ہمیں کافر کہتے ہیں اور ہم ان کو اس فعل میں خدا کو ناراض کرنے والا کہتے ہیں۔ یہ جھگڑا قرآن شریف کے جج کے سامنے پیش کرو اور دیکھو کہ فیصلہ کس کے حق میں ہے۔قرآن شریف نے جو نشان مومن اور متقی کے بیان کئے ہیں وہ تلاش کرنے چاہئیں کہ کس میں پائے جاتے ہیں۔۔ہم میں۔ یا ہمارے مخالفین اور مکذبین میں۔اِس جگہ ہم حضرت مرزا صاحب کے اشتہار مورخہ ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۰۰ئ کی اصل عبارت نقل کر دیتے ہیں +

حضرتِ اقدس کا اشتہار

میں فیصلہ کے لئے ایک سہل طریق پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ قرآن شریف سے یہ ثابت ہے کہ جو لوگ درحقیقت خدا تعالیٰ کے راست باز بندے ہیں ان کے ساتھ تین طور سے خدا کی تائید ہوتی ہے (۱) ان میں اور ان کے غیر میں ایک فرق یعنے مابہ الامتیاز رکھا جاتا ہے اس لئے مقابلہ کے وقت بعض امور خارق عادت اُن سے صادر ہوتے ہیں جو حریف مقابل سے صادر نہیں ہو سکتے جیسا کہ آیت یجعل لکم فرقانا اس کی شاہد ہے (۲) اُن کو علم معارف قرآن دیا جاتا ہے اور غیر کو نہیں دیا جاتا جیسا کہ آیت لایمسہ الا المطھرون اس کی شاہد ہے (۳) اُن کی دعائیں اکثر قبول ہو جاتی ہیں اور غیر کے اس قدر نہیں ہوتیں جیسا کہ آیت ادعونی

استجب لکم اسکی گواہ ہے۔ سو مناسب ہے کہ لاہور میں جو صدر مقام پنجاب ہے صادق اور کاذب کے پرکھنے کے لئے ایک جلسہ قرار دیا جائے اور اس طرح پر مجھ سے مباحثہ کریں کہ قرعہ اندازی کے طور پر قرآن شریف کی کوئی سورۃ نکالیں اور اس میں سے چالیس آیت یا ساری سورۃ اگر چالیس آیت سے زیادہ نہو لے کر فریقین یعنے یہ عاجز اور مہر علیشاہ صاحب اوّل یہ دُعا کریں کہ یا الٰہی ہم دونوں میں سے جو شخص تیرے نزدیک راستی پر ہے اس کو تو اس جلسہ میں اس سورۃ کے حقایق اور معارف فصیح اور بلیغ عربی میں عین اسی جلسہ میں لکھنے کے لئے اپنی طرف سے ایک روحانی قوّت عطا فرما اور رُوح القدس سے اس کی مدد کر اور جو شخص ہم دونوں فریق میں سے تیری رضی کے مخالف اور تیرے نزدیک صادق نہیں ہے اس سے یہ توفیق چھین لے اور اس کی زبان کو فصیح عربی اور معارف قرآنی کے بیان سے روک لے تا لوگ معلوم کرلیں کہ تو کس کے ساتھ ہے اور کون تیرے فضل اور تیری روح القدس کی تائید سے محروم ہے۔ پھر اس دعا کے بعد فریقین عربی زبان میں اس تفسیر کو لکھنا شروع کریں اور یہ ضروری شرط ہوگی کہ کسی فریق کے پاس کوئی کتاب موجود نہو اور نہ کوئی مددگار ضروری ہوگا کہ ہر ایک فریق چپکے چپکے بغیر آواز سنانے کے اپنے ہاتھ سے لکھے تا اس کی فصیح عبارت اور معارف کے سننے سے دوسرا فریق کسی قسم کا اقتباس یا سرقہ نہ کر سکے۔ اور اس تفسیر کے لکھنے کے لئے ہر ایک فریق کو پورے سات گھنٹے مہلت دی جائے گی۔ اور زانو بزانو لکھنا ہوگا نہ کسی پردہ میں ہر ایک فریق کو اختیار ہوگا کہ اپنی تسلی کے لئے فریق ثانی کی تلاشی کر لے اس احتیاط سے کہ وہ پوشیدہ طور پر کسی کتاب سے مدد نہ لیتا ہو اور لکھنے کے لئے فریقین کو سات گھنٹے کی مہلت ملے گی مگر ایک ہی جلسہ میں اور ایک ہی دن میں اس تفسیر کو گواہوں کے روبرو ختم کرنا ہوگا۔ اور جب فریقین لکھ چکیں تو دونوں تفسیریں بعد دستخط تین اہل علم کو جن کا اہتمام حاضری و انتخاب پیر مہر علیشاہ صاحب کے ذمہ ہوگا سنائی جائیں گی اور ان ہر سہ مولوی صاحبان کا یہ کام ہوگا کہ وہ حلفاً یہ رائے ظاہر کریں کہ ان دونوں تفسیروں

(لہ حاشیہ کے لئے دیکھو صفحہ ۲۲)

اور دونوں عربی عبارتوں میں سے کونسی تفسیر اور عبارت تائید روح القدس سے لکھی گئی ہے اور ضروری ہوگا کہ اُن تینوں عالموں میں سے کوئی نہ اس عاجز کے سلسلے میں داخل ہو۔ اور نہ مہر علیشاہ کا مرید ہو۔ اور مجھے منظور ہے کہ پیر مہر علیشاہ صاحب اس شہادت کے لئے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبد الجبار غزنوی اور مولوی عبداللہ پروفیسر لاہوری کو یا تین اور مولوی منتخب کریں جو اُن کے مرید اور پیرو نہوں۔ مگر ضروری ہوگا کہ یہ تینوں مولوی صاحبان حلفاً اپنی راے ظاہر کریں کہ کس کی تفسیر اور عربی عبارت اعلےٰ درجہ پر اور تائید الہٰی سے ہے۔ لیکن یہ حلف اس حلف سے مشابہ ہونی چاہئے جسکا ذکر قرآن میں قذف محصنات کے باب میں ہے جس میں تین دفعہ قسم کھانا ضروری ہے اور دونوں فریق پر یہ واجب اور لازم ہوگا کہ ایسی تفسیر جس کا ذکر کیا گیا ہے کہ کسی حالت میں بیس ورق سے کم نہو اور ورق سے مراد اس اوسط درجہ کی تقطیع اور قلم کا ورق ہوگا جس پر پنجاب اور ہندوستان کے صدہا قرآن شریف کے نسخے چھپے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ پس اس طرح کے مباحثہ اور اس طرز کے تین مولویوں کی گواہی سے اگر ثابت ہو گیا کہ درحقیقت پیر مہر علیشاہ صاحب تفسیر اور عربی نویسی میں تائید یافتہ لوگوں کی طرح ہیں اور مجھ سے یہ کام نہ ہو سکا یا مجھ سے بھی ہو سکا مگر انہوں نے میرے مقابلہ پر ایسا ہی کر دکھایا تو تمام دنیا گواہ رہے کہ میں اقرار کروں گا کہ حق پیر مہر شاہ کے ساتھ ہے اور اس صورت میں میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ اپنی تمام کتابیں جو اس دعوے کے متعلق ہیں جلا دونگا اور اپنے تئیں مخذول اور مردود سمجھ لوں گا۔ میری طرف سے یہی تحریر کافی ہے جس کو میں آج بثبت شہادت میں گواہان کے اس وقت لکھتا ہوں۔ لیکن اگر میرے خدا نے اس مباحثہ میں مجھے غالب کر دیا اور مہر علیشاہ صاحب کی زبان بند ہو گئی نہ وہ فصیح عربی پر قادر ہو سکے اور نہ وہ حقائق و معارف سورہ قرآنی میں سے کچھ لکھ سکے یا یہ کہ اس مباحثہ سے انہوں نے انکار کر دیا تو ان تمام صورتوں میں ان پر واجب ہوگا کہ وہ توبہ

کرکے مجھ سے بیعت کریں[1] اور لازم ہوگا کہ یہ اقرار صاف صاف لفظوں میں بذریعہ اشتہار
دس دن کے عرصے میں شائع کردیں۔

میں مکرر لکھتا ہوں کہ میرا غالب رہنا اسی صورت میں متصور ہوگا کہ جب کہ مہر علیشاہ
صاحب بجز ایک ذلیل اور قابل شرم اور رکیک عبارت اور لغو تحریر کے کچھ بھی لکھ نہ سکیں
اور ایسی تحریر کریں جس پر اہل علم تھوکیں اور نفرین کریں کیونکہ میں نے خدا سے یہی دعا کی
ہے کہ وہ ایسا ہی کرے۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ ایسا ہی کرے گا اور اگر مہر علیشاہ صاحب
بھی اپنے تئیں جانتے ہیں کہ وہ مومن اور مستجاب الدعوات ہیں تو وہ بھی ایسا ہی دعا کریں۔
اور یاد رہے کہ خدا تعالےٰ اُن کی دعا ہرگز قبول نہیں کرے گا کیونکہ وہ خدا کے مامور اور مرسل
سے دشمن ہیں اس لئے آسمان پر ان کی عزت نہیں +

پیر صاحب کا جواب

اب پیر مہر علیشاہ صاحب میں اتنی لیاقت تو ہے نہیں کہ عربی میں تفسیر لکھیں یا معارف
بیان کریں اور نہ اتنا بھروسہ خدا پر ہے کہ خدا ان کی دعا قبول کرے جیسا کہ ان کے مرید اشتہار
دے چکے ہیں اس واسطے انہوں نے سوچا کہ اب اگر ہم تفسیر میں مقابلہ منظور کرلیں گے تو خواہ مخواہ

---

[1] پیر مہر علیشاہ صاحب اپنی کتاب شمس الہدایہ کے صفحہ ۷۱ میں لاف زنی کر چکے ہیں کہ قرآن شریف
کی سمجھ ان کو عطا کی گئی ہے۔ اگر وہ اپنی کتاب میں اپنی جہالت کا اقرار کرتے اور فقر کا بھی دم نہ مارتے
تو اس دعوت کی کچھ ضرورت نہیں تھی۔ لیکن اب تو وہ اُن دونوں کمالات کے مدعی ہو چکے ہیں ؎
مدار دکسے با تو ناگفتہ کار۔ ولیکن چو گفتی دلیلش بیار۔ [2] یہ اس شرط سے کہ مولوی محمد حسین وغیرہ اس
دعوت سے گریز کرجائیں جو ضمیمہ اشتہار ہذا میں درج ہیں۔ [3] یاد رہے کہ ہر ایک نبی یا رسول یا محدث جو
نشان اتمام حجت کے لئے پیش کرتا ہے وہی نشان خدا تعالیٰ کے نزدیک معیار صدق و کذب ہوتا ہے اور
منکرین کی اپنی درخواست کے نشان معیار نہیں ٹھیر سکتے اگرچہ ممکن ہے کہ کبھی شاذ و نادر کے طور پر اُن میں
سے بھی کوئی بات قبول کیجائے کیونکہ خدا تعالےٰ انہی نشانوں کے ساتھ حجت پوری کرتا ہے جو آپ بغرض تحدی پیش کرتا ہے یہی سنت اللہ ہے۔

(حاشیہ متعلق صفحہ ۲۲)

بے عزتی ہوگی اور اگر نہ مانینگے تو مرید بھاگنے شروع ہو جائینگے اس واسطے چار و ناچار انہوں نے یہ سوچا کہ کوئی ایسی بات نکالو جس سے معاملہ بھی ٹل جاوے اور مقابلہ بھی نہ ہو۔ پس اُنہوں نے کہا کہ ہم کو سب شرطیں منظور ہیں مگر ایک شرط ہماری بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ تفسیر سے پہلے ایک تقریری مباحثہ ہو جسکے حکم مولوی محمد حسین صاحب ہوں اور مولوی صاحب اگر ہمارے حق میں فیصلہ کر دیں تو مرزا صاحب ہمارے ساتھ بیعت کر لیں یہ تجویز پیر صاحب نے اِس واسطے سوچی کہ حضرت مرزا صاحب آج سے چار سال پہلے شائع کر چکے ہیں کہ ہم اِن مسائل میں اَب کسی سے بحث نہیں کرینگے اور وہ کتاب جس میں یہ بات شائع کی گئی تھی وہ پیر صاحب کی خدمت میں بھی روانہ کی گئی تھی اور پیر صاحب جانتے تھے کہ مرزا صاحب نے اپنے معاہدہ کے برخلاف تو کرنا ہی نہیں پس ہم کہہ دیں گے۔ کہ انہوں نے مقابلہ سے انکار کیا ہے۔ اور ساتھ ہی مولوی محمد حسین کو حکم بنایا کیونکہ اُس کا اپنا مذہب اور عقیدہ حضرت مرزا صاحب کے برخلاف ہے اور اُس کا فیصلہ بہر حال مرزا صاحب کے برخلاف اور پیر صاحب کے حق میں ہے۔ ہم پیر صاحب کا جواب اصل نقل کر دیتے ہیں + وہو ہٰذا

مجکو دعوت حاضری جلسہ منعقدہ لاہور مع شرائط مجوزہ مرزا صاحب بسر و چشم منظور ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ مرزا صاحب بھی میری ایک ہی گذارش کو بسلک شرائط مجوزہ کے منسلک فرماوینگے۔ وہ یہ ہے کہ پہلے مدعی مسیحیت و مہدویت و رسالت لسانی تقریر سے بمشافہ حضار جلسہ اپنے دعوے کو بپایۂ ثبوت پہنچاوے گا۔

بجواب اُس کے نیازمند کی معروضات عدیدہ کو حضرات حاضرین خیال فرما کر اپنی رائے ظاہر فرماویں گے۔ مجکو شہادت و رائے تینوں علمائے کرام مجوزہ مرزا صاحب (یعنے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی و مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی و مولوی عبد اللہ صاحب ٹونکی پروفیسر لاہوری) کے قبول کرنے میں کچھ عذر نہ ہوگا۔ بعد ظہور اس کے کہ مرزا صاحب اپنے

دعوے کو پایۂ ثبوت نہیں پہنچا سکے۔ مرزا صاحب کو بیعت توبہ کرنی ہوگی۔ بعد اسکے عقاید معدودہ مرزا صاحب ہیں جن میں جناب ساری اُمّت مرحومہ سے منفرد ہیں بحث تقریری واظہار رائے ہو کر مرزا صاحب کو اجازت مقابلہ تحریری کی دی جاوے گی۔ یہ دو شرط ہے کہ دعوے جناب اور تحقیق حق کے لئے عند العقلا مقتضے بالطبع ہے۔ ظاہر ہے کہ تیز نویسی اور قافیہ سنجی کو بعد ابطال مضامین کے کچھ بھی وقعت اور عظمت نہیں۔ حقیقت مضامین کا محفوظ رہنا عیاران صداقت کے لئے نہایت مہتم بالشان ہے۔ اظہارِ حقیقت بغیر اِس طریق کے متصور ہی نہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب کے حقائق و معارف قرآنیہ سے تو اُنکی تصانیف بھری ہوئی ہیں اور وہی جناب کو دعوے میں بوجہ عدم حقیقت کی وجہ سے دھبہ لگا رہے ہیں علمائے کرام کی تحریرات اور اہلِ دیانت و فہم کامل کی تقریرات اس پر شاہد ہیں۔ تیز نویسی چونکہ بروز عیسوی و بروز محمدی سے بالکل اجنبی و برطرف ہے لہذا اسکو موخر رکھا جاوے گا۔ اِس شرط کی منظوری سے مع تاریخ مقررہ کے مشرف فرماویں۔ نہایت ممنون ہو کر حاضر ہو جاؤں گا قانون فطرت اور کرات مرات کا تجربہ مع شہادت ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ہی کے پیشینگوئی کر رہا ہے کہ آپ کو عین وقت بحث میں الہام سکوتی ہو جاوے گا آپ فرماویں۔ اسکا کیا علاج ہوگا۔ اپنے اشتہار میں اس الہام ضروری الوقوع کا مستثنے نہ فرمانا صاف شہادت دے رہا ہے کہ ایسے الہامات عندیہ اور اپنے اختیاری ہیں۔ ورنہ درصورت منجانب اللہ ہونے اُن کے کیونکر زیر لحاظ نہوں اور مستثنے نہ کئے جاویں۔ یہ بھی مانا کہ منجانب اللہ ہیں تو پھر اُن پر تعمیل واجب ہوگی۔ مشائخ عظام و علمائے کرام کو تشریف آوری سے بغیر از تضیع اوقات و تکلیفِ عبث کیا حاصل ہوگا۔ لہذا عرض کرتا ہوں کہ شرق سے غرب تک ان بزرگواروں کو آپ کیوں تکلیف محض دیتے ہیں۔ فقط یہ ایک ہی نیازمند اُن کا حاضر ہو جائے گا۔ بشرطِ معروض الصدر نا منظوری شرط مذکور یا غیر حاضری جناب کی دلیل ہوگی آپ کے کاذب ہونے پر آپ فرماتے ہیں کہ شمس الہدایت کے صفحہ ۱ میں نیازمند نے علم

اور فقر میں لاف زنی کی ہے۔ ناظرین صفحہ مذکور کے ملاحظہ فرمانے کے بعد انصاف کر سکتے ہیں کہ آیا لاف زنی ہے اپنے بارے میں یا تہدید ہے بمقابلہ اُس کے جو اجماع کو رانہ "حرب نادان" "بے شرم" "بے حیا" "علماے یہود" ازالہ۔ ایام الصلح۔ میں درباره علماے سلف و خلف شکر اللہ سعیہم کے مرزا صاحب نے دیانت اور تہذیب سے لکھا ہے اور تفرد فی فہم القرآن کا دعوےٰ کیا ہے۔

آپ اِس اشتہار کے صفحہ ۳ کے اخیر پر باریک قلم سے لکھتے ہیں۔ اگر وہ اپنی کتاب میں جہالت کا اقرار کرتے اور فقر کا بھی دم نہ مارتے تو اس دعوت کی کچھ ضرورت نہیں تھی الخ لاف زنی کی کیفیت تو ناظرین کو ملاحظہ صفحہ مذکورہ سے معلوم ہو جائے گی۔ بھلا آپ یہ تو فرمائیے کہ جب آپ اپنی دعوت میں ماٗمور من اللہ ہیں تو پھر لاف زنی پر اِس دعوت کی بنا ٹھیرانی قول بالتناقضین نہیں تو کیا ہے۔

مرزا صاحب نیاز مند کو مع علماے کرام کے کسی قسم کا عناد یا حسد جناب کے ساتھ نہیں مگر کتاب اللہ و سنت رسول صلعم باعث انکار ہے۔ انصاف فرماویں مثل مشہور کا مصداق نہ بنیں دنا لے چورتے نلے چترا) ظاہر تو عشق محمدی صلعم) اور قرآن کریم سے دم مارنا اور در پردہ کیا بلکہ علانیہ تحریف کتاب و سنت کرنی۔ اور پھر اس کمال پر مکتفی نہ رہنا بلکہ اوروں کو بھی اس کمال کے ساتھ ایمان لانے کی تکلیف دینی بھلا پھر علماے کرام کیسے خاموش بیٹھے رہیں +

آپ اپنے اشتہار میں جو کچھ بڑے زور و شور سے ارشاد فرما چکے ہیں۔ اگر بلحاظ اس کے کچھ بھی لکھا جاوے۔ تو داخل گستاخی اور مورد عتاب اہل تہذیب نہیں ہو سکتا۔ مگر تاہم لوگوں کی ہنسی سے شرم آتا ہے۔ اِس سے زیادہ آپ کی اوقات گرامی کی تضیع نہیں کرتا ہوں فقط

پیر صاحب کا جواب تو ہم نے نقل کر دیا ہے مگر پیر صاحب کے جواب کا ضمیمہ جو اُس کے ساتھ ہی ایک اشتہار میں مولوی غازی صاحب کی طرف سے شائع ہوا اُس کا ایک

ایک لفظ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ پیر صاحب ہرگز تفسیر القرآن میں مرزا صاحب کے ساتھ مقابلہ کرنا نہیں چاہتے اور یہ صرف انہوں نے ٹالنے کا ایک طریق اختیار کیا ہے ہم اس اشتہار کی چند ایک عبارتیں نقل کر دیتے ہیں پبلک خود اندازہ کر لے کہ ایسا اشتہار دینے میں پیر صاحب اور ان کے مریدوں کی کیا نیت تھی۔

(۱) صفحہ ۲۔ بھلا یہ تو فرما دیجئے گا کہ اس قدر کثیر جماعت علماء کی جمع ہو کر کیا کرے گی۔ صبح سے شام تک بے آب و دانہ بیٹھ کر دیکھتی رہے گی کہ کس کا قلم زور سے چلتا ہے۔ اور وہ کون سی دل چسپی ہے جس کے واسطے اور کون سا اور اہم علم ہے جس کی شہادت کے لئے آپ اس قدر علماء کو بصورت حاضری پیر صاحب طلب کرتے ہیں۔ (۲) صفحہ ۲ و ۳ مگر شرط یہ ہے کہ قبل از بحث تحریری مذکورہ مجوزہ مرزا صاحب ایک بحث تقریری دعوے مسیحیت و مہدویت وغیرہ عقائد مرزا صاحب پر جو تعداد میں تخمیناً ۱۳۶ کے قریب ہیں اور ان کے الہامی کتب میں درج ہیں بپابندی امور ذیل ہو جائے۔

(الف) تعیین و تقرر سوالات حضرت پیر صاحب کا منصب ہوگا۔

(ب) بحث تقریری بحث تحریری سے اوّل ہوگی اگر ایک روز میں ختم نہ ہوگی تو دوسرے اور تیسرے روز تک جاری رہے گی۔

(ج) جو شخص بحث میں مغلوب ہوگا اسکو بیعت توبہ کرنا لازمی ہوگا۔

(د) چونکہ احتمال ہے کہ ایک شخص مغلوب بھی ہو جاوے اور وہ پھر بھی توبہ نہ کرے اسلئے فریقین ایک ایک معتبر ضمانت صمہ ،،، صمہ ،،، ہزار روپے کی دے دیویں۔

(ہ) مرزا صاحب یہ بھی لکھ دیں کہ اس بحث کے وقت یا دوران زمانہ بحث میں اگر کوئی الہام اس قسم کا ان کو ہو جاوے جو مبدل یا ناسخ شرائط بحث و مباحثہ ہو یا مرزا صاحب کو کوئی تار اس مضمون کا آجاوے کہ گھر میں کوئی بیمار ہے یا اور کوئی اسی قسم خط پیام وغیرہ آجاوے تو مرزا صاحب بحث و مباحثہ کو حسب شرائط مقررہ حال پورا کر دیں گے اور

اس الہام تار خط پیام وغیرہ پر کاربند نہو نگے اگر مرزا صاحب اب میدان میں تشریف نہ لائے اور اس مباحثہ سے مونہ پھیر کر اس میں کوئی حیلہ وحجت کریں گے یا اب شرائط میں کسی قسم کی کوئی پیچیدگی پیدا کردیں گے جس سے اس معاملہ کا وقوع غیر اغلب ہوجاوے تو پھر سمجھا جاوے گا اور اس کا نتیجہ فطری طور پر یہ ہوگا کہ مرزا صاحب کی الہٰی طاقت (وہی خدا سے عاجی والی) مغلوب ہوگئی۔ (تم کلامہ)

پیر صاحب اور ان کے مولوی غازی صاحب کے اس اشتہار مطبوعہ ۲۵۔ جولائے ۱۹۰۰ء کے جواب میں حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے ایک اشتہار قادیاں سے ۱۴۔ اگست ۱۹۰۰ء کو نکالا جس میں سید صاحب موصوف نے پیر صاحب اور غازی صاحب ہر دو کی تمام باتوں کے مفصل جوابات نہایت عمدگی سے دئے اور پھر اتمام حجت کے واسطے یہ بھی لکھ دیا کہ اگر پیر صاحب سیدھی طرح حضرت امامنا کے مقابلہ میں تفسیر القرآن لکھنا نہیں چاہتے اور تفسیر القرآن میں مقابلہ کو ٹالنے کے واسطے ضرور مباحثہ ہی کرنا چاہتے ہیں تو مباحثہ کے واسطے میں حاضر ہوں اور ساتھ ہی سید محمد احسن صاحب نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ اگر وہی تین مولوی جو ہمارے مخالف اور پیر صاحب کے موافق ہیں اس وقت مجوزہ قسم کھا کر یہ شائع کردیں کہ پیر صاحب گولڑی نے رعب میں آکر مقابلہ تفسیر کو ٹالنے کے واسطے یہ تجویز نہیں کی بلکہ انہوں نے نیک نیتی سے یہ کارروائی کی ہے تب بھی ہم مان لیں ⁂

اس پر نہ تو مولوی محمد احسن صاحب کے ساتھ مباحثہ منظور کیا گیا اور نہ ان تین مولویوں سے یہ قسم دلائی گئی کہ پیر صاحب گولڑی کا یہ طریق مقابلہ تفسیر کو ٹالنے کے واسطے نہیں ہے۔ اور پیر صاحب تو بالکل خاموش رہے لیکن راولپنڈی سے ان کے ایک مرید حکیم سلطان محمود خاں نے گند کا بھرا ہوا ایک اشتہار شائع کردیا کہ مولوی محمد احسن کے ساتھ مباحثہ ہم نہیں کرتے خود مرزا صاحب آویں۔ اور لوگوں کو دھوکھا دینے کے واسطے

اپنی طرف سے اخیر میں مضحکہ کے طور پر حکیم سلطان محمود نے یہ بھی لکھ دیا کہ اگر مرزا صاحب نہیں مانتے تو پیر صاحب کو مرزا صاحب کی ہی ساری شرائط منظور ہیں مرزا صاحب آجائیں اس پر انکی ایک اشتہار اور خطوط (جو کہ اسی کتاب میں اپنے موقع پر آگے درج ہوں گے) بخدمت پیر صاحب ہماری جماعت کی طرف سے ارسال کئے گئے اور درخواست کی گئی کہ جو کچھ آپ کا مرید کہہ بیٹھا ہے آپ اپنی زبان مبارک سے فرمادیں کہ ہم کو سب شرائط مرزا صاحب کے بلاکم وبیش منظور ہیں مگر کیا مجال تھی کہ پیر صاحب ایسا کہتے بلکہ وہ دل ہی دل میں حکیم سلطان محمود پر خفا ہوتے ہوں گے کہ وہ بے مراد کیوں بغیر ہماری اجازت کے ایسا کہہ بیٹھا۔ اور اس کے بعد جب پیر صاحب لاہور میں آئے تو پیر صاحب کے مریدوں نے پھر وہی اشتہار مباحثہ کا دیا کہ پیر صاحب مباحثہ تقریری کے واسطے آتے ہیں ؂

جب پیر صاحب کے مریدوں نے عوام کو دھوکا دینے کے واسطے یہ مشہور کیا کہ پیر صاحب نے تمام شرائط مرزا صاحب کے مان لئے ہیں اور اب وہ مباحثہ تقریری کے واسطے لاہور آنے والے ہیں تو ہمیں نہایت ہی تعجب ہوا کہ ایک طرف تو لکھتے ہیں کہ تمام شرائط مان لئے ہیں اور دوسری طرف ساتھ ہی یہ لکھ دیتے ہیں کہ مباحثہ تقریری کے لئے پیر صاحب یہاں آئینگے۔ یہ عجیب ایمان داری کی بات ہے۔ کیا مباحثہ تقریری کے واسطے مرزا صاحب نے دعوت کی تھی جو تم کہتے ہو کہ مرزا صاحب کی دعوت قبول کی گئی ہے۔ اس وقت پبلک کو اصل کیفیت سے آگاہ کرنے کے واسطے لاہوری خادمان حضرت مسیح موعود کی طرف سے دو اشتہار مورخہ ۱۹ و ۲۰ اگست سنہ ۱۹۰۰ء شایع ہوئے جو کہ ذیل میں درج ہیں۔

فرار و انکار پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑی

از جلسہ تحریر تفسیر قرآنی بمقابل حضرت مسیح موعود

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

اللہ تعالیٰ نے جب اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا۔ تو ان حضرت کی نبوت کی تائید میں ہر طرح کے ثبوت اور کھلے کھلے دلائل موجود تھے۔ زمانہ کی تنگ و تاریک حالت چاہتی تھی کہ خاتم النبیین پیدا ہو۔ توریت اور انجیل کے نوشتے گواہی دیتے تھے کہ آں حضرت نبی برحق ہیں۔ ہزاروں معجزے اور کرامات بھی دکھلائے گئے۔ یہاں تک کہ آپ کی رسالت کی صداقت میں آسمان سے شق القمر نے بھی شہادت دی۔ مگر کیا ہی تیرہ دل تھے کفار کہ باوجود ان سب باتوں کے کوئی تو کہتا کہ یہ جادوگر ہے۔ کوئی ادھر سے دوڑا آتا کہ جھوٹا ہے اس کی بات نہ سنو۔ کوئی ادھر سے بھاگا آتا اور کہتا کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے سامنے آسمان سے کتاب اتارو۔ ہم بھی ہاتھ لگا کر دیکھ لیں۔ کوئی کہتا کہ تمہارے ساتھ فرشتے اور خزانے کیوں نہیں ہیں۔ کوئی کچھ اعتراض کرتا کوئی کچھ۔ غرض ایک طوفان بے تمیزی منکرین کے درمیان پھیلا ہوا تھا اور کہتے تھے کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں اور نہ خدا کا کلام اس پر اترتا ہے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ سے وحی پاکر حضرت رسالت مآب نے یہ مشتہر کیا کہ اگر یہ کلام خدا کی طرف سے نہیں تو چلو فیصلہ کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ تم بھی ایسا ہی کلام اگرچہ تھوڑا سا ہی ہو بنا کر دکھلاؤ۔ اور یاد رکھو کہ تم نہیں بنا سکو گے۔ یہ ایک معجزہ تھا حضرت رسول اکرمؐ کا جو قیامت تک کفار کا سر نیچے دبائے رکھے گا۔

قاعدہ کی بات ہے کہ نائب اپنے منیب کے قدم پر چلتا ہے۔ اور خادم اپنے مخدوم کے رنگ میں رنگین ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو اللہ تعالیٰ

نے دینِ محمدی کی خدمت کے واسطے اور خدا کی توحید اور جلال کو دنیا میں قائم کرنے کے واسطے مبعوث کیا اور اُن کو اس وقت کا امام مقرر کیا اور اپنے کلام سے مشرف کیا اور اُن کو مسیح موعود و مہدی موعود بنایا۔ تو باوجودے کہ ایک صدی کے سر پر امام کا پیدا ہونا حدیث شریف میں درج ہے۔ اور یہ صدی کا سرا ہے اور اس صدی کا امام بسبب فتنۂ عیسوی کے ضرور ہے کہ مسیح ہو۔ اور حضرتِ اقدس مرزا صاحب کی تائید میں قرآنِ شریف اور احادیث سب موجود ہیں۔ اور آسمان سے بھی سورج اور چاند نے رمضان میں گواہی دے دی ہے۔ مگر پھر بھی منکرین ہیں کہ اعتراض سے باز نہیں آتے اور آئے دن کوئی ادھر سے بول اٹھتا ہے کہ یہ قادیاں جانے والے کو جادو کر دیتا ہے کوئی اُدھر سے کہتا ہے کہ یہ کاذب ہے اور وہی اعتراض جن کے جواب سینکڑوں دفعہ کتابوں اور رسالوں میں دیئے جا چکے ہیں۔ پھر پھر دُہرائے جاتے ہیں۔ اس واسطے مرشدنا حضرت مرزا صاحب مسیح موعود و مہدی موعود نے بھی اپنے پیشوا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رنگ میں مکذبین کو للکارا کہ بحث مباحثہ تو بہت ہوئے اور ہر طرح سے قرآن و احادیث کے دلائل دئے گئے۔ پر تم باز نہیں آتے۔ اچھا اب فیصلہ کا طریق یہ ہے کہ جیسا قرآنِ شریف کا یہ معجزہ ہے کہ ویسا کوئی کلام نہیں بنا سکتا۔ ایسا ہی ہماری طرف سے یہ نشان ہے کہ ہمارے مخالفین میں سے کسی پر بھی اس کلام کے معارف اور دقائق نہیں کھلتے خواہ وہ مخالف دنیا کے کسی حصّہ میں ہو۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تمہارے درمیان کوئی جھگڑا پڑ جاوے۔ تو اللہ اور رسول پر اسکا فیصلہ چھوڑو۔ اب یہاں جھگڑا یہ ہے کہ مرزا صاحب اپنے دعوائے مسیحیت و مہدویت میں صادق ہیں یا اُن کے مخالف و مکذب ان کی تکذیب میں صادق ہیں۔ اچھا اِس جھگڑے کو فرقانِ حمید کے پیش کرو۔ وہ کیا فیصلہ دیتا ہے۔ فرقانِ حمید کہتا ہے کہ خدا کے برگزیدہ کا یہ نشان ہے کہ اس سے ایسی کرامات ظاہر ہوتی ہیں جو اس کے مخالفوں سے نہ ہو سکیں

اور اُس پر قرآن شریف کے معارف کھلتے ہیں۔ اور تیسرا یہ کہ اُس کی دعا قبول ہوتی ہے +

سو حضرت مرزا صاحب نے ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء کو ایک اشتہار مہر علیشاہ صاحب گولڑی رجن کو بیٹھے بٹھائے یہ شوق چرایا ہے کہ ہم بھی مرزا صاحب کی مخالفت میں طبع آزمائی کریں اور یہ نہ سوچا کہ دوسروں نے اپنی پردہ دری کے سوا اور کیا لے لیا ہے جو آپ نے لینا ہے) اور دیگر تمام علماء مخالفین کو مخاطب کر کے کہہ دیا کہ آؤ تم سب لاہور میں جمع ہو جاؤ قرآن شریف کی چند آیات قرعہ اندازی سے لے کر اس کی تفسیر زبان عربی میں لکھیں کیونکہ عربی بہشت کی بولی ہے۔ اور قرآن مجید اس میں نازل ہوا۔ اور اس کے ذریعہ سے بھی انسان کی مناسبت رسول عربی اور قرآن عربی کے ساتھ معلوم ہو سکتی ہے۔ اور دعا کریں کہ جو خدا کے نزدیک صادق ہے۔ اس کے کلام میں فصاحت اور معارف ہوں)۔ اس طرح سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ دعا کس کی قبول ہوتی ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہو جائے گا کہ قرآن کریم کے معارف کس پر کھلتے ہیں۔ اور مومن اور صادق کون ہے +

یہ ایک طریق ہے جس سے ثابت ہو سکتا ہے کہ قرآن شریف کس کے حق میں مومن ہونے کا فیصلہ دیتا ہے۔ مگر جب یہ اشتہار پیر گولڑی کو ملا۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ پیر گولڑی دل ہی دل میں گھبرائے اور حیران و ترساں ہوئے۔ کیونکہ اتنی لیاقت کہاں کہ عربی میں تفسیر لکھیں۔ اور ایسا ایمان کہاں کہ قرآن شریف کے معارف کھلیں اور دعا قبول ہو پس آپ نے سوچا کہ کوئی ایسی تجویز نکالو جس سے یہ مقابلہ بھی نہ ہو اور مریدوں میں بھی کچھ رہ جاوے۔ اور بنی بنائی عزت پر بھی مٹی نہ پڑ جاوے۔ کیونکہ حضرت امام الزمان مرزا صاحب نے صاف طور پر زور سے یہ دعوے کیا تھا کہ میرا غالب رہنا اسی صورت میں متصور ہو گا کہ جب کہ مہر علیشاہ صاحب بجز ایک ذلیل اور قابل شرم اور رکیک عبارت

اور لغو تحریر کے کچھ بھی لکھ نہ سکیں - اور ایسی تحریر کریں جس پر اہل علم تھوکیں اور نفرین کریں - کیونکہ میں نے خدا سے یہی دعا کی ہے کہ وہ ایسا ہی کرے - اور میں جانتا ہوں کہ وہ ایسا ہی کرے گا - اور اگر مہر علیشاہ صاحب بھی اپنے تئیں جانتے ہیں کہ وہ مومن اور مستجاب الدعوات ہیں تو وہ بھی ایسی ہی دعا کریں اور یاد رہے کہ خدا تعالیٰ اُن کی دعا ہرگز قبول نہیں کرے گا کیونکہ وہ خدا کے مامور اور مرسل کے دشمن ہیں - اس لئے آسمان پر اُن کی عزت نہیں ؛"

پس اسی مقابلہ سے بچنے کے واسطے پیر گولڑی نے یہ منصوبہ بنایا کہ "مرزا صاحب پہلے اس جلسہ میں اپنے دعوے مسیحیت و مہدویت کا تقریری ثبوت دیں اور پھر تحریر کی اجازت ہوگی" مگر افسوس پیر گولڑی کو اتنی عقل نہیں آئی کہ اپنے دعوے مسیحیت اور مہدویت کے ثبوت کے واسطے ہی تو مرزا صاحب نے یہ بات پیش کی ہے کہ تفسیر قرآن لکھی جاوے تفسیر قرآن میں غالب رہنا ہی تو مرزا صاحب نے اپنے دعوے کی صداقت کا نشان مقرر کیا ہے اور اسی کے واسطے جلسہ ہوتا ہے - تو آپ فرماتے ہیں کہ جلسہ سے پہلے دعوے کا ثبوت دو - ہم سنا کرتے تھے کہ پیر گولڑی منطق پڑھے ہوئے ہیں - مگر اب منطق کا حال بھی معلوم ہوگیا ہے - چاہئے کہ محمد الدین کتب فروش جس نے بڑے شوق سے اپنے پیر کا اشتہار چھاپا ہے - اور ساتھ ہی مرزا صاحب پر بہت سے بہتان اور بے جا اعتراض کئے ہیں - پہلے اپنے پیر صاحب کو منطق کی چند کتابیں روانہ کر دیتا - اور پھر اُنکے اشتہار کے چھپوانے کا ارادہ کرتا - پیر صاحب گولڑی نے یہ تجویز اس واسطے سوچی ہے کہ مرزا صاحب مہذبانہ تقریروں کو پسند نہیں کرتا - کیونکہ اوّل تو اس میں فساد کا خطرہ ہوتا ہے - اور دوسرے ایسے لوگوں کی زبان کا اعتبار نہیں - اس واسطے مرزا صاحب ہمیشہ تحریری گفتگو کیا کرتے ہیں - تقریری نہیں کیا کرتے - اور تیسرا مرزا صاحب متنازعہ فیہ باتوں پر نہایت بسط سے اپنی کتابوں میں تحریر کر چکے ہیں اور چوتھا مرزا صاحب کی طرف سے

مباحثہ کے واسطے کوئی اشتہار نہیں دیا گیا۔ بلکہ بالمقابل تفسیر کا اشتہار دیا ہے۔ اِن باتوں کو مدِّنظر رکھ کر پیر گولڑی نے یہ چال اختیار کی کہ ہم پہلے مباحثہ کرتے ہیں تو پیچھے تفسیر لکھی جاوے گی۔ اور سوچا کہ نہ مباحثہ ہوگا نہ تفسیر کی باری آوے گی۔ اور ہم اِس طرح ذلت سے بچ جائینگے۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ اس پر بھی اُن کا چھٹکارا نہیں ہوسکتا۔ مولوی محمد احسن صاحب نے اپنے اشتہار مورخہ ۱۴۔ اگست سنہ ۱۹۰۰ء میں آپ کی اور آپ کے شاگرد مولوی غازی کی تمام باتوں کا مفصل جواب دے کر آپ آخری حجت اس طرح سے قائم کردی ہے کہ یہ طریق پیر گولڑی کے فرار اور انکار کا ثبوت ہے۔ اور اگر یہ اُس کا بھاگ جانا نہیں تو وہی تین علماء جو تفسیر قرآن کے واسطے حکم مقرر کئے گئے تھے۔ اُن کے پاس آپ جائیں اور اُن سے اسی طرح کی قسم کے ساتھ جس کا ذکر مرزا صاحب نے کیا ہے یہ شائع کرا دیں کہ پیر صاحب گولڑی تفسیر لکھنے سے ہراساں و ترساں نہیں ہیں۔ اور انکار کا یہ طریق اُن کی طرف سے بسبب اُس خوف کے نہیں ہے کہ وہ مرزا صاحب کے مقابل تفسیر لکھنے سے عاجز ہیں۔ تو ایسی قسم کے بعد اگر ایک سال کے اندر مرزا صاحب کی تائید میں کوئی نشان ظاہر نہ ہوا تو پھر بھی ہم ہی مغلوب سمجھے جائینگے۔ چلو اب تو فیصلہ بہت آسان ہو گیا۔ ۲۵۔ اگست کے اندر ایسا حلف نامہ شائع کرا دیں۔ اور اگر آپ کو ضرور مباحثہ ہی کا شوق ہے۔ تو مولوی محمد احسن صاحب ۲۵۔ اگست کو مباحثہ کے واسطے یہاں پہنچ جائینگے یہ بھی لیجئے۔ مرزا صاحب کے مقابل تفسیر لکھنے سے تو آپ رہے۔ اُن تین علماء سے مذکورہ بالا گواہی ہی دلا دیں کہ آپ بھاگ نہیں گئے۔ یہ بھی نہیں ہوسکتا تو مولوی محمد احسن صاحب سے مباحثہ ہی کرلیں۔ اور اگر کچھ بھی نہیں کرسکتے۔ تو ہزار لعنت ہے اُس پر جو کوئی طریق بھی فیصلہ کا اختیار نہ کرے اور زمین میں فساد مچانے کی کوشش کرتا پھرے۔ پیر صاحب گولڑی کی اس مکارانہ کارروائی کے ردّ میں مفصل اشتہار مولوی محمد احسن صاحب کا مورخہ ۱۴۔ اگست سنہ ۱۹۰۰ء دیکھنا چاہئے۔ اور عنقریب قادیاں سے ایک

اور اشتہار حضرت اقدس کی طرف سے بھی پیر گولڑہی کی قلعی کھولنے کے واسطے آتا ہے۔

والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ۔

اتمام حجّت

ہم لاہوری جماعت مریدان حضرت اقدس مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد صاحب (موسومہ بہ انجمن فرقانیہ لاہور) اللہ جل شانہ کی قسم کھاکر صحیح اقرار کرتے ہیں کہ اگر پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑہی حضرت میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے مقابل ایک جگہ بیٹھ کر بغیر مدد دیگرے بعد دعا سات گھنٹہ کے اندر حضرت مرزا صاحب کے مجوزہ اشتہار کے موافق تفسیر عربی لکھ کر اپنا غلبہ دکھائیں تو ہم ایک ہزار روپیہ نقد بلا عذر اُن کی خدمت میں پیش کردینگے ہم امید کرتے ہیں کہ پیر مہر علیشاہ صاحب کے مُرید خصوصاً حافظ محمد الدین صاحب تاجر کتب ضرور پیر صاحب کو آمادہ کریں گے۔ کیونکہ دعا کی قبولیت کے دیکھنے کا یہ بے نظیر موقع انہیں دیا گیا ہے۔ اب اس سے فائدہ اُٹھانا یا نہ اُٹھانا ان کا اختیار ہے ع بر رسولاں بلاغ باشد و بس

جماعت ــــــــــــــــــــــــــــــ مریدان

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود از لاہور ۔ ۱۹ ۔ اگست ۱۹۰۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علےٰ رسولہ الکریم

ان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا

کوئی سیدھی اور بھلائی کی بات ہو تو اسکو اختیار نہیں کرتے

پیر گولڑہی کا مرزا صاحب کے مقابلہ سے انکار

حضرت امامنا مرزا صاحب نے پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑوی کو جو دعوت کی تھی کہ بالمقابل تفسیر القرآن بعد دعا کے لکھیں۔ اس سے پیر گولڑوی نے انکار کر دیا ہے۔ اور مرزا صاحب کی کسی شرط کو بھی منظور نہیں کیا۔ بلکہ روباہ بازی اور ابلہ فریبی کے ساتھ اپنی طرف سے یہ لکھ دیا ہے کہ زبانی مباحثہ کرتا ہوں حالانکہ حضرت مرزا صاحب نے قبولیت دعا اور تفسیر قرآن میں مقابلہ کا اشتہار دیا ہے۔ اگر پیر گولڑوی کے مریدوں کو اپنے پیر کی ایمان داری یا اس کی دعا کی قبولیت کا کچھ یقین ہے تو چاہیئے کہ مرزا صاحب کی شرائط اُن سے منظور کرائیں۔ اور دعا اور معارف قرآنی میں مقابلہ کرائیں جو کہ انبیا کی سنت ہے۔ ورنہ پیر گولڑوی کا تفسیر لکھنے کی ناقابلیت اور دعائے نہ قبول ہو سکنے کے یقین کے سبب بھاگ جانا اور بے جا حیلہ و عذر تراشنا ثابت ہو گیا۔ اور ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ پیر گولڑوی ہرگز ہرگز مرزا صاحب کے مقابل میں تفسیر عربی نہیں لکھ سکتا اور نہ پیر گولڑوی کی دعا مرزا صاحب کے مقابل میں قبول ہو سکتی ہے۔ اور اگر وہ مرزا صاحب کے مقابل میں تفسیر لکھ کر غالب آجاوے تو

ہم ایک ہزار روپیہ نقد

اُس کی نذر کریں گے۔ اور اُس کے فریب پر روشنی ڈالنے کے واسطے عنقریب حضرت مرزا صاحب کی طرف سے بھی ایک اشتہار آتا ہے اور ہمارے اشتہار مورخہ ۱۹- اگست اور مولوی سید محمد احسن صاحب کے اشتہار مورخہ ۲۴- اگست میں بھی مہر علیشاہ زیر بحث کا مفصل حال درج ہے شائقین ان کو پڑھ لیں۔

المشتہر

لاہوری خادمان حضرت مسیح موعود

۲۰ اگست سنہ ۱۹ء

مذکورہ بالا ہر دو اشتہارات کے پڑھنے سے ناظرین پر واضح ہو گیا ہو گا کہ پیر صاحب نے اور ان کے مریدوں نے اس وقت ایمان داری کی کہاں تک قدردانی کی اور پبلک کو دھوکہ

دینے کے واسطے کیا کچھ کوشش کی۔ اِس وقت اپنے فریب میں اپنے تئیں کامیاب سمجھ کر پیر صاحب کے مریدوں نے متفرق مقامات سے بہت سے گندے اور ناپاک اشتہار جاری کئے اور اِس مخالفت میں جھوٹھ بولنا بھی ہر طرح سے جائز سمجھ کر جو کچھ جوشِ مخالفت میں مونہ پر آیا کہہ دیا چنانچہ ہم پیر صاحب گولڑوی کے اشتہار کے ضمیمہ اور پیر صاحب کے مرید خاص محمد دین کے اشتہار میں سے نمونہ کے طور پر چند ایک باتیں دکھلاتے ہیں تاکہ پبلک کو معلوم ہو جائے کہ ان لوگوں نے پیر مہر شاہ صاحب کے ساتھ تعلق پیدا کر کے کیا فیض حاصل کیا ہے اور کس قسم کے سلوک کے منازل میں مشق کی ہے کیونکہ مثل مشہور ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے اور اِس جگہ ہم دو کالم بناتے ہیں۔ ایک کالم میں مولوی غازی اور محمد دین کا اعتراض جو کہ انہوں نے اپنے اشتہارات مورخہ ۲۵۔ جولائی ۱۹۰۰ء اور مورخہ ۱۵۔ اگست ۱۹۰۰ء میں کئے ہیں لفظ بہ لفظ نقل کر دیتے ہیں اور دوسرے کالم میں اپنا جواب لکھ دیتے ہیں ✦

ضمیمہ اشتہار پیر گولڑوی یا پیر صاحب کے مرید خاص محمد دین کی عبارت	جواب
۱۔ آنحضرت رسول خدا صلعم سورہ زلزال کے معنے غلط سمجھے ازالہ اوہام صفحہ ۱۲۸-۱۲۹	۱۔ مرزا صاحب کی تصنیف ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۲۸ و ۱۲۹ میں اوّل سے آخر تک مطلقاً حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا نام یا آپ کا کچھ ذکر یا آپ کی طرف کوئی اشارہ ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ ناظرین خود ازالہ اوہام کو دیکھ لیں اور پھر انصاف دیں کہ پیر صاحب کے مریدین مولوی غازی اور محمد دین کو کہاں تک سچ بولنے کی عادت ہے۔

۲۔ حضرت رسول اکرم خاتم النبیین و المرسلین نہیں ہیں۔ ازالہ اوہام صفحہ ۱۴۴ و ۲۲۲ ازالہ اوہام کے ان صفحوں میں حضرت مرزا صاحب نے تو یہ تحریر فرمایا ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے نبوت کا دعویٰ

کیاہے وہ جھوٹھ بولتے ہیں۔حضرت مرزا صاحب کی اصل عبارت ان صفحوں میں اس طرح ہے۔

"نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوے ہے الخ"

اوران دونو صفحوں کے اندر جن کا حوالہ مکذب صاحب نے دیا ہے ہرگز کوئی ایسے الفاظ صریحاً یا اشارتاً نہیں ہیں جن میں یہ لکھا ہو کہ حضرت رسول اکرم خاتم النبیین نہیں ہیں۔ بلکہ حضرت مرزا صاحب نے تو حضرت رسول اکرم کی تعریف میں ایک جگہ یوں فرمایا ہے کہ ع ہر نبوت را بروشد اختتام۔

۳۔ قرآن شریف میں گالیاں بھری ہوئی ہیں۔ازالہ اوہام صفحہ ۲۵-۲۶

۳۔ ازالہ اوہام کے صفحہ ۲۵ و ۲۶ میں حضرت مرزا صاحب نے مخالفین کو یہ سمجھایا ہے کہ تم مجھپر سخت کلامی کا کیوں الزام لگاتے ہو حق کے واسطے تلخی اور مرارت کا ہونا ضروری ہے۔ اور واقعات کا اظہار گالی نہیں ہوتی۔کیونکہ اگر اس کو تم گالی سمجھو تو پھر تمہارا اعتراض قرآن شریف پر وارد ہوتا ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں کفّار کے حق میں سخت الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

نوٹ۔ اس جگہ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ قرآن شریف تو خدا کا کلام ہے خدا کو اختیار ہے وہ جسے چاہے برا کہے مرزا صاحب کون ہوتے ہیں جو کسی کے حق میں سخت لفظ لکھیں تو بجواب عرض ہے کہ قرآن شریف کو خدا کا کلام ماننے والے تو آنحضرت کے ابتدائی وقت میں صرف تھوڑے سے مسلمان ہی تھے۔کفّار تو اس وقت بھی یہی اعتراض کرتے تھے کہ

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) لوگوں کو گالیاں دیتا پھرتا ہے سو آپ بھی اعتراض کرنے والے تو مکذبین اور منکرین ہی ہیں ورنہ ہم تو مانتے ہیں کہ مرزا صاحب جو کچھ کہتے اور لکھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی رضامندی کے نیچے ہے + اور علاوہ ازیں اگر خدا تعالےٰ نے کسی کلمہ کو مکذبین کے حق میں بولنا اپنے کلام میں جائز کر دیا ہے تو وہ کافی سند ہے اس بات کے واسطے کہ ان کلمات کا اپنے محل اور موقع پر بولنا جائز اور ضروری ہے۔

۴۔ قیامت نہیں ہوگی۔ تقدیر کوئی نہیں ہے۔ صفحہ دوم ٹائٹل پیج ازالہ اوہام

اس صفحہ میں مطلقاً یہ الفاظ نہیں ہیں اور ایسے اتہام کے جواب میں ہم سوائے اس کے کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علے الکاذبین۔ آخر انسان کہلاتے ہو۔ کچھ تو سچ بولو۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنی کئی ایک کتب مثلاً کتاب البریہ برکات الدعا وغیرہ میں مسئلہ تقدیر اور قیامت کے ثبوت میں مفصل بیان کیا ہے۔

غرض اور بھی بہت سے اسی طرح کے اتہام اور افترا ہیں جو کہ ہم پر باندھے گئے ہیں اور پیر صاحب کے اشتہار کے ساتھ شائع کئے گئے ہیں اور اس جگہ ہم نے نمونے کے طور پر چار باتیں ایسی لکھ دی ہیں جن سے پبلک اندازہ کر لے کہ ہمارے مخالف ہم پر جو اتہام لگاتے ہیں ان کی اصلیت کیا ہے۔ وقس علے ہذا۔ اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ یہ عبارتیں ان صفحوں میں سے پیر صاحب یا انکے مرید مولوی غازی یا محمد دین ہرگز نہیں دکھا سکتے +

اور جب یہ حال ہے تو پبلک خود اندازہ کرے کہ ہمارے مخالف کس راہ کے منازل میں مشق کر رہے ہیں صداقت کے راہ میں یا کذب کے راہ میں

پیر صاحب لاہور میں

جب قادیاں اور لاہور سے اس قسم کے اشتہارات نکلے اور پیر صاحب کو یقین ہو گیا کہ حضرت مرزا صاحب اپنے اس معاہدہ پر پختہ ہیں جو وہ انجام آتھم میں کر چکے ہیں کہ ہم اب مباحثات ان لوگوں سے نہیں کیا کرینگے اور پیر صاحب نے دیکھا کہ اب مرزا صاحب تو تشریف لائیں گے نہیں اور پبلک کو دھوکھا دینے کا عمدہ موقعہ ہے تو آپ جھٹ اپنے سرحدی اور سرحدی مزاج مریدوں کو ساتھ لے کر ۲۴ تاریخ اگست سنہ ۱۹۰۰ء کو لاہور میں آپہنچے۔ آتے ہی ملا جعفر زٹلی کے بیٹے نے آپ کو ایڈریس دیا۔ اور پیر صاحب کے مریدوں نے اشتہار دے دیا کہ پیر صاحب بغرض مباحثہ آگئے ہیں اور تمام شرائط مرزا صاحب کے انہوں نے منظور کر لئے ہیں۔

اس پر لاہوری خادمان حضرت مسیح کی طرف سے تیسرا اشتہار نکلا کہ اگر پیر صاحب ہمیں اطلاع دیں کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کے تمام شرائط منظور کر لئے ہیں۔ تو مرزا صاحب اب بھی یہاں آجاویں گے۔ مگر اس کے جواب میں بھی صدائے برنخواست۔ وہ اشتہار بعینہٖ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت مرزا صاحب کے بالمقابل تفسیر القرآن کے لکھنے سے

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑی کا انکار و فرار

لا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون

ترجمہ اس طرح کی جھوٹی باتیں نہ بناؤ کہ حق کا پہچاننا لوگوں کو مشکل ہو جائے۔ اور اس طرح حق کو نہ چھپاؤ۔ کیونکہ اصل میں تم سب کچھ جانتے ہو ÷

اللہ تعالیٰ نے جب رحمۃ للعالمین سرور انبیا حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام کو نبی آخر الزمان بنایا تو علمائے یہود آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اگر تم خدا کی طرف سے ہو تو ایسا ہو کہ توریت کی طرح تم پر لکھا لکھایا قرآن شریف یک دفعہ نازل ہو جائے۔ ایسا سوال کرنے میں ان کافروں نے یہ شرارت سوچی تھی کہ اگر یہ ایسا نہ کرینگے تو ہم لوگوں میں شور مچائیں گے کہ دیکھو ایک معجزہ مانگا تھا۔ وہ بھی نہیں دکھا سکتے۔ اور اگر انہوں نے ایسا کر دکھایا تو ہم کہیں گے کہ (نعوذ باللہ) یہ کاذب ہیں۔ کیونکہ توریت میں نبی آخر الزمان کے متعلق یہ پیشگوئی تھی کہ آنحضرت پر قرآن شریف رفتہ رفتہ نازل ہوگا۔ اس قسم کے فریب خدا کے برگزیدہ لوگوں کے مقابلہ میں لکھے پڑھے مکذبین ہمیشہ کیا کرتے ہیں۔ امامنا و مرشدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود میرزا غلام احمد صاحب نے مطابق الہام الٰہی اپنی کتاب انجام آتھم میں بھی یہ بات شائع کر دی تھی کہ اب آئندہ ہم کسی مولوی سے مباحثہ نہیں کرینگے۔ کیونکہ مباحثات بہت ہو چکے اور متنازعہ فیہ مسائل میں کتابیں بہت لکھی جا چکی ہیں۔ اور کتاب مذکور پیر مہر علیشاہ صاحب کی خدمت میں بھی روانہ کی گئی تھی۔ کیونکہ اس میں پیر صاحب موصوف کو بھی مباہلہ کے لئے بلایا گیا تھا۔ جس کے جواب میں پیر صاحب نے خاموشی اختیار کر کے مباہلہ سے اپنا انکار وفرار ثابت کیا تھا۔ خیر یہ چار سال کا واقعہ ہے۔ اب جیسا کہ حضرت مرزا صاحب نے پیر صاحب گولڑوی کو بسبب ان کی بیجا مخالفت اور اپنی کتاب میں علم و فضل کی لاف زنی کے اس بات کی دعوت کی کہ وہ ان کے مقابلہ میں بعد دعا کے قرآن شریف کی چند آیات کی تفسیر عربی زبان میں لکھیں اور پبلک کو دکھائیں کہ قبولیت دعا و معارف قرآنی کا کھلنا کس کے حق میں مومن ہونے کا فیصلہ دیتا ہے۔ تو پیر صاحب گولڑوی نے وہی بات پیش کر دی کہ ہمارے ساتھ پہلے زبانی مباحثہ کر و حالانکہ میرزا صاحب آج سے چار سال پہلے شائع کر چکے ہیں کہ اب ہم ان امور میں مباحثہ نہیں کریں گے۔ اصل میں پیر

صاحب گولڑوی کا نہ اتنا ایمان ہے کہ ان کی دعا حضرت امام الزماں کے مقابلہ میں قبول ہو اور نہ اتنی لیاقت ہے کہ بالمقابل تفسیر عربی لکھ سکیں اس واسطے انہوں نے یہ بحث بازی کی۔ اور ضرور تھا کہ میرزا صاحب کے دیگر مخالف ملانوں کی طرح وہ بھی ایسا ہی کرتے تاکہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ کی بات پوری ہو کہ اخیر زمانہ میں لوگ یہود کی خصائل کو اختیار کریں گے۔ طرفہ یہ کہ پیر گولڑوی اپنے اشتہار میں لکھتے ہیں کہ میرزا صاحب اگر تقریری بحث میں اپنا دعوی ثابت نہ کرسکے تو ان کو بیعتِ توبہ کرنی ہوگی۔ مگر ایمانداری تو یہ تھی کہ ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیتے کہ اگر میرزا صاحب غالب آگئے تو ہم بھی بیعتِ توبہ کرینگے۔ اس کے آگے آپ تحریر فرماتے ہیں کہ بحث کے بعد میرزا صاحب کو اجازت مقابلہ تحریری کی دیجاوے گی۔ ہمیں تعجب آتا ہے پیر صاحب کے ان الفاظ پر۔ جناب کو اتنی عقل نہیں آئی کہ مباحثہ کا نتیجہ تو آپ نے رکھا ہے بیعتِ توبہ۔ اور جب بیعتِ توبہ ہو جاوے گی تو کیا پیر و مرید کے درمیان بھی مقابلہ ہوا کرتا ہے۔ ببیں عقل و دانش بباید گریست۔ شاید کہ پیر صاحب کے مرید ان سے ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں۔ سچ ہے جو شخص اتنی بھی سوجھ نہیں رکھتا وہ بیچارہ معارف قرآنی میں کیونکر مقابلہ کرے۔ اسپر پیر صاحب کے مرید نہایت گندے اور ناپاک الفاظ میں کوئی پنڈی سے اور کوئی لاہور سے اشتہاروں میں حضرتِ اقدس مرزا صاحب کو گالیاں دیتے ہیں اور افترا باندھتے ہیں اور اس فیض روحانی کا اثر دکھاتے ہیں جو ان کو حاصل ہوتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ پیر صاحب نے سب شرطیں منظور کرلیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو حکیم سلطان محمود راولپنڈی والا اور محمد دین کتب فروش لاہور والا اور دوسرے مرید کیوں اپنے پیر صاحب سے صاف الفاظ میں یہ اشتہار نہیں دلواتے کہ ہمیں حضرت مرزا صاحب کے اشتہار کے مطابق بلا کمی و بیشی تفسیر القرآن میں مقابلہ منظور ہے۔ اور اگرچہ بموجب دعوت حضرت میرزا صاحب وہ تاریخ گذر چکی ہے۔ جس تک کہ پیر گولڑوی کی طرف سے قبولیت کا خط آنا چاہئے تھا مگر ہم تیار ہیں کہ اب بھی اگر وہ مان جاویں تو دوبارہ مناسب تاریخ مقرر کیجاوے اور جلد فیصلہ بھی ہو جاوے۔ امر

حضرت اقدس میرزا صاحب تشریف لاویں - وہ حضرت میرزا صاحب کا یہ طریق نہیں ہے
کہ سلسلۂ پیری مریدی کے صیغہ کلکٹری میں منزل بمنزل دورہ پر چڑھیں - اور ہمارا کچھ
ہرج نہیں - اگر پیر صاحب اپنے پرانے طریق کے موافق دورہ کرتے ہوئے لاہور بھی تشریف
لاویں - لیکن ہم تو یہ عرض کرتے ہیں کہ روپیہ سوا روپے کی نذروں سے کیا بنتا ہے - پیر صاحب
ایسی تجویز کرتے کہ ہمارے ہزار روپے کی نذر جس کا مفصل ذکر ہم نے اپنے اشتہارات
مورخہ ۱۹ او ۲۰ - اگست میں کیا ہے قبول کر سکتے اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ وہ ہرگز ایسا
نہیں کر سکینگے - اسلئے افسوس ہے کہ اُن کا لاہور آنا کسی نیک کام کے لئے نہ ہوگا - کاش کہ
وہ حضرت میرزا صاحب کی دعوت مقابلہ کو منظور کر لیتے اور فیصلہ ہو جاتا - والسلام علی من اتبع
الہدیٰ - ۲۴ - اگست سنہ ۱۹۰۰ء

المشتہر

حکیم فضل الٰہی (پریذیڈنٹ) معراج الدین (جائنٹ سکرٹری) انجمن فرقانیہ

جب اِس اشتہار کا جواب ہمیں پیر صاحب کی طرف سے سوائے خاموشی کے کچھ نہ ملا تو
پھر ہم نے چوتھی تجویز کی کہ چند آدمی دستی خط دے کر پیر صاحب کی خدمت میں بھیج
دیں شائد پیر صاحب یہ اقرار کر لیں کہ ہم کو مرزا صاحب کے ساتھ مقابلہ تفسیر میں منظور ہے
تو فیصلہ ہو جاوے -

ہمارے اِس خط کو لے کر میاں عبد الرحیم صاحب داروغہ مارکیٹ (جو کہ مرزا صاحب کے
مرید نہیں ہیں) بمعہ دو اور آدمیوں کے پیر صاحب کی خدمت میں نماز ظہر کے وقت پہنچے -
جس کے جواب میں پیر صاحب نے فرمایا کہ ہم اِس کا جواب لکھ دینگے - مگر جب پانچ بجے
داروغہ صاحب گئے تو وہاں پہلے سے یہ انتظام کیا گیا تھا کہ داروغہ صاحب کو باہر سے ہی واپس
کر دو تا کہ نہ وہ پیر صاحب کے سامنے ہوں اور نہ آپ کو جواب دینا پڑے -

پس دارو غہ صاحب کو پیر صاحب کے مریدوں نے باہر سے ہی جواب دیا کہ پیر صاحب اُس خط کا جواب نہیں دیتے۔ اِس جگہ ہم اپنا خط جو پیر صاحب کے نام لکھا گیا تھا نقل کر دیتے ہیں:

خط بنام پیر مہر شاہ صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلے علے رسولہ الکریم

درخواست بخدمت جناب خواجہ پیر مہر شاہ صاحب سجادہ نشین گولڑہ حال وارد لاہور

عالیجناب پیر صاحب!

بعد ما وجب۔ التماس آنکہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے حافظ محمد الدین صاحب تاجر کتب لاہور نے تمام پہلے اشتہاروں کی برخلاف ایک اشتہار بدیں مضمون شائع کیا تھا کہ آپ ہمارے امام مقدس مجدد وقت مسیح معہود و مہدی مسعود خاتم الاولیاء حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ساتھ اُن کی تمام شرائط کو منظور کر کے اُن سے مباحثہ کرنے کے لئے لاہور تشریف لائینگے۔ جناب کل شام سے لاہور میں تشریف فرما ہیں اور ہم اسوقت تک اِس انتظار میں تھے کہ جناب کے دستخط خاص سے کوئی تحریر مطبوعہ یا قلمی ہمارے پاس پہنچے جس میں جناب نے صریح لفظوں میں حضرت اقدس جناب مخدومنا مرزا صاحب کے اشتہار مرقومہ ۲۰۔ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء) کے مطابق مباحثہ تفسیر نویسی کرنے کے لئے آمادگی ظاہر کی ہو۔ کیونکہ بغیر اظہار ارادہ مطلق آپ کا یہاں تشریف لانا مفید نہیں۔ اور ہمارے پاس کوئی سند اِس بات کے باور کر لینے کے لئے موجود نہیں کہ حافظ صاحب مذکور کا ساختہ پرداختہ جناب کو شمل کردہ ذات خود منظور و قبول ہے اور نہ ہی اُس میں صراحت سے لکھا ہے کہ ۲۰۔ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء والے اشتہار کی پیش کردہ طرز مباحثہ کے لئے آپ طیار ہیں اِس لئے اُن کی تحریر قابل

التفات نہیں سمجھی گئی۔ اور اسلئے اُس وقت تک انتظار کرنے کے بعد آخر ہم خاکساروں نے اِسبات کو مناسب سمجھا ہے کہ جناب کی خدمت میں ادب سے گزارش کریں کہ اگر درحقیقت جناب دین اسلام پر رحم کر کے اِس بڑے فتنے کو مٹانے کے لئے ہی لاہور میں تشریف لائے ہیں تو فی الفور اپنے دستخط خاص سے اِس مضمون کی ایک تحریر شائع کر دیں کہ ہم میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ساتھ اُن کے ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء والے اشتہار کے مطابق بلاکم وکاست شرائط سے مباحثہ تفسیر نویسی کرنے کے لئے طیار ہیں۔ ایسی تحریر پر کم از کم لاہور کے چار مشہور رئیسوں اور مولویوں کے شہادتاً دستخط کرادیں اور اس میں کوئی پیچیدہ عبارت یا ذومعنیین الفاظ تحریر نہ فرمائیں۔ صاف اور کھلے لفظوں میں لکھیں کہ ہم اس طرز کے مطابق جس کو ۲۰۔ جولائی ۱۹۰۰ء کے اشتہار میں میرزا صاحب نے شائع کر دیا ہے۔ اُن کے ساتھ مباحثہ تفسیر کرنے کو طیار ہیں ٭

ہم یہ عرض باادب کرتے ہیں کہ آپ اِس فیصلے کے لئے آمادہ ہوں اور کسی طرح گریز کا خیال نہ فرمائیں۔ اور ہم آپ کو ہزار بار خدا کی قسم دے کر عرض کرتے ہیں کہ اِس بڑے منازعہ کے مٹانے کے لئے اِس پیش کردہ مباحثہ تفسیر نویسی کو نباہیں۔ تاکہ حق و باطل میں فیصلہ ہوکر اصلاح و امن پیدا ہو۔ کیونکہ اگر آپ نے اِس سے پیش و پس کیا یا پیچیدہ طور پر جواب دیا یا سکوت اختیار کیا تو یہ سمجھا جائے گا کہ آپ کی نیت میں منشاء احقاق حق نہیں آپ صرف مخلوق کو دھوکہ دینا اور اسلام میں فتنہ برپا کرنا چاہتے ہیں۔

ہم یقین کرتے ہیں کہ فی الواقعہ آپ کو حق سے انس اور محبت ہے تو ضرور اِس پر غور کرینگے۔

اِس عریضے کا جواب موصول ہونے پر مع جواب ہم اِس کو شائع کر دیں گے والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ مورخہ ۲۵۔ اگست ۱۹۰۰ء

الملتمس۔ خاکسار معراج الدین عمر جائنٹ سکرٹری انجمن فرقانیہ لاہور۔ حکیم فضل الٰہی پریزیڈنٹ انجمن فرقانیہ

جب اس میں بھی ہم کو پیر صاحب کے سکوت کے توڑنے میں کامیابی نہ ہوئی تو پھر ہم نے پانچویں دفعہ آپ کو بذریعہ ڈاک ایک رجسٹری شدہ خط روانہ کیا۔ کہ شائد اِس کا جواب دیں مگر افسوس کہ پیر صاحب ایسے ڈر گئے کہ انھوں نے رجسٹری لینے سے بھی انکار کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

والعصر اِنّ الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصّلحٰت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر

رجسٹری شدہ چٹھی

بخدمت پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑوی

کل ایک خط قلمی نہایت ادب سے معرفت چند معززین جن کا نام نامی درج ذیل ہے۔ آپ کی خدمت میں اس لئے بھیجا تھا کہ آپ صفائی سے اپنی خاص دستخطی تحریر سے ایک اشتہار چھپوا کر شائع کر دیں۔ کہ آیا وہ شرائط جو حضرت اقدس امامنا میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود نے آپ کی دعوت میں ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء والے اشتہار میں مقرر کئے ہیں سب کی سب بلا کم و کاست آپ کو منظور ہیں؟ آپ نے اُس خط کو پڑھ کر قاصدوں سے وعدہ کیا تھا کہ عصر کے بعد جواب دیا جائے گا آپ کا وعدہ بھی گزر چکا ہے۔ اور ابھی تک آپ کی قلم وزبان سے کوئی آواز نہیں سنی۔ اس قدر انتظار کے بعد ہم پھر اِس تحریر کے ذریعے سے آپ کو یاد دلاتے ہیں۔ کہ آپ ایفائے وعدہ کریں۔ کیونکہ آپ کی کوئی تحریر اس وقت تک پوری شرائط مندرجہ اشتہار میرزا صاحب کے مطابق سیدھے طور پر قبولیت مباحثہ تفسیر القرآن کے باب میں شائع نہیں ہوئی +

اسمائے معززز قاصدان جو کل خط لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے

میاں عبدالرحیم صاحب داروغہ مارکیٹ۔ حکیم سید محمد عبداللہ صاحب عرب بغدادی۔ منشی عبدالقادر صاحب

صاحب مدرس - میاں مہر بخش صاحب دکاندار

از لاہور

مورخہ ۲۶ - اگست سنہ ۱۹۰۰ء

خاکساران - حکیم فضل الٰہی و معراج الدین عمر

نوٹ - چونکہ کل جواب دینے میں آپ نے ایفا سے وعدہ نہیں کیا اس لئے اِس تحریر کو طبع کرا کے ارسال کیا گیا۔

جب اِس کے جواب میں بھی پیر صاحب خاموش ہی رہے اور آپ کے مریدوں اور خوش اعتقاد لوگوں نے یہ جھوٹھ مشہور کیا کہ پیر صاحب نے مرزا صاحب کو تمام شرائط منظور کر کے کئی ایک تاریں دی ہیں اور مرزا صاحب کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ تب ہم نے ایک اشتہار اِس مضمون کا دیا کہ یہ بالکل غلط ہے کوئی تار نہیں دی گئی اور کوئی منظوری شرائط کی پیر صاحب نے نہیں کی۔ وہ اشتہار درج ذیل ہے۔ پیر صاحب کے مونہ سے اقرار کرانے کے لئے ہماری ساتویں تجویز تھی مگر کیا مجال تھی کہ پیر صاحب ایک لفظ مونہ سے نکالتے بلکہ عصر تک جواب دینے کا جو وعدہ کیا تھا اس کو بھی پورا نہ کیا اور یہ تجویز کر دی کہ کوئی جواب لینے والا آن تک پہنچنے ہی نہ پاوے باہر سے ہی اِن لوگوں کو رخصت کر دو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولا تکتموا الشہادۃ ومن یکتمہا فانہ آثم قلبہ واللہ بما تعملون علیم

اور نہ چھپاؤ گواہی جو کوئی اُسے چھپاوے اسکا دل گنہگار ہے

پیر مہر علیشاہ صاحب سے ایک شہادت کا مطالبہ

پیر مہر علیشاہ صاحب کے مریدوں نے شور مچا رکھا ہے کہ ۲۵۔ تاریخ اگست کو پیر صاحب نے حضرت

اقدس جناب مخدومنا میرزا غلام احمد صاحب کی خدمت میں تاریں دی تھیں کہ اب صرف تفسیر قرآن کا اسی طرز سے آپ کے ساتھ مباحثہ کرنا منظور کرتا ہوں جو آپ کے ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء والے اشتہار میں درج ہے۔ بلکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے خاص پیر صاحب کی زبان سے بھی یہ بات سنی ہے۔ نیز ان لوگوں نے عوام الناس کو دھوکہ میں ڈالنے کے لئے یہ بھی مشہور کر رکھا ہے کہ پیر صاحب نے حضرت اقدس مرزا صاحب کی شرط کے مطابق اشتہار شائع کر کے ان کو پہنچا دیا تھا۔

اس لئے ہم پیر صاحب سے شہادت حقہ لینے کے لئے یہ عرض کرتے ہیں کہ

اگر پیر مہر علیشاہ صاحب چار معزز سمجھدار ہندو رئیسوں کے جلسے میں تین دن کے اندر حلف اٹھا کر اس بات کو ثابت کر دیں کہ پیر صاحب نے فلاں تاریخ کو مضمون مذکورہ بالا حضرت میرزا صاحب کی خدمت میں تاریں روانہ کی تھیں اور اسی طرح سے اس بات کو خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر ثابت کر دیں اور اپنا اصل مشتہرہ اشتہار دکھا دیں کہ جس میں انہوں نے خود حضرت اقدس مسیح موعود میرزا صاحب کو لکھا ہو کہ آپ کے ساتھ مباحثہ تفسیر القرآن تمام شرائط مندرجہ اشتہار ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء کے مطابق کرنے کو منظور کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ بصورت مغلوبیت میں آپ کی بیعت کر لونگا (کیونکہ یہی سب سے بڑی اور ضروری شرط میرزا صاحب کی تھی) تو ہم پیر صاحب کو اکاون روپے بطور نذر پیشکش کرینگے۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو خلقت ان کی راست بازی سمجھ لے گی۔ اس کام کے لئے ہم جناب لالہ سندر داس صاحب سوری ایم اے اسسٹنٹ رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی۔ بابو اناش چندر صاحب ہیڈ کلرک دفتر اگزیمینر ریلوے۔ ڈاکٹر لالہ پرمانند صاحب ڈنٹسٹ سرجن ڈسپنسری لاہور۔ لالہ دھنپت رائے صاحب بی اے۔ ایل ایل بی۔ وکیل چیف کورٹ پنجاب کو منتخب کرتے ہیں فقط ۲۷۔ اگست سنہ ۱۹۰۰ء

الملتمس خاکساران۔ حکیم فضل الٰہی و معراج الدین عمر جائنٹ سکرٹری انجمن فرقانیہ لاہور

جب ہم نے دیکھا کہ پیر صاحب سوائے پبلک کو دھوکا دینے کے ہرگز نیت بخیر نہیں رکھتے تب آٹھویں تجویز یہ کی گئی۔ کہ حضرتِ اقدس مرزا صاحب کا اشتہار مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء شائع کیا گیا جس میں حضرت مرزا صاحب نے وضاحت کے ساتھ اِس امر کا بیان کیا کہ ہمارا لاہور آنا کس صورت میں ممکن تھا جب کہ پیر صاحب نے ہمارے مقابلہ کو منظور ہی نہیں کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عام لوگوں کو اِس بات کی اطلاع کہ

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نے

میری دعوت کے جواب میں کیا کارروائی کی

ناظرین آپ لوگ میرے اشتہار کو پڑھ کر دیکھ لیں کہ میں نے پیر مہر علیشاہ صاحب کو یہ لکھا تھا کہ مجھ سے اِس طرح پر فیصلہ کر لیں کہ بطور قرعہ اندازی کے قرآن شریف میں سے ایک سورۃ لی جائے اور اگر وہ سورہ چالیس آیت سے زیادہ ہو تو اُس میں سے صرف چالیس آیت سورۃ کے ابتدا سے لی جائیں اور پھر میں اور پیر مہر علیشاہ صاحب بغیر مدد کسی دوسرے کے اُس سورہ کی عربی میں تفسیر لکھیں اور جو شخص اِس طرح پر غالب قرار پاوے کہ تین گواہ جو وہ بھی پیر مہر علیشاہ صاحب کے فریق میں سے ہوں جیسے مثلاً مولوی محمد حسین بٹالوی تو اُسی کو فتحیاب قرار دیا جاوے تب فریق مغلوب اپنے تئیں کاذب سمجھ لے اور اپنے کذب کا اقرار شائع کر دے اور اِس طرح یہ روز کا جھگڑا جو جد دن بدن موجب تفرقہ ہے فیصلہ پا جائے گا کیونکہ اِس سخت مشکل کام میں کہ فصیح عربی میں قرآن شریف کی تفسیر چند گھنٹہ میں بغیر مدد کسی دوسرے شخص اور کتاب کے لکھیں

درحقیقت یہ ایسا کام ہے جو بجز تائید روح القدس ہرگز انجام پذیر نہیں ہوسکتا۔ اگر پیر صاحب اس طریق فیصلہ کو منظور کر لیتے تو اُن کے لئے بہت بہتر تھا کیونکہ وہ اہل علم بھی کہلاتے ہیں اور اُن کے مرید اُن کو قطب اور صاحب ولایت بھی سمجھتے ہیں مگر افسوس کہ انہوں نے منظور نہ کیا اور چونکہ کھلے کھلے انکار میں اُن کی علمیت اور قطبیت پر داغ لگتا تھا اس لئے ایک چال بازی کی راہ اختیار کر کے یہ حجت پیش کر دی کہ آپ کے شرائط منظور ہیں مگر اوّل قرآن وحدیث کے رُو سے تمہارے عقائد کی نسبت بحث ہونی چاہئے۔ پھر اگر مولوی محمد حسین بٹالوی اور اُن کے ساتھ کے دو اور آدمیوں نے یہ رائے ظاہر کی کہ تم اس بحث میں حق پر نہیں ہو تو تمہیں میری بیعت کرنی پڑے گی پھر اسکے بعد تفسیر لکھنے کا بھی مقابلہ کر لینا اب ناظرین خود سوچ لیں کہ کیا انہوں نے اس طرز کے جواب میں میری دعوت کو قبول کیا یا رد کیا میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کس قسم کا ٹھٹھا اور ہنسی ہے کہ ایسے عقائد کے بحثوں میں جن میں اُن کو خود معلوم ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی سب سے اوّل مخالف شخص ہے اُس کی رائے پر فیصلہ چھوڑتے ہیں حالانکہ خوب جانتے ہیں کہ اس کا مجھے سچا قرار دینا گویا اپنی قدیم مخالفت کو چھوڑنا ہے ہاں اعجازی مقابلہ پر اگر اُس کی قسم پر مدار رکھا جاتا تو یہ صورت اور تھی کیونکہ ایسے وقت میں جب کہ خدا تعالیٰ ایک معجزہ کے طور پر ایک فریق کی تائید کرتا تو محمد حسین کیا بلکہ صدہا انسان بے اختیار بول اُٹھتے کہ خدا نے اپنے روح القدس سے اس شخص کی مدد کی کیونکہ اس قدر انکشاف حق کے وقت کسی کی مجال نہیں جو جھوٹی قسم کھا سکے ورنہ منقولی مباحثات میں تو عادتاً ایک کو دن طبع اپنے تئیں سچ پر سمجھتا ہے اور قسم بھی کھا لیتا ہے۔

ماسوا اس کے پیر صاحب کو یہ بھی معلوم ہے کہ میں رسالہ انجام آتھم میں شایع کر چکا ہوں کہ آئندہ میں ایسی منقولی بحثیں ان علماء سے نہیں کروں گا اور پھر کیونکر ممکن ہے کہ میں اس عہد کو توڑ دوں اور پیر صاحب کی جماعت کی تہذیب کا یہ حال ہے کہ گندی گالیوں کے کھلے کارڈ میرے

نام ڈاک کے ذریعہ سے بھیجتے ہیں۔ ایسی گالیاں کہ کوئی ادنی سے ادنی چوہڑہ یا چمار بھی زبان پر نہیں لا سکتا۔ پہلے میرا ارادہ تھا کہ پیر صاحب کا یہ گمان باطل بھی توڑنے کے لئے کہ گویا القرآنیہ اور حدیثیہ کے رو سے کچھ بحث کر سکتے ہیں اپنے دوستوں میں سے کسی کو بھیج دوں اور اگر حبی فی اللہ فاضل جلیل القدر مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی پیر صاحب کے ساتھ بحث کرنا قبول فرماتے تو ان کا فخر تھا کہ ایسے سید بزرگوار محدث اور فقیہ نے اپنے مقابلہ کے لئے ان کو قبول کیا مگر افسوس کہ سید صاحب موصوف نے جب دیکھا کہ اس جماعت میں ایسے گندے لوگ موجود ہیں کہ گندی گالیاں ان کا طریق ہے تو اس کو شتے نمونہ از خروارے پر قیاس کر کے ایسی مجلس میں حاضر ہونے سے اعراض بہتر سمجھا ہاں ہیں نے پیر مہر علیشاہ صاحب کے لئے بطور تحفہ ایک رسالہ تالیف کیا ہے جس کا نام میں نے تحفہ گولڑیہ رکھا ہے۔ جب پیر صاحب موصوف اس کا جواب لکھیں گے تو خود لوگوں کو معلوم ہو جاوے گا کہ ہمارے دلائل کیا ہیں اور ان کا جواب کیا۔ اب ہم اپنے اس اشتہار کے مقابل پر جو بنا اس دعوت کی ہے پیر مہر علی شاہ صاحب کا اشتہار لکھ دیتے ہیں ناظرین خود فیصلہ کر لیں کہ آیا ان کا جواب نیک نیتی اور حق پژوہی کی راہ سے ہے یا شطرنج کے کھیلنے والے کی طرح صرف ایک چال ہے والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

المشتہر خاکسار مرزا غلام احمد قادیان - ۲۵- اگست ۱۹۰۰ء

نوٹ - چونکہ دونوں اشتہار ہم اس کتاب میں اوپر درج کر آئے ہیں اس واسطے ان کے دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جب اس پر بھی پیر گولڑوی کی مہر سکوت نہ ٹوٹی اور آتھم کی طرح باوجود لوگوں کے اکسانے اور بہت کچھ زور لگانے کے اس کو ہرگز جرات نہ ہوئی کہ یہ الفاظ منہ سے نکال سکے کہ مجھے مرزا صاحب کے ساتھ مقابلہ بالتفسیر منظور ہے تب حضرت اقدس کی طرف سے ایک اشتہار مورخہ ۲۸- اگست ۱۹۰۰ء جس میں پیر گولڑوی کے منشاء کے مطابق حضرت نے منظور

فرمایا کہ ہم ایک مجلس میں کھڑے ہو کر اپنے دعاوی کے متعلق ایک تقریر کرتے ہیں - پھر
پیر گولڑوی اس کا جواب دیں - قادیان سے چھپ کر یہاں آیا - مگر چونکہ اس وقت پیر گولڑوی
اس خوف سے مبادا کہ ہم کو لوگ جمعہ کے دن کچھ تقریر کرنے کے واسطے مجبور کریں اور اس
مکر و فریب سے جو عزت و شہرت بنگئی ہے وہ خاک میں مل جاوے جمعہ سے پہلے ہی
یہاں سے فرار ہو گئے تھے اس واسطے وہ اشتہار بذریعہ رجسٹری ان کو روانہ کیا گیا -
مگر ان پر ایسا رعب پڑا ہوا تھا کہ اس رجسٹری کے لینے سے بھی انہوں نے انکار کیا -
اس جگہ ہم اپنا خط بنام پیر گولڑوی، جو اس وقت شائع کیا گیا تھا اور حضرت اقدس مرزا
صاحب کا اشتہار نقل کر دیتے ہیں -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلے

پیر مہر علیشاہ صاحب کے توجہ دلانے کے لئے آخری حیلہ

ناظرین کو خوب یاد ہوگا کہ میں نے موجودہ تفرقہ کے دور کرنے کے لئے پیر مہر علیشاہ صاحب
کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ ہم دونوں قرعہ اندازی کے ذریعہ سے ایک قرآنی
سورۃ لے کر عربی فصیح بلیغ میں اس کی ایسی تفسیر لکھیں جو قرآنی علوم اور حقایق اور
معارف پر مشتمل ہو اور پھر تین کس مولوی صاحبان جن کا ذکر پہلے اشتہار میں درج ہے
قسم کھا کر ان دونوں تفسیروں میں سے ایک تفسیر کو ترجیح دیں کہ اس کی عربی نہایت
عمدہ اور اس کے معارف نہایت اعلےٰ درجہ کے ہیں - پس اگر پیر صاحب کی عربی کو
ترجیح دی گئی تو میں سمجھ لونگا کہ خدا میرے ساتھ نہیں ہے تب ان کے غلبہ کا اقرار

کروں گا اور اپنے تئیں کاذب سمجھوں گا اور اس طرح پر فتنہ جو ترقی پر ہے فرو ہو جائیگا اور اگر میں غالب رہا تو پھر میرا دعوےٰ مان لینا چاہئے۔ اب ناظرین خود سوچ سکتے ہیں کہ اس طرح سے بڑی صفائی سے فیصلہ ہو سکتا تھا اور پیر صاحب کے لیئے سعید تھا کیونکہ قسم کھانے والا جس کے فیصلہ پر حصر رکھا گیا تھا وہ مولوی محمد حسین بٹالوی ہے اور دو ان کے اور رفیق تھے مگر پیر صاحب نے اس دعوت کو قبول نہ کیا اور اس کے جواب میں یہ اشتہار چھپا کر پہلے نصوص قرآنیہ حدیثیہ کے رو سے مباحثہ ہونا چاہئے اور اس مباحثہ کے حکم وہی مولوی محمد حسین صاحب اور ان کے دو رفیق تھے۔ اگر وہ قسم کھا کر کہدیں کہ اس مباحثہ میں پیر مہر علی شاہ صاحب جیت گئے تو اسی وقت لازم ہوگا کہ میں ان کی بیعت کرلوں پھر بالمقابل تفسیر بھی لکھوں اب ظاہر ہے کہ اس طرح کے جواب میں کیسی چال بازی سے کام لیا گیا ہے۔ مونہ سے تو وہ میری تمام شرطیں منظور کرتے ہیں مگر تفسیر لکھنے کے امر کو ایک مکر سے ٹال کر زبانی مباحثہ پر حصر کردیا ہے اور ساتھ ہی بیعت کی شرط لگا دی ہے۔ بہت زور دیا گیا مگر ان کے مونہ سے اب تک نہیں نکلا کہ ہاں مجھے بغیر زیادہ کرنے کسی اور شرط کے فقط بالمقابل عربی میں تفسیر لکھنا منظور ہے اور بایں ہمہ ان کے مرید لاہور کے کوچہ و بازار میں مشہور کررہے ہیں کہ پیر صاحب نے شرطیں منظور کر لی تھیں اور مرزا اُن سے خوف کھا کر بھاگ گیا۔ یہ عجیب زمانہ ہے کہ اس قدر مونہ پر جھوٹ بولا جاتا ہے۔ پیر صاحب کا وہ کونسا اشتہار ہے جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ میں کوئی زیادہ شرط نہیں کرتا مجھے بالمقابل عربی فصیح میں تفسیر لکھنا منظور ہے اور اسی پر فریقین کے صدق و کذب کا فیصلہ ہوگا اور اس کے ساتھ کوئی شرط زائد نہیں لگائی جائے گی ہاں مونہ سے تو کہتے ہیں کہ شرطیں منظور ہیں مگر پھر ساتھ ہی یہ حجت پیش کر دیتے ہیں کہ پہلے قرآن اور حدیث کے رو سے مباحثہ ہوگا اور مغلوب ہو گئے تو اسی وقت بیعت کرنی ہوگی۔ افسوس کہ کوئی

صاحب پیر صاحب کی اس چال کو نہیں سوچتے کہ جب کہ مغلوب ہونے کی حالت میں کہ جو صرف مولوی محمد حسین کی قسم سے سمجھی جائے گی میرے لئے بیعت کرنے کا قطعی حکم ہے جس کے بعد میرا عذر نہیں سنا جائے گا تو پھر تفسیر لکھنے کے لئے کونسا موقع میرے لئے باقی رہا گویا مجھے تو صرف مولوی محمد حسین صاحب کے ان چند کلمات پر بیعت کرنی پڑے گی کہ جو پیر صاحب کے عقائد ہیں وہی صحیح ہیں گویا پیر صاحب آپ ہی فریق مقدمہ اور آپ ہی منصف بن گئے کیونکہ جب کہ مولوی محمد حسین صاحب کے عقائد حضرت مسیح اور مہدی کے بارے میں بالکل پیر صاحب کے مطابق ہیں تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب اور پیر صاحب گویا ایک ہی شخص ہیں دو نہیں ہیں تو پھر فیصلہ کیا ہوا۔ ان ہی مشکلات اور انہی وجوہ پر تو میں نے بحث سے کنارہ کرکے یہی طریق فیصلہ نکالا تھا جو اس طرح پر ٹال دیا گیا۔ بہرحال اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ لاہور کے گلی کوچے میں پیر صاحب کے مرید اور ہم مشرب شہرت دے رہے ہیں کہ پیر صاحب تو بالمقابل تفسیر لکھنے کے لئے لاہور میں پہنچ گئے تھے مگر مرزا بھاگ گیا اور نہیں آیا۔ اس لئے پھر عام لوگوں کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ یہ تمام باتیں خلاف واقعہ ہیں بلکہ خود پیر صاحب بھاگ گئے ہیں اور بالمقابل تفسیر لکھنا منظور نہیں کیا اور نہ ان میں یہ مادہ اور نہ خدا کی طرف سے تائید ہے اور میں بہرحال لاہور پہنچ جاتا مگر میں نے سنا ہے کہ اکثر پشاور کے جاہل سرحدی پیر صاحب کے ساتھ ہیں اور ایسا ہی لاہور کے اکثر سفلہ اور کمینہ طبع لوگ گلی کوچوں میں مستوں کی طرح گالیاں دیتے پھرتے ہیں اور نیز مخالف مولوی بڑے جوشوں سے وعظ کر رہے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے تو اس صورت میں لاہور میں جانا بغیر کسی احسن انتظام کے کس طرح مناسب ہے۔ ان لوگوں کا جوش اس قدر بڑھ گیا ہے کہ بعض کارڈ گندی گالیوں کے ان لوگوں کی طرف سے مجھے پہنچے ہیں جو چوہڑوں چماروں کی گالیوں سے بھی فحش گوئی میں زیادہ ہیں جو میرے پاس

محفوظ ہیں بعض تحریروں میں قتل کی دھمکی دی ہے۔ یہ سب کاغذات حفاظت سے رکھے گئے ہیں مگر باوجود اس کے کہ اس درجہ کی گندہ زبانی کو ان لوگوں نے استعمال کیا ہے کہ مجھے امید نہیں کہ اس قدر گندہ زبانی ابو جہل نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر یا فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے پر دکھلائی ہو پھر بھی اگر پیر صاحب نے اپنی نیت کو درست کر لیا ہے اور سیدھے طور پر بغیر زیادہ کرنے کسی شرط کے وہ میرے مقابل پر عربی میں تفسیر لکھنے کے لئے طیار ہو گئے ہیں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں بہرحال اس مقابلے کے لئے جو محض بالمقابل عربی تفسیر لکھنے میں ہو گا لاہور میں اپنے تئیں پہنچاؤں گا صرف دو امر کا خواہش مند ہوں جن پر لاہور میں میرا پہونچنا موقوف ہے۔ (۱) اول یہ کہ پیر صاحب سیدھی اور صاف عبارت میں بغیر کسی پیچ ڈالنے یا زیادہ شرط لکھنے کے اس مضمون کا اشتہار اپنے نام پر شایع کر دیں جس پر پانچ لاہور کے معزز اور مشہور ارکان کے دستخط بھی ہوں کہ میں نے قبول کر لیا ہے کہ میں بالمقابل مرزا غلام احمد قادیانی کے عربی فصیح بلیغ میں تفسیر قرآن شریف لکھوں گا۔ اور (۱) پہلے اس طرح پر قرعہ اندازی کی جائے گی کہ تمام قرآنی سورتوں کے متفرق پرچوں پر نام لکھ کر فریقین میں سے ایک فریق کی جھولی میں ڈال دئے جائیں گے اور وہ فریق ان پرچوں کو پوشیدہ رکھیگا اور دوسرا فریق اس جھولی میں ہاتھ ڈال کر ایک پرچہ نکال لے گا اور اس پرچہ کی سورۃ اگر بہت لمبی ہو گی تو اس میں سے چالیس آیت تک یا پوری سورۃ اگر چالیس آیت سے زیادہ نہ ہو تفسیر لکھنے کے لئے اختیار کی جائے گی۔ (۲) فریقین کا اختیار ہو گا کہ اپنی تسلی کے لئے ایک دوسرے کی جامہ تلاشی لے لیں تا کوئی پوشیدہ کتاب ساتھ نہ ہو اور یہ امر موجب رنج نہ سمجھا جائے گا۔ (۳) اگر کوئی فریق کسی ضروری حاجت کے لئے باہر جانا چاہے تو دوسرے فریق کا کوئی نگرانی کرنے والا اس کے ساتھ ہو گا اور

وہ تین آدمی سے زیادہ نہ ہوں گے (۴) ہرگز جائز نہ ہوگا کہ تفسیر لکھنے کے وقت کسی فریق کو کوئی دوسرا مولوی مل سکے بجز کسی ایسے نوکر کے کہ جو مثلاً پانی پلانا چاہتا ہے اور فی الفور خدمت کے بعد واپس جانا ہوگا۔ (۵) فریقین ایک دوسرے کے مقابل صرف دو تین ہاتھ کے فاصلے پر بیٹھینگے اس سے زیادہ دوری نہیں ہوگی تا وہ دونوں ایک دوسرے کے حالات کے نگران رہ سکیں۔ اگر کسی فریق کی کوئی خیانت ثابت ہو تو مقابلہ اسی جگہ ختم ہو جائے گا اور اس فریق کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جو اس حالت میں کیا جاتا جو وہ مغلوب رہتا۔ (۶) ہر ایک فریق اپنی تفسیر کے دو دو ورق لکھ کر ان کی نقل فریق ثانی کو بعد دستخط دیتا رہے گا اور اسی طرح اخیر تک دو دو ورق دیتا جائے گا تا ایک دفعہ نقل لکھنے میں کسی خیانت کا کسی فریق کو موقع نہ ملے۔ (۷) تفسیر کے بہرحال بیس ورق ہونگے اس قلم اور تقطیع کے موافق جو مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی کا قرآن شریف شایع ہوا ہے۔ (۸) صبح کے چھ بجے سے ایک بجے تک یا اگر کوئی ہرج پیش آ جائے تو دو بجے تک دونوں فریق لکھتے رہیں گے۔ (۹) ہرگز اختیار نہ ہوگا کہ کوئی فریق اپنے پاس کوئی کتاب رکھے یا کسی مددگار کو پاس بٹھاوے یا کسی اشارہ کنایہ سے مدد لے۔ (۱۰) تفسیر میں کوئی غیر متعلق بات نہیں لکھی جائے گی صرف قرآن شریف کی ان آیات کی تفسیر ہوگی جو قرعہ اندازی سے نکلی ہیں۔ اگر کوئی اس شرط کی خلاف ورزی کرے گا تو وہ بھی مغلوب سمجھا جائے گا (۱۱) اس بات پر کوئی بات زیادہ نہیں کی جائے گی کہ فریقین بالمقابل بیٹھ کر عربی میں تفسیر لکھیں اور نہ یہ کہا جائے گا کہ اول کوئی بحث کر لو یا کوئی اور شرائط قائم کر لو فقط عربی میں تفسیر لکھنا ہوگا و بس (۱۲) جب دونوں فریق قرعہ اندازی سے معلوم کر لیں کہ فلاں سورۃ کی تفسیر لکھنی ہے تو اختیار ہوگا کہ قبل لکھنے کے گھنٹہ یا دو گھنٹہ تک سوچ لیں مگر کسی سے مشورہ نہیں لیا جائے گا اور نہ مشورہ کا موقع دیا جائے گا بلکہ گھنٹہ دو گھنٹہ کے بعد لکھنا شروع کر دیا جائے گا۔

لہ پیر صاحب کو اس فیصلہ کے لئے پانچ دن کی مہلت دیجاتی ہے اگر پانچ دن تک نہ جواب نہ آیا تو ان کی گریز قطعی طور پر سمجھی جائے گی ۔

یہ نمونہ اشتہار ہے جس کی ساری عبارت بلاکم وبیش پیر صاحب کو اپنے اشتہاروں میں لکھنی چاہیے اور اس پر پنج کس معززین لاہور کی گواہیاں ثبت ہونی چاہئیں اور چونکہ موسم برسات ہے اس لئے ایسی تاریخ اس مقابلہ کی لکھنی چاہیے کہ کم سے کم تین دن پہلے مجھے اطلاع ہو جائے۔ (۲) دوسرا امر جو میرے لاہور پہونچنے کے لئے شرط ہے وہ یہ ہے کہ شہر لاہور کے تین رئیس یعنے نواب شیخ غلام محبوب سبحانی صاحب اور نواب فتح علی شاہ صاحب اور سید برکت علی خاں صاحب سابق اکسٹرا اسسٹنٹ ایک تحریر بالاتفاق شایع کردیں کہ ہم اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ پیر مہر علیشاہ صاحب کے مریدوں اور ہم عقیدوں اور انکے ہم جنس مولویوں کی طرف سے کوئی گالی یا کوئی وحشیانہ حرکت ظہور میں نہیں آئے گی۔ اور یاد رہے کہ لاہور میں میرے ساتھ تعلق رکھنے والے پندرہ یا بیس آدمی سے زیادہ نہیں ہیں میں ان کی نسبت یہ انتظام کرسکتا ہوں کہ مبلغ دو ہزار روپیہ ان تینوں رئیسوں کے پاس جمع کرادوں گا اگر میرے ان لوگوں میں سے کسی نے گالی دی یا زدو کوب کیا تو وہ تمام روپیہ میرا ضبط کر دیا جائے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ وہ اس طرح پر خاموش رہینگے کہ جیسے کسی میں جان نہیں مگر پیر مہر علیشاہ صاحب جن کو لاہور کے بعض رئیسوں سے بہت تعلقات ہیں اور شاید پیری مریدی بھی ہے ان کو روپیہ جمع کرانے کی کچھ ضرورت نہیں کافی ہوگا کہ حضرات معزز رئیسان موصوفین بالا اُن تمام سرحدی پر جوش لوگوں کے قول اور فعل کے ذمہ دار ہو جائیں جو پیر صاحب کے ساتھ ہیں اور نیز ان کے دوسرے لاہور کے مریدوں خوش عقیدوں اور مولویوں کی گفتار کردار کی ذمہ داری اپنے سر پر لے لیں جو کھلے کھلے طور پر میری نسبت کہہ رہے ہیں اور لاہور میں فتوے دے رہے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے۔ ان چند سطروں کے بعد جو ہرسہ معزز رئیسان مذکورین بالا اپنی ذمہ داری سے اپنے دستخطوں کے ساتھ شایع کردیں گے اور پیر صاحب کے مذکورہ بالا اشتہار کے بعد پھر میں اگر بلاتوقف لاہور میں نہ پہنچ جاؤں تو کاذب ٹھیروں گا۔

ہرایک شخص جو نیک مزاج اور انصاف پسند ہے اگر اس نے لاہور میں پیر مہر علی شاہ صاحب کی جماعت کا شور و شوغاسنا ہوگا۔ اور ان کی گالیوں اور بدزبانیوں اور سخت اشتعال کے حالات کو دیکھا ہوگا تو وہ اس بات میں مجھ سے اتفاق کرے گا کہ اس فتنہ اور اشتعال کے وقت میں بجز شہر کے رئیسوں کی پوری طور کی ذمہ واری کے لاہور میں قدم رکھنا گویا آگ میں قدم رکھنا ہے۔ جو لوگ گورنمنٹ کے قانون کی بھی کچھ پروا نہ رکھ کر علانیہ فتوے پر فتوے میری نسبت دے رہے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے کیا ان کا وجود خطرناک نہیں ہے اور کیا شرع اور عقل فتویٰ دے سکتے ہیں کہ یہ پرجوش اور مشتعل لوگوں کے مجمعوں میں بغیر کسی پورے قانونی بندوبست کے جانا مضایقہ نہیں ہے؟ بے شک لاہور کے معزز رئیسوں کا یہ فرض ہے کہ آئے دن کے فتنوں کے مٹانے کے لئے یہ ذمہ واری اپنے سر پر لے لیں اور اپنی خاص تحریروں کے ذریعہ سے مجھے لاہور میں بلالیں اور اگر پیر مہر علیشاہ صاحب بالمقابل عربی تفسیر لکھنے سے عاجز ہوں جیسا کہ درحقیقت یہی سچا امر ہے تو ایک اور سہل طریق ہے جو وہ طرز مباحثہ کی نہیں جس کے ترک کے لئے میرا وعدہ ہے۔ اور وہ طریق یہ ہے کہ اس کی ذمہ واری مذکورہ بالا کے بعد میں لاہور میں آؤں اور مجھے اجازت دی جائے کہ مجمع عام میں جس میں ہر سہ رئیس موصوفین بھی ہوں تین گھنٹہ تک اپنے دعوے اور اس کے دلائل کو پبلک کے سامنے بیان کروں۔ پیر مہر علیشاہ صاحب کی طرف کوئی خطاب نہ ہوگا۔ اور جب میں تقریر ختم کر چکوں تو پھر پیر مہر علی شاہ صاحب اٹھیں اور وہ بھی تین گھنٹے تک پبلک کو مخاطب کر کے یہ ثبوت دیں کہ حقیقت میں قرآن اور حدیث سے یہی ثابت ہے کہ آسمان سے مسیح آئے گا۔ پھر بعد اسکے لوگ ان دونوں تقریروں کا خود موازنہ اور مقابلہ کر لیں گے ان دونوں باتوں میں سے اگر کوئی بات پیر صاحب منظور فرمائیں تو بشرط تحریری ذمہ واری رؤسا مذکورین میں لاہور میں آجاؤں گا۔ واللہ علی ما نقول شہید۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ *

گواہ شد مولوی حکیم نورالدین صاحب گواہ شد مولوی عبدالکریم صاحب ۔
گواہ شد مولوی سید محمد سعید صاحب حیدرآبادی گواہ شد صاحبزادہ سراج الحق صاحب
جمالی نعمانی گواہ شد شیخ غلام حیدر صاحب ڈپٹی انسپکٹر ضلع سیالکوٹ ۔ گواہ شد
کاتب اشتہار منظور محمد لدھیانوی

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی ۲۸ ۔ اگست سنہ ۱۹۰۰ء

یاد رہے کہ جس اشتہار کے شایع کرنے کا نمونہ پیر صاحب کے لئے اس اشتہار میں لکھا گیا ہے یا جو دوسری شرط تین رئیسوں کی ذمہ واری کی بابت لکھی گئی ہے ۔ اس میں کوئی ترمیم نہیں ہوگی ۔ منہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کی خدمت میں ایک رجسٹرڈ خط

حضرت اقدس امامنا و مرشدنا مسیح موعود و مہدی معہود کی طرف سے یہ اشتہار ۲۸ ۔ اگست کو شائع ہوا ہے کہ پیر مہر علیشاہ صاحب تفسیر القرآن اور قبولیت دعا میں مقابلہ کرنے سے تو

اگر وہ ضرور تقریر ہی کو پسند کرتے ہیں تو بشرطیکہ لاہور کے تین مسلمان رئیس جن کے اسماء گرامی درج اشتہار ہیں اِس بات کا ذمہ اُٹھائیں کہ پیر صاحب گولڑوی کے پرجوش سرحدیوں اور سرحدی مزاج لوگوں کی طرف سے فساد کا خطرہ نہ ہوگا۔ تو حضرت مرزا صاحب لاہور میں تشریف لا کر اپنے دعوے اور دلائل کے متعلق ایک تقریر تین گھنٹے میں کرینگے اور پیر صاحب کو مخاطب نہیں کیا جائے گا۔ بعد اس کے پیر صاحب تین گھنٹہ تک اُس کے رد میں تقریر کریں چونکہ مشہور تھا کہ پیر صاحب کا ارادہ جمعہ تک یہاں قیام فرمانے کا ہے۔ اسلئے یہ اشتہار لاہور میں دستی آیا۔ مگر چونکہ تعلیم یافتہ لوگوں نے (جن کے ساتھ پیر صاحب کے بعض مرید اور مخلص بھی شامل ہو گئے تھے) پیر صاحب سے بار بار اصرار کیا کہ کوئی تقریر ایک عام جلسہ میں کریں۔ اور پیر صاحب کو یہ لیاقت نہ تھی کہ پبلک جلسہ میں چند گھنٹہ سلسلہ وار تقریر کریں۔ اِس واسطے اُنہوں نے یہاں سے روانگی کی بہت جلد ٹھیرائی۔ لہٰذا حضرت اقدس کا اشتہار ایک خط کے ساتھ بذریعہ رجسٹری روانہ کیا گیا اور وہ خط ذیل میں درج ہے۔

"جناب پیر مہر علیشاہ صاحب۔ گذارش ہے کہ حضرت اقدس اماما و مرشدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود کی طرف سے ایک اشتہار مورخہ ۲۰۔ اگست سنہ ۱۹۰۰ء ہمارے پاس اس غرض سے آیا ہے کہ آپ کی خدمت میں پہنچایا جاوے۔ چونکہ عام طور پر یہ خبر لاہور میں مشہور تھی کہ آپ کا یہاں قیام فرمانا یوم جمعہ تک ہوگا۔ اسواسطے یہ اشتہار لاہور میں دستی آیا اور اس کے جواب کے واسطے ۵ دن کی میعاد مقرر کی گئی ہے اب چونکہ آپ یہاں سے تشریف لے گئے ہیں۔ اِس واسطے تین اشتہار بذریعہ رجسٹری آپ کی خدمت میں ارسال کئے جاتے ہیں اور نیز زیادہ تشفی کے واسطے دو اشتہار آپ کے مشہور مریدوں کو دئے جاتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں ارسال کر دیں۔ اور بجائے پانچ دن کے حضرت مرزا صاحب کی طرف سے پندرہ دن کی مہلت آپ

کو و بجاتی ہے کہ اس عرصہ میں آپ تینوں مذکورہ رڈسلے کے دستخط کرا کر بھیج دیں۔ کہ وہ آپ کے مریدین و معتقدین کی طرف سے امن کے ذمہ دار ہیں اور اپنا اشتہار قبولیت شرائط کا بھی شائع کر دیں۔ تو پھر حضرت مرزا صاحب تشریف لے آویں گے۔ علاوہ ازیں یہ بھی گذارش ہے کہ اگر آپ اس مقابلہ میں تشریف لاویں گے۔ تو آپ کو کرایہ ریل سکنڈ کلاس اور آپ کے دو خادمین کا کرایہ ریل انٹرمیڈیٹ کلاس آمدورفت کا ہم نذر کرینگے امید ہے کہ آپ حق کے فیصلہ کے واسطے بہت جلد اس کا حسن انتظام کر کے لاہور میں تشریف لاویں گے۔

لاہور
۱۸ اگست ۱۹۰۰ء

مفتی محمد صادق عثمانی کلرک دفتر اکونٹنٹ جنرل پنجاب لاہور
منشی تاج الدین سکرٹری انجمن فرقانیہ لاہور
دیگر غلامان حضرت مسیح موعود و مہدی معہود۔

جب پیر صاحب نے دیکھا کہ لوگ اس طرح تو مجھ کو نہیں چھوڑتے اور آگے جمعہ کا دن آتا ہے شائد اس دن پھر مجبور کر کے لوگ مجھے ممبر پر کھڑا کر دیں اور خفت اور سبکی حاصل ہو۔ اسواسطے بہتر ہے کہ آپ یہاں سے جلد بھاگو تو پھر وہ جمعہ سے پہلے ہی یہاں سے چل دیئے۔ اور جاتے ہوئے اپنے مریدوں کو وصیت کر گئے کہ مرزا صاحب اور اُنکی جماعت کی کتابیں اور اشتہارات نہ پڑھیں۔

فیضانِ گولڑہی

اب جب کہ ہم یہ دکھا چکے ہیں۔ کہ باوجود ہمارے اصرار کے اور اشتہار پر اشتہار دیئے اور خط پر خط روانہ کرنے کی پیر گولڑی نے ہرگز یہ جرات نہ کی کہ حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ میں آنے کا اقرار کرے۔ اور اپنے مریدوں کے اندر ایک محصور آدمی کی طرح

گھرا رہا اور باوجود لوگوں کے اصرار کے کوئی تقریر بھی نہ کر سکا اور بیرنگ لفافے کی طرح جیسا گیا تھا ویسا ہی واپس چلا گیا تو ساتھ ہی ہم یہ بھی دکھا دینا چاہتے ہیں کہ اُس کی ہم نشینی اور صحبت اور طرفداری جن لوگوں نے اختیار کی انہوں نے پبلک کو اس فیضان کا کیا نمونہ دکھایا۔

جس شام کو پیر گولڑی لاہور میں آیا اُسی وقت سے شہر کے اندر مخالفین کے درمیان ایک جوشِ مخالفت برپا ہوا اور چاروں طرف سے پیر صاحب کے اکثر ہم عقیدہ لوگ یک دفعہ مانند درندہ کے وحشی ہو گئے اور ایک مرید حضرت مرزا صاحب کے واسطے محال تھا کہ وہ بغیر گالیاں اور وہ بھی فحش گالیاں سننے سے بازار سے گذر سکے۔ خصوصاً وہ مقام جس میں اس کے خاص مرید رہتے ہیں وہاں سے گذرنے کا مجھے خود اتفاق ہوا پیر گولڑی کے طرفداروں نے نہایت سفلہ پن کے ساتھ اُچھل اُچھل کر گندی گالیوں کے ساتھ اپنی زبانوں کو ناپاک کیا اور اگر گورنمنٹ انگریزی کا خوف نہ ہوتا تو قریب تھا کہ وہ مجھ پر حملہ کرتے۔ خیر یہ بازاریوں کی بات ہے۔ مسجدوں میں کھڑے ہو کر منبروں پر چڑھ چڑھ کر گندی گالیوں کے اشعار پڑھے گئے۔ اور پیر گولڑی وہاں صدر بن کر بیٹھے رہے۔ اور کسی کو خیال نہ آیا کہ خانہ خدا کس کام کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ جہاں ہم اشتہار لگاتے۔ ہر طرح سے اُس کے ضائع اور اُتارنے اور پھاڑنے کی کوشش کرتے۔ کیونکہ جانتے تھے کہ صداقت کا اثر لوگوں پر ہوگا۔ جا بجا گلیوں میں اور کوچوں میں جھوٹے اتہام ہم پر باندھ کر وعظ کئے گئے۔ جعفر زٹلی نے اپنے جھوٹے الہام شائع کئے۔ اور جب پیر گولڑی کو بتلایا گیا کہ یہ زٹلی نے مرزا صاحب کو مخول کرنے کے واسطے اپنے جھوٹے الہام شائع کئے ہیں تو پیر گولڑی نے بڑے شوق سے اُن اشتہارات کو سُنا۔ حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں گندی گالیوں کے بھرے ہوئے خط لکھے گئے۔ ایسی فحش گالیاں جن سے چوہڑے

اور چمار بھی شرم کرتے ہیں ۔ جھوٹھ موٹھ مشہور کر دیا گیا کہ مرزا صاحب کو تاریں دی گئی ہیں جن باتوں کا حضرت مرزا صاحب کی کتابوں میں کہیں نشان بھی نہیں وہ باتیں ہم پر تھوپ کر لوگوں کو وعظوں میں سنائی گئیں ۔ ہمارے برخلاف وعظ کر کے لوگوں کو اشتعال دلایا گیا اور سمجھایا گیا کہ مرزا صاحب واجب القتل ہیں اور مسجد میں تبرا بازی کا طریق اختیار کر کے ہم پر لعن طعن کیا گیا اور ہر ایک جس نے گندی گالیوں کے اشعار یا تقریر یا تحریر کرنے یا سنانے میں سب سے سبقت لی وہ سب سے قابل فخر ہوا۔ اور جعفر زٹلی کے اشتہارات کو ہاتھ میں لے کر اور یہ کہہ کر کہ یہ شخص جھوٹھے الہام مرزا صاحب پر ہنسی کرنے کے لئے شایع کرتا ہے اُن کو پڑھا گیا اور ہنسی اڑائی گئی اور اُس کی تعریف کی گئی کہ اِس شخص نے مخالفت کے لئے خوب بات ایجاد کی ہے ۔ جس مسجد میں ہم کئی سالوں سے متواتر بغیر روک ٹوک اور بغیر شرکت غیر بامامت مولوی غلام حسین صاحب جو کہ اُس مسجد کے جدی متولی اور امام ہیں نماز پڑھا کرتے ہیں اُس میں زبردستی سے گھس کر شور و غوغا مچایا اور ہم کو وہاں آنے سے روکنا چاہا اور اُس مسجد کے اردگرد کے رہنے والوں کو اشتعال مخالفت دلایا پر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے کسی کو اِس مخالفت میں کامیابی نہ ہوئی اور گورنمنٹ انگلشیہ کی مہربانی سے جو پولیس حاکم ہم پر مقرر ہے یعنی جناب محمد حسین خاں صاحب کوتوال شہر اُن کے حسن انتظام کے سبب مفسدین کو کسی زبردستی کی مجال نہ ہوئی اور دیگر ہر وجہ سے ہمارے مخالف عوام کالانعام کو دھوکھا دینے کی کوشش کی ۔

نوٹ ۔ جبکہ اِس مسجد کے متعلق ہمارے برخلاف فتنہ و فساد کی آگ بھڑکائی گئی ۔ تو عین شدت مخالفت کے دنوں میں مجھے الہام ہوا انا لننصرنکم علی الکفرین اور ایسا ہی برادرم صوفی محمد علی صاحب کو بذریعہ الہام کامیابی کی خوشخبری ہوئی اور یہ الہامات اُسی وقت احباب کو سنائے گئے ۔ سو خدا کے وعدے سچے ہیں ۔ وھو العزیز الحکیم ۔

غرض میں ان باتوں کو کہاں تک بیان کرتا جاؤں۔ ان لوگوں کی سخت دلی اور صداقت سے دوری کے قصے سن کر اور اُن کے حالات دیکھ کر روح پر لرزہ پڑتا ہے کہ ان کو خدا کا کچھ خوف نہیں۔ مانا کہ کوئی تمہارا سخت مخالف ہے تمہارے نزدیک مشرک اور کافر ہے۔ پر اپنے اکابر انبیا اور اولیا کی سنت دیکھو اور غور کرو کہ وہ اپنے مخالفین سے ساتھ کیا سلوک کرتے تھے۔ اور سوچو کہ آیا وہ طریقِ مخالفت جو تم نے اختیار کیا ہے جس میں ایک شخص کی مخالفت کی خاطر نہ راستی کی پرواہ ہے نہ دین و ایمان کا کچھ خیال ہے آیا وہ طریق درست ہے یا وہ طریق جو ہم نے اختیار کیا ہے کہ نبیوں اور ولیوں کی سنت کے مطابق تمہاری گالیاں سنتے ہیں اور ہر طرح سے ایذا دئے جاتے ہیں پر سب کچھ صبر کے ساتھ برداشت کرتے ہیں اور تمہاری ہدایت کے واسطے دن رات سعی میں ہیں۔

دنیا میں جب سے انسان پیدا ہوا تب سے آدم اور شیطان کا جھگڑا چلا آتا ہے اور ہمیشہ ملکی صفات اور شیطانی صفات لوگ دنیا میں موجود رہتے ہیں پر ہر ایک اپنے عملوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اے زمانہ کے تاریخ دانوں اور اے بزرگوں کے قصوں سے واقف کارو اٹھو اور سنو ہم نے تمہیں ایک قوم کا قصہ سنایا ہے اور اُس کی حرکات تمہارے سامنے پیش کی ہیں تم اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرو کہ اس قسم کے حرکات کی نظیر اگلی تاریخوں اور گذشتہ نبیوں کے قصوں میں تم کن لوگوں میں پاتے ہو۔ کیا اُن میں جنہوں نے موسیٰ کا ساتھ دیا یا اُن میں جنہوں نے موسیٰ کے ساتھ تمسخر کیا۔ کیا اُن میں جنہوں نے حضرت یسوع کی تابعداری کی یا اُن میں جنہوں نے شور و غوغا مچا کر اور لمبے لمبے ہاتھ پھیلا کر پلاطوس کو کہا کہ اسے صلیب دے اس کا گناہ ہم پر اور ہماری اولاد پر۔ اے اہل دانش لوگو سوچو کہ جو کام ہمارے مخالف کر رہے ہیں کیا یہ اُن لوگوں کے کام ہیں جو آمنا و صدقنا کہہ کر صدیق کہلائے یا اُن کے جو بارہ کوس تک پتھر مارتے ہوئے اُس فخر دو عالم حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے دوڑے۔ اے اہل دل غور کرو کہ یہ چال

چلن کیا منصور اور شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ اور ان کے ساتھیوں کا تھا یا اُن کا جنہوں نے ان پر کفر کا فتویٰ لگایا اور کسی کو صلیب دیا اور کسی کو سخت عذاب + دنیا میں ہر ایک شے اپنے پھل سے پہچانی جاتی ہے - اگر تیرے خوشے ہیں جو کے دانے نکل آتے ہیں تو کوئی تجھے گندم نہیں کہہ سکتا۔ بس چاہئے کہ ہر ایک سوچے اور غور کرے کہ وہ کس راہ پر چلا جا رہا ہے - اور جانے کہ اس کا انجام وہی ہوگا جو اس سے پہلے ایسی حرکات کرنے والوں کا ہوا۔

فیوض المرسلین

ایسے وقت میں ہم کو ہمارے امام مسیح موعود و مہدی معہود کی طرف سے کیا ارشاد تھا جس پر ہم نے عمل کیا - وہی جو نبیوں اور ولیوں کی سنت ہے کہ اعرض عن الجاہلین. جاہلوں شرارت کرنے والوں کی باتیں سنکر خاموش رہو اور ان سے اعراض کرو۔ اور صبر سے کام لو۔ کسی کی گالی کے بدلے میں گالی نہ دو اور جو تمہارے حق میں بد ہے اس کے حق میں تم بد نہ بولو تا ایسا نہ ہو کہ خلقت کی لعن طعن سننے کے علاوہ تم خدا کو بھی ناراض کر بیٹھو۔ تحمل اور بردباری اور صبر کے ساتھ ان دنوں کو گذار دو اور جو آرام اور آہستگی کے ساتھ سمجھنا چاہے اسے سمجھاؤ - اور اس وقت کو یاد کرو جب کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کفار نے مکہ سے نکال دیا اور آپ غار میں جا چھپے اور اس وقت کفار مسلمانوں کو کس طرح سے طعن دیتے تھے کہ کیوں کہاں گیا تمہارا نبی جو دعویٰ کیا کرتا تھا کہ میری فتح ہوگی اور میرے دشمن مغلوب ہونگے۔ آج اس کی شکل تو دکھاؤ۔ اسے ہمارے سامنے تو لاؤ۔ غرض اس طرح سے برگزیدگان خدا کے مخالفین کو ایک آنی خوشی پھولنے کے واسطے مل جاتی ہے - پر بہت جلد ان کا پردہ فاش ہو جاتا ہے - اور خدا کے نزدیک انجام صادق کا ہے۔ اور آخر صادق کامیاب ہوگا - غرض حضرت مرزا صاحب کے منشا کے موافق ہمارے احباب نے

نہایت صبر اور استقامت اور بزرگانہ وقار کے ساتھ یہ سب کچھ دیکھا اور سنا اور مخالفین کی طرح کوئی سفلگی اور شرارت اور مفسدہ پردازی اور تمسخر سے کام نہ لیا۔ بڑے حوصلہ اور امن کے ساتھ اپنے اشتہارات شائع کیئے اور گولڑوی کو بار بار مقابلہ میں سیدھی طرح آنے کے واسطے دعوت کی۔ میں اس جگہ لاہور کے احباب کے نام جنہوں نے اِن واقعات کو جو میں نے لکھے ہیں بچشم خود دیکھا یا موقع پر سنا اور اس وقت یہاں موجود تھے لکھ دیتا ہوں کیونکہ ان کو اللہ تعالےٰ نے اِن لوگوں کے حالات پر شاہد بنایا ہے اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی ہمت استقامت یگانگت میں برکت عطا فرمائے۔ اور خدمات دینی کی ادائگی میں ان کو توفیق زیادہ سے زیادہ عطا فرمادے۔ آمین ثم آمین۔ اور ان احباب میں سے اکثر کے نام یہ ہیں۔

منشی تاج دین صاحب کلارک۔ منشی مولابخش صاحب کلارک۔ حکیم محمد حسین صاحب قریشی مالک کارخانہ رفیق الصحت۔ میاں احمد دین صاحب ڈوری باف۔ میاں معراجدین عمر صاحب ٹھیکیدار میاں سراجدین صاحب ٹھیکہ دار۔ میاں چراغدین صاحب رئیس لاہور۔ میاں محمد شریف صاحب متعلم مشن کالج۔ میاں مہر بخش صاحب دوکاندار۔ حکیم فضل الہیٰ صاحب۔ میاں عبدالعزیز صاحب رئیس۔ حکیم محمد حسین صاحب مالک کارخانہ مرہم عیسےٰ۔ حکیم سید عبداللہ صاحب عرب خلیفہ رجب دین صاحب تاجر۔ صوفی محمد علی صاحب کلارک ریلوے۔ شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبی ہوس۔ ڈاکٹر قاضی غلام حسن صاحب ہوس سرجن۔ حافظ فضل احمد صاحب کلارک۔ حافظ علی احمد صاحب کلارک صوفی محمد عظیم صاحب کلارک۔ مولوی غلام حسین صاحب متولی و امام مسجد گمٹی۔ بابو غلام محمد صاحب کلارک۔ شیخ کرم الہی صاحب گھڑی ساز۔ منشی جمال الدین صاحب کاتب۔ ڈاکٹر حکیم نور محمد صاحب مالک کارخانہ ہمدم صحت۔ بابو سیف الملوک صاحب کلارک۔ مستری دین محمد صاحب۔ میاں غلام حسین صاحب کلارک۔ میاں گل حسن صاحب کلارک۔ مولوی عبدالعزیز صاحب مدرس۔ میاں قمرالدین و امام دین صاحبان زرگر۔ خواجہ عزیزالدین صاحب سوداگر۔ منشی چراغ دین صاحب ایجنٹ۔ منشی امام بخش صاحب مہتم کارخانہ دریاں۔ مولوی سردار خاں صاحب (برادر مولوی محمد علی بھوجیانی

واعظ) خلیفہ ہدایت اللہ صاحب مشہور شاعر لاہور۔ ماسٹر ولی اللہ صاحب۔ ماسٹر شیر محمد صاحب۔ میاں مولا بخش صاحب سوداگر ریشم خلف میاں محمد چٹو صاحب۔ شیخ کرم الٰہی صاحب سوداگر۔ میاں سلطان بخش صاحب ٹیلر ماسٹر وکلا تھ مرچنٹ۔ میاں کریم بخش صاحب رفوگر۔ مولوی عبید اللہ صاحب۔ منشی فیروز الدین صاحب سکرٹری انجمن معین المسلمین۔ منشی کرم الٰہی صاحب زراتم محمد صادق کلرک دفتر اکونٹنٹ جنرل پنجاب لاہور)

پیر کمال شاہ صاحب ساکن کاٹھیاوار علاقہ گجرات۔ میاں محمد حسین صاحب کمپونڈر۔ ڈاکٹر شیخ عبداللہ صاحب۔ بابو رحمت خاں صاحب کلرک سٹیشنری۔ منشی عبداللہ صاحب کمپازیٹر۔ میاں امام الدین صاحب قصاب۔

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مہر شاہ نے پہلے خود حضرت مرشدنا و مہدینا مسیح موعود و مہدی معہود کے عقیدہ وفات مسیح کے برخلاف دو کتابیں لکھیں۔ پھر جب ایک کتاب کے متعلق کچھ سوال کئے گئے تو کتاب کے لکھنے سے ہی انکار کر دیا پھر جب وہ خط شائع ہوا تو مریدوں کو یوں تسلی دی کہ میں نے تو صرف مولف ہونے سے انکار کیا ہے۔ پھر جب حضرت مرزا صاحب کے خادموں نے بیماروں کے حق میں قبولیت دعا کے ساتھ فیصلہ کرنے کے لئے مخالفین کو اپنے امام کے مقابلہ میں بلایا تو مہر شاہ کے خاص مریدوں نے مل کر ایک اشتہار دے دیا کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوتی مرزا صاحب یک طرفہ نشان دکھائیں اور اسطرح اس بات کا اقرار کیا کہ ہمارا پیر ایک مومن ہونے کی حیثیت بھی نہیں رکھتا کیونکہ خدا خصوصاً کافر کے مقابلہ میں مومن کی دعا کو خود قبول کرتا ہے پھر جب مرزا صاحب نے مہر شاہ کو تفسیر القرآن میں مقابلہ کے لئے بلایا تو اس نے اپنی نالائقی اور خدا پر ایمان اور توکل نہ ہونے کا کھلا کھلا اقرار کرتے ہیں بے ثتی

دیکھ کر زبانی مباحثہ کی حجت پیش کر کے مقابلہ تفسیر القرآن کو ٹال دیا۔ اور جب دیکھا کہ حضرت
مرزا صاحب اپنے اِس اقرار پر جو وہ کتاب انجام آتھم میں شایع کر چکے ہیں کہ ہم اب کسی سے
مباحثہ نہیں کریں گے قائم ہیں اور یقین ہو گیا کہ مرزا صاحب لاہور نہیں آئیں گے تو چند
مریدوں کے اُکسانے پر لاہور آگیا تاکہ اپنی فرضی فتح منائے۔ یہاں جب ہماری طرف
سے اشتہار پر اشتہار نکلا کہ اگر تم کو مقابلہ بالتفسیر منظور ہے تو مرزا صاحب اب بھی آجاتے
ہیں تو خاموش ہو کر دم دبائے اندر بیٹھا رہا اور ہمارے کسی اشتہار کا جواب نہ دیا۔
پھر ہم نے رجسٹرڈ خط بھیجے پر ایسا رعب اُس پر وارد تھا کہ اُن کے لینے سے بھی اُس نے
انکار کیا۔ پھر ہم نے آدمی بھیجے۔ دستی خط بھیجا۔ بعض آدمیوں کو جواب دینے کا بھی وعدہ
کیا پر وعدہ کے وقت لوگوں کو باہر سے ہی ٹال دیا اور اپنے تک آنے نہ دیا۔ لاہور کے
تعلیم یافتہ لوگ جو لائق آدمیوں کی لیاقت کا اندازہ اُن کی تقریروں سے کرتے ہیں۔
انہوں نے بادب تحریری درخواست دی کہ پیر صاحب جلسہ میں ایک تقریر کریں پر مہر شاہ صاحب
کو ہرگز جرأت نہ ہوئی کہ ایک مجمع میں کھڑے ہو کر قرآن شریف کی کسی ایک آیت کی تفسیر
کر دیتا اور اپنے اِن حرکات سے اُس نے ثابت کر دیا کہ درحقیقت اُس کو خدا کی کلام سے
کچھ مس نہیں اور آسمانی بولی سے اُس کو کچھ مناسبت نہیں اور بغیر اس کے کہ مرزا صاحب
کے مقابلہ میں وہ کھڑا ہوتا اُس نے اِس بات کا ثبوت دے دیا کہ خدا نے اُس کو قرآن شریف
کے معارف کا فہم عطا نہیں کیا اِس امتحان کے اندر اُس کے ہاتھ میں بجز سفید کاغذ کے اور
کچھ نہ تھا۔ اور اُس نے جب دیکھا کہ لوگ مجھ کو تقریر کرنے پر مجبور کرتے ہیں تو جن مریدوں کی
برانگیخت اور جبر و اکراہ سے وہ لاہور آیا تھا اُن کی رضامندی کے برخلاف یہاں سے بھاگ کر
اور مرزا صاحب کے نہ آنے کا یقین ہی تھا جو اُسکو لاہور میں لے آیا اور پھر تقریر نہ کر سکنے کا
شرم ہی تھا جو اُسے جلد یہاں سے بھگا کر لے گیا سو یہ اُس فتنہ کی مختصر رپورٹ ہے جو کہ ہم نے
اس کتاب میں درج کر دی ہے۔ اور اپنے سب اشتہارات کو لفظ بلفظ نقل کر دیا ہے۔ اسی

عرصے میں حضرت اقدس مرزا صاحب نے ایک رسالہ بنام تحفہ گولڑویہ لکھا ہے جو کہ عنقریب شائع ہونے والا ہے۔ اُس میں معارفِ حقہ کا اِس قدر خزانہ بھرا گیا ہے کہ اگر کوئی انصاف کی نظر سے غور کے ساتھ اُس کو کم از کم تین دفعہ پڑھے گا اور اُس کے مضامین پر ایک اہل الرائے کی طرح تدبر کے ساتھ غور کرے گا تو میں یقین کرتا ہوں کہ اُس پر یہ بات کھل جائے گی کہ مرزا صاحب بے شک امام صادق ہیں۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ لوگ بغیر کتابوں کے پڑھنے کے اور بغیر اُن پر غور کرنے کے مخالفوں کا ایک آوازہ اپنے کان میں ڈلوا کر اُسی پر پکّے ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ چنانچہ انہیں دنوں کا ذکر ہے کہ ایک شخص حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر سے ہماری ملاقات ہوئی انہوں نے بھی یہی کہ دیا کہ مہر شاہ نے مقابلہ منظور کر لیا تھا۔ لیکن جب اُن سے پوچھا گیا کہ آپ نے فریقین کے اشتہارات پڑھے ہیں تو کہنے لگے نہیں پڑھے۔ سنا ہے۔ اب دیکھنا چاہئیے کہ یہ تو لوگوں کا حال ہے۔ اشتہارات دیکھے نہیں اور رائے قایم کر دی ہے۔ اور اِس جگہ اِس بات کا ذکر خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ یہ حافظ محمد یوسف صاحب الٰہی بخش ملہم کی پارٹی کے آدمی ہے۔ اور ان حافظ صاحب کے علاوہ دو اور آدمی یعنی بابو عبدالحق اور میاں فتح علیشاہ بھی اِس پارٹی میں داخل ہیں۔ اور شاید کوئی ایک دو آدمی اور بھی اُن کے الہامات کے مطابق اُن کے ہم عقیدہ ہوں مگر بظاہر یہی چار آدمی ہیں۔ اور اِن کے متعلق ہمارے مخالفوں نے مشہور کیا ہے کہ یہ لوگ پہلے مرزا صاحب کے مرید تھے اور اب علیحدہ ہو گئے ہیں۔ لیکن یاد رکھنا چاہئیے کہ اِن میں سے کسی کو بھی کبھی اِس نیکی کی توفیق نہیں ہوئی کہ حضرت مرزا صاحب کی بیعت کر کے اِس پاک جماعت میں شامل ہو جائیں۔ ہاں کسی قدر حضرت مرزا صاحب کے ساتھ آمد و رفت اور خط و کتابت کا تعلق رکھنے کی وجہ سے ان لوگوں کے سامنے اکثر آسمانی نشانات ظہور میں آتے رہے اور حضرت مرزا صاحب سے خوارق اور کرامات دیکھ کر یہ لوگ ہمیشہ حضرت مرزا صاحب کے مداح تھے لیکن جب انہوں نے اُن نشانات کو دیکھ کر اِس پاک سلسلے میں داخل ہونے سے تساہل کیا تو رفتہ رفتہ

کتب ذیل اور دیگر ہر ایک علم و فن کی کتب جان محمد الہ بخش تاجران کتب بنگلہ ایوب شاہ لاہور سے طلب کریں

براہین احمدیہ } ملقب بہ البراھین احمدیہ علی حقیت کتاب اللہ القرآن و النبوۃ المحمدیہ
جس کو جناب میرزا غلام احمدؐ صاحب رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب نے کمال تحقیق و تدقیق سے تالیف کر کے منکرین اسلام پر حجت اسلام پوری کرنے کے لئے بوعدۂ انعام دس ہزار روپیہ شائع کیا تھا۔ اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو جانے کے باعث چالیس روپیہ کو بھی ہاتھ نہیں آتی تھی بالکل اسیطرح سطر بہ سطر صفحہ بہ صفحہ چاروں جلدیں اعلےٰ قسم کے ڈمی کاغذ پر چھپ کر تیار ہو گئی ہے شائقین جلد خریدیں۔ ایسا نہ ہو کہ پہلے کیطرح ہاتھ ملتے رہجاویں قیمت صرف تین روپے (عہ/)

آریہ دھرم یا نیوگ کا ناول } جس میں آریوں کے مسئلہ نیوگ کی من و عن کیفیت بیان کیگئی ہے۔ اور ناول کے پیرایہ میں اس کا عملی نمونہ اور نتیجہ ظاہر کیا گیا ہے۔ مصنفہ عالیجناب میرزا غلام احمدؐ صاحب رئیس قادیانی سلمہ الصمد قیمت (۸/)

فاروق اعظم } یعنی سوانح عمری حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ مصر۔ روم۔ ایران کے فاتح۔ اسلام کے ہیرو جناب حضرت عمر فاروق کی سوانح عمری اسلامی عظمت اور شان و شوکت کے اظہار کے لئے دنیا بھر میں کوئی کتاب اس سے بڑھکر نہیں ہے۔ قیمت صرف آٹھ آنے (۸/)

صدیق اکبر } یعنی سوانح عمری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:۔ اس کتاب میں وہ تمام حالات کوٹ کوٹ کر بھرے ہیں جو خلیفہ اوّل کے وقت میں ظہور پذیر ہوئے۔ ناظرین یہ کتاب دلچسپی سے خالی نہیں۔ اس زمانہ کی شریف اور عفت پناہ عورتوں کو دیکھئے کہ اس دین کی خاطر کس شجاعت اور مردانگی سے کام لیا ہے قیمت صرف (۸/)

سوانح عمری حضرت علیؓ } کون شخص ہے جو حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے نام سے واقف نہیں مجمع سلاطین میں آپ عظیم الشان سلطان۔ معرکۂ کارزار میں یکہ تاز شہسوار۔ منبر پر ایک شیوا زبان سپیکر۔ علم و فضل کے درس گاہ میں ایک طلیق اللسان پروفیسر۔ مسند فقر پر ایک منکسر المزاج فقیر۔ غرض کہ جس جلیل الشان اسلامی ہیرو کا یہ فوٹو لیا گیا ہے۔ دنیا کے تاریخی آسمان کا آفتاب ہے جسکی لائف کو کسی مؤلف نے آجتک اس شرح اور بسط سے نہیں لکھا قیمت (عہ/)

ذوالنورین } یعنی سوانح عمری جامع القرآن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ قیمت ۔ ۔ ۔ (۶/)

سرچشمۂ رحمت } اس کتاب میں مضامین علم تصوف ایسے آسان اردو سلیس الفاظ میں لکھے گئے ہیں کہ بچہ بھی جو صرف حرف شناس ہو عمدگی سے سمجھ لے۔ اصطلاحات کی تشریح اس خوبی سے کی گئی ہے کہ طالب صادق کو برسوں کی محنت سے رہائی دے کر دنوں میں منزل مقصود تک پہنچانا اس کتاب کا ایک ادنےٰ اثر ہے (۱۲/)

عیسائیوں کی دینداری کا نمونہ

جس میں عیسائیوں کی چالاکیاں پکڑی گئی ہیں اور ان کی دینداری کی قلعی کھولی گئی ہے قیمت صرف چار آنے ۔ ۔ ۔ ۔ (۴/)

الوہیت مسیح اور تثلیث کا رد

ہر دو حصہ قیمت فی حصہ چار آنے ۔ (۴/)

عیسائی مذہب کا فوٹو:۔

قیمت فی جلد چار آنے ۔ ۔ ۔ (۴/)

دفع طعن نکاح زینب } قیمت فی جلد (۴/)

مناجات فیروزی } تمام دنیا جانتی ہے کہ دعا ہی عبادت کا مغز ہے۔ اس کتاب میں تمام مشہور اور متبرک مناجاتیں بزرگوں کی بنائی ہوئی جمع کی گئی ہیں۔ یہ کتاب نہایت مقبول اور مطبوع ہوئی ہے۔ عرصۂ قلیل میں سات دفعہ چھپ کر فروخت ہونا اس بات کا کافی ثبوت ہے۔ قیمت تین آنہ ۔ (۳/)

نعت فیروزی } رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف میں بزرگوں کی بنائی ہوئی عربی فارسی اردو وغیرہ زبانوں کی مشہور اور چیدہ نعتیں۔ قیمت تین آنے ۔ ۔ ۔ ۔ (۳/)

نماز اور اس کی حقیقت } نماز کی فلاسفی اور مخالفین کے کل اعتراضوں کا جواب۔ جو نماز پر کرتے ہیں۔ قیمت چار آنے ۔ ۔ (۴/)

روزہ اور اس کی حقیقت } ہمہ صفت موصوف ہے۔ قیمت چار آنے ۔ ۔ ۔ (۴/)

اسلام اور اس کی حقیقت }:۔ حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا بے نظیر لکچر۔ جو انہوں نے جلسہ مذاہب لاہور میں دیا تھا۔ قیمت آٹھ آنے ۔ ۔ ۔ (۸/)

کیمیا دولت } دولت کمانے اور محفوظ رکھنے کے لئے اکسیر ہے کوئی لائبریری اور میز اس کتاب سے خالی نہیں رہنی چاہئے۔ قیمت آٹھ آنے ۔ ۔ (۸/)

کتب مندرجہ بالا اور ہر ایک علم وفن کی کتابیں حافظ محمد الہ بخش تاجران کتب ایوب بنگلہ شاہ عالمی لاہور سے طلب کریں

کتب خانہ منشی برکت علی
امیر جماعت احمدیہ شملہ

ضمیمۂ واقعاتِ صحیحہ

مامورین من اللہ کے موافق یا مخالف کسی واقع یا شورش کا پیدا ہونا خالی از حکمت نہیں ہوتا۔ ہر نیا سورج اپنے ساتھ ایسے سامان لے کر آتا ہے جو اُس مقدس انسان کی قائم کردہ عمارت پر ایک نیا ردہ لگا دیتی ہے۔ **ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً** (وہ خدا جس نے زمین میں جو کچھ ہے سب تمہارے ہی خاطر پیدا کیا ہے) اِس آیت میں مخاطب دراصل یہی مقدس جماعت ہوتی ہے۔ کوئی ہوا زمین میں ایسی چل نہیں سکتی جو اِن کے مشن کے مخالف پڑے اور زمین کے اندر تمام انقلابات کا مرکز یہی پاک لوگ ہوتے ہیں۔ نادان کوتاہ اندیش ایک شورش کو دیکھ کر خیال کرتا ہے کہ اب اِس کا خاتمہ ہوا۔ پر معرفت کی دوربین لگانے والے تاڑ جاتے ہیں کہ یہی فتنہ اُس کی چمکار کو نمایاں کر دیگا۔ گولڑی اور اُس کی جماعت نے جو کچھ کیا اور کرنا چاہا وہ تو اسکا پھل آپ پائینگے پر ہمارے لئے یہ واقعہ نہایت مفید نتیجے اور خوشی دینے والے ثمراتِ پیدا کرنے کا موجب ہوا ہے۔ اکثر بے خبروں کو اِس مقدس مہدی کی آمد کی خبر ہو گئی۔ کئی سو آدمی اِس چار پانچ ماہ کے تھوڑے سے عرصہ میں جو گولڑی کے لاہور آنے سے لے کر آج تک گذرا ہے امام پاک کے ہاتھ پر توبہ کر کے اِس مقدس جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے اِس تحریک کی وجہ سے ایک بیش بہا مضامین معارف سے بھرے ہوئے سچا نور عطا کرنے والے خود حضرت امام اور آپ کے خادموں کے قلموں سے نکلے فللہ الحمد۔ اِن پرچوں کے ساتھ اِس جگہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کا ایک روشنی بخش مضمون ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں جو کہ اِن دنوں کے ایک بے نظیر اور لاثانی ہفتہ وار اخبار الحکم مورخہ ۲۴۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء میں شائع ہوا ہے۔ **محمد صادق**

حضرتِ اقدس مرزا غلام احمد صاحب

قادیانی کی

سائیں مہر علیشاہ صاحب گولڑی

کے متعلق

ایک پیشگوئی کا پورا ہونا

از حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ایدہ اللہ۔ **شعر** بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر ÷ چشم بکشا کہ بہر چشم نشانیست کبیر

۱۹۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء کے اخبار عام میں ایک امرتسری نے میری چٹھی پر جو ۲۴۔ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء کے الحکم میں شائع ہوئی تھی چند اعتراض

گئے ہیں۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ میں نے توقع کے خلاف صاف اور واضح امور کو بھی اعتراض بنا لیا جیسی کہ تحقیق مشتق رکھتا تھے کامل وثوق تھا کہ اسمیں راہ نہیں دیتا تھا کہ اور ہر قسم کی رکاوٹ دور ہو کر پاک ہوگئی ہے اور ... چشمہ اس کا خوض غایت تک پہنچنے سے کافی روشنی اور بدر تحویل کیا ہے مگر اب معترض سے ثابت کر رہا ہے کہ جیسا کہ خود بھی اس وقت تک جو ناگاہ باقی ہے۔ کاش! ایک مجھ ایسا طالب جیسا سے حق کی نظر چھپی ہوتی۔ جس کی کارروائی صاف راہ نمائی کرتی کہ اس کے ذہن میں ایک مرض بحث اور مخالف فیہ امر کی نسبت زیر تحقیق کے لئے آزمائش کی گئی ہے اور ایک پاک گرنا واقف حقیقت دل آمادہ ہے کہ کسی طرح یہ الجھن سلجھنے میں آ جائے۔ مگر ہمارے امرتسری دوست معترض کے کمزور اور غیر موزوں اعتراضوں سے صاف بو آ رہی ہے کہ بیجا تعصب کی موٹی دیواریں ان کے آگے حائل کھڑی ہیں جو انہیں محاذ کی خوبصورت روشنی کو دیکھنے نہیں دیتیں ۔

اصل واقعہ جو کئی دفعہ اسی قابل قدر پرچہ میں شائع ہو چکا ہے نہایت صاف ہے اور وہ یوں ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے پیر مہر علی شاہ صاحب کو دعوت کی تھی کہ میں اور آپ عربی زبان میں نہایت درجہ کے فصیح بلیغ عبارت میں قرآن کریم کی تفسیر لکھیں اور اس تفسیر میں حقائق و معارف اور نکات و دقائق ہوں جو اگلی تفسیروں میں مذکور نہ ہوں اور ان سے کتاب اللہ کی فوق العادہ تمجید اور جلال ظاہر ہو۔ یہی مجھ میں اور آپ میں فیصلہ کن معیار ہوگا کہ خدا تعالیٰ کے دربار معلےٰ میں مجھے باریابی کا فخر حاصل ہے یا آپ کو؟ اسلئے کہ خدا تعالیٰ کی کتاب جلیل نے یہ بلند دعویٰ کیا ہے کہ لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ یعنی قرآن کریم کے حقائق و معارف کے بیان کرنے پر وہی قادر ہو سکتے اور اس کے پاک حریم میں باریاب ہونے کا وہی شرف حاصل کر سکتے ہیں جنہیں خدا تعالیٰ کے دست خاص نے پاک صاف فرمایا ہوتا ہے اور آسمان کے پانی کی طرح پاک ہوتے اور آسمان سے انہیں خاص نسبت ہوتی ہے۔ یہ قرآن کریم کا دعویٰ اور پُر زور تحدی ہے جو خدائے علیم کی طرف سے آئندہ پیدا ہونے والی نزاعوں میں جو امت محمدیہ کے درمیان واقع ہوں بیّن حکم اور ممیز ٹھہرائی ہے۔ اور ضروری تھا کہ اس قسم کا فیصلہ اور معیار بھی قرآن کریم میں ہوتا اسلئے کہ قرآن کریم جیسا دوسرے مذاہب کے اختلافات میں حکم بننے کا دعویٰ کرتا ہے اور فیصلہ کے اصول اور قواعد بھی منضبط فرماتے ہیں اور اس حکومت میں کامیابی کا زرین تاج اس کتاب مجید کے سر پر رکھا گیا ہے اسی طرح از بس ضروری تھا کہ اندرونی اختلافوں اور نزاعوں کے فیصلہ کے لئے بھی اصول اور قواعد مستحکم کرتا۔ چونکہ قانون قدرت کے مقتضا سے ضروری تھا کہ اندرونی اختلافات اور تنازعات بھی برپا ہوں اور نزاعوں کے سبب سے حق و باطل متشابہ اور ملتبس ہو جائیں اور بہت سے مدعیوں میں سے جن میں سے ہر ایک اپنے دعوے کو سچا سمجھتا ہو ایک ہی حق پر ہو اور دوسرے صریح بطلان پر ہوں اسلئے واجب تھا کہ کامل کتاب میں جو تمام حقہ صداقتوں اور ضروریات دینیہ پر حاوی و مہیمن ہونے اور قیامت تک کافی ہونے کا دعویٰ کرتی ہے ایسا قاعدہ اور محکم اصل بھی ہو جو ایسے تاریک وقتوں میں حق کا روشن اور چمکتا ہوا چہرہ دکھاوے۔ سو اس آیت لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ نے اس قسم کی نزاعوں کا قیامت تک فیصلہ کر دیا ہے اس وقت ایک تنازع تھی۔ اسلام کے میدان میں دو دعویداروں نے علم دعوے بلند کیا۔ حضرت مرزا غلام احمد

قادیانی نے دعویٰ کیا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اس زمانہ کے لئے میں مہدی اور مسیح ہو کر آیا ہوں۔ پیر مہر علی شاہ صاحب نے اسکا سخت انکار کیا۔ اور اپنی مسند ارشاد پر جلوس فرما ہونے اور مریدوں کے وجود سے ظاہر کیا کہ میں خدا سے تعلق رکھتا ہوں اور ان کے خدام و متعلقین نے بھی اعلان فرمایا کہ قطب وقت و محدث زمان اور ملجا و ماویٰ انس و جان آپ ہی ہیں۔ حضرت اعلیٰ بڑے بزرگ ہیں بڑے عالم آدمی ہیں جو اپنا سب کچھ آپ کے ہاتھ میں دے چکے ہیں۔ پیر صاحب سے منسوب بھی بہت سے لوگ ہیں جو انکی مریدی پر ناز کرتے ہیں۔ ہمیں خداترس اور اہل دل مسلمانوں سے مشرق کے ہوں یا مغرب کے پوچھتا ہوں کہ کیا ایسے مشتبہ وقت میں موزوں تھا کہ ہم لوگ بھی نصاریٰ کی طرح ناقص اور سخت ناکافی انجیل کے سبب سے سراسیمہ اور سرگردان ہوتے اور کتاب اللہ میں کوئی نور جو اس پیش آمدہ ظلمت کو پاش پاش کرتا نہ پاتے اور خود اپنی ہی تجویزوں اور اندیشوں سے کوئی جعلی یا مصنوعی نکاسی راہ پیدا کرتے۔ مگر ہاں نہیں۔ خداتعالیٰ نے ہمیں اس لئے کہ ہم تمت مرحومہ تھے ایسی زحمتوں اور کشاکشوں سے محفوظ رکھا اور خود ہی اپنے علم سابق سے ان سب باتوں کا پہلا انتظام کر دیا۔

پیر صوفی۔ قطب غوث۔ ولی اللہ درویش اور سجادہ نشین وقت مہر علی شاہ صاحب کی خدمت میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس نزاع کے وقت وہی طریق فیصلہ پیش کیا جو خداوند علیم حکیم نے ایسے اوقات میں ایسے اشخاص کے نزاعوں اور اختلافوں کی حکومت کی غرض سے مقرر کر رکھا تھا۔

اے قرآن کریم کو کامل اور مہیمن کتاب ماننے والو! اور ظلمات کے اوقات میں اسے یگانہ نور تسلیم کرنے والو! اپنی جانوں پر ترس کھا کر خداتعالیٰ کے لئے بتاؤ کہ کوئی اور راہ بھی تھی جو اس سے بہتر تھی۔ اس راہ کے چلنے کا نتیجہ یہ ہوتا کہ قرآن کریم کی پیشگوئی پوری ہوتی اور اسکا کلام ہونا اور علوم غیب کا مخزن ہونا ثابت ہو جاتا۔ اور دوسری طرف ایک شخص کا مقبول یا اللہ ہونا اور مقرب و مطہر ہونا ثابت ہو جاتا۔ جیسا فرمایا گیا۔ حضرت مرزا صاحب پر جھوٹ پیر اللہ مہر شاہ صاحب نے تو گویا دعوت کی طرف بلانے اور یہ کہتے کہ آؤ ہم تم مولویانہ لفظی بحث کر لیں اور ہار جیت پر فیصلہ ہو جائے گا کہ سچائی کس کی طرف ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس لئے کہ زمانہ کی ضروریات کے جامع ازرسمی اور روحانی علوم سب کے سب جمع ہو کر آئے ہیں اور خداتعالیٰ جانتا تھا کہ علمائے خشک ان کے مقابل اپنی سونڈیں لمبی کریں گے اور علوم رسمی کے مباحثہ کی طرف بھی بلائینگے اور انہی سطحی اور خشک مباحثات کو حق و باطل کا معیار ٹھیرائیں گے اس بنا پر حضرت مرزا صاحب نے علمائے ظاہری سے علوم ظاہر اور رسمی کی بنا پر بھی مباحثات کئے اور خداتعالیٰ کے اذن و حول سے ان کی ایسی خرطوموں کو گرم ہتھیاروں سے خوب داغ لگائے۔ اور آخر دیکھ کر کہ مباحثات نظری امور ہوتے ہیں اور فیصلہ کی کھلی اور روشن راہ ان سے پیدا نہیں ہوتی ایک عرصہ تک اپنی قدرت اور طاقت کی جلوہ نمائی کے بعد ان سے پہلوتہی کی اور آسمان کی طرف توجہ کی تب خداوند علیم نے ایک بین اور بدیہی راہ دکھائی جس کی وضاحت کے بعد کسی شخص کو شک و تردد کا موقع مل ہی نہیں سکتا۔

اب اگر قوم انصاف نہیں کرتی تو دوسری قوموں کے منصف نیک دل لوگ انصاف کریں کہ حضرت مرزا صاحب نے پیر مہر علیشاہ صاحب کو جو یہ دعوت کی تھی تو کیا ناروا حرکت کی ہے۔ کیا یہی دعوت انکی شان کے شایاں نہ تھی۔ کیا وہ ولی اللہ پیر

کیا وہ مطہر نہیں۔ کیا اُنھیں خدا کے حریم قدس میں باریابی کا شرف حاصل نہیں؟ کیا وہ زبان عربی سے واقف نہیں؟ کیا وہ قرآن کریم کے معارف سے مس نہیں رکھتے؟ ہاں تو کیا اُن کے شان کے لائق تھا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کی گدی پر انہیں بٹھایا جاتا اور ان سے استنجا اور قلتین اور تبع وشرا کے مسائل پر بحث کی جاتی یا رفع یدین آمین بالجہر کے نزاعوں کا فیصلہ کیا جاتا۔ اُن کو لفظی بحثوں اور ظاہری علوم کی بحثوں کی طرف بلانا یقیناً اُن کی کسرشان تھی۔ حضرت مرزا صاحب نے اُن کا وہ پاس کیا اور اُن کے حق کی وہ رعایت کی جس کے وہ درحقیقت مستحق تھے۔ لیکن افسوس صد افسوس پیر صاحب نے اس عزت کو رد کیا اور بُری طرح رد کیا۔ اور سخت ناقابل عفو حیلوں سے رد کیا۔ پیر صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے جواب میں یہ لکھا کہ اول مرزا صاحب اپنے دلائل پر کھڑے ہو کر تقریر کریں اور انہی نظری اور علمی باتوں کو پھر دوہرائیں اور عوام و خواص کے مخلوط مجمع میں دوہرائیں جو وہ سالہا سال سے اپنی کتابوں اور رسالوں اور اشتہاروں میں لکھ رہے ہیں اور وہ وہی باتیں ہیں جن پر علمائے رسوم اعتراض اور رد لکھ چکے ہیں اور خود پیر صاحب یا اُن کے مرید غازی صاحب بھی اُنکی نسبت خامہ فرسائی کر چکے ہیں اور وہ وہ باتیں ہیں جو نظری ہونے کے باعث ہنوز زیر بحث ہیں۔ غرض مرزا صاحب اُن دلائل کو بیان کریں۔ اس کے بعد پیر مہر علیشاہ صاحب اُٹھ کر اُن کا رد کریں۔ اور اُنکی باتیں بھی اُسی رنگ کی نظری اور خفا اپنے اندر رکھنے والی ہوں۔ اور پھر مولوی محمد حسین صاحب اور مولوی عبداللہ ٹونکی صاحب کھڑے ہو کر شہادت دیں کہ پیر صاحب کا رد درست اور مرزا صاحب کا دعوےٰ اور دلائل صحیح نہیں تب مرزا صاحب اسی وقت اُسی مجمع میں پیر صاحب سے بیعت کر لیں۔ یہ ہے جواب پیر صاحب کا اُس دعوۃ کے مقابلہ میں جو حضرت مرزا صاحب نے اُن کی خدمت میں پیش کی۔ اب ناظرین انصاف کریں کہ کیا پیر صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی شرطوں کو منظور فرمایا اور کیا پیر صاحب نے قوم کے نزاعوں کے فیصلہ کے لئے جائز طریق ایجاد کیا؟ اور کیا قوم کی ڈوبتی کشتی کو ورطۂ ضلال اور اوہام سے نکالنے کے لئے بجا ناخدائی کی؟ سوچو اور خدا کے لئے سوچو!! غضب اور تعصب سے بھرے ہوئے حاضرین ہوں۔ اور ہر ایک نے ایک طرف کو سخت مضبوطی سے پکڑا ہو۔ یہاں تک کہ شدۃ غضب اور تعصب سے اپنے حریف کے الفاظ کو بھی یوں سنتے ہوں جیسے کانوں میں پگھلی ہوئی رانگ ڈالی جاتی ہے۔ پھر مباحثات علمی اور لفظی ہوں بیسیوں پہلو اور دلائل مخفی در مخفی، اور کنایات و استعارات اور علوم کے حجب میں مخفی ہوں غرض سب امور نظری پر نظری ہوں۔ علاوہ اس پر طرفہ یہ ایک شخص کو قبل از وقت دجال کذاب اور محرف دین اللہ اور مفتری اور کیا کیا مان چکے اور اس پر سخت جم چکے ہوں اور اُس کی اہانت کے لئے موقعے تلاش کرنے میں جانیں کھپا رہے ہوں۔ اُس پر یہ توقع کہ اس تدبیر سے کوئی فیصلہ ہو جاتا اور قوم کے دل صلحکاری کا سبق سیکھ لیتی اور صاف اور منور سطح پر سب کے سب بیٹھ جاتے قطعاً محال تھا۔ کیا لوگ اب تک اس راز کو سمجھ نہیں گئے اور کیا ہمیں قوم کی سلامت فکرت اور جودت طبیعت سے سخت مایوس ہو کر بیٹھ رہنا چاہیئے کہ پیر صاحب نے ان بالکل جدید شرطوں سے کیا مد نظر رکھ لیا۔ کیا یہ بالکل صاف بات نہیں کہ انہوں نے اپنے دعوی ولایت اور فقر کے برخلاف دنیا داروں کی طرح پُر مکر صاف فاش ہو جانے والی چال اختیار کی۔ اگر راستی مطلوب ہوتی اور خدا کے دین کی حفاظت مقصود ہوتی تو کوئی امر اپنی طرف سے ایزاد نہ کرتے اور امر بھی وہ جو اُن کی شان کے بھی مفسد اور اُن کی ولایت کو داغ لگانے والا تھا۔ جس صورت میں حضرت مرزا صاحب کی دعوت اور معیار فیصلہ ہی تھا جو خود

کتاب اللہ نے مقرر کیا ہے اور حضرت مرزا صاحب کی من عند النفس کوئی تجویز نہ تھی پھر اس کے ٹال دینے اور بالکل خاک میں ملا دینے کی کیوں کوشش کی گئی۔ اور نشری صاحب فرماتے ہیں کہ پیر صاحب نے ایک شرط بڑھائی ہے۔ افسوس تعصب روشنی سے کس قدر دشمنی رکھتا اور کبھی اس کے جوار میں بھی رہنا پسند نہیں کرتا۔ پیر صاحب نے شرط بڑھائی نہیں بلکہ ایک ایسی تجویز پیش کی جس سے حضرت مرزا صاحب کی ساری شرطوں کو رد اور منسوخ کر دیا۔ خدا کے لئے سوچو تو تفسیر القرآن سے قبل مرزا صاحب اپنے دلائل پیش کریں پھر پیر صاحب کھڑے ہو کر ان کا رد کریں۔ بعد ازاں مولوی بٹالوی صاحب اور ٹونکی صاحب مرزا صاحب کے خلاف اور پیر صاحب کے موافق شہادت دیں اور پھر مرزا صاحب پیر صاحب کی بیعت کر لیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ سوچو کہ وہ اصل بات تفسیر نویسی کی کہاں رہی۔ کیا اس میں کوئی شک باقی رہ سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب اپنے عجیب علمی اور ظرز دلائل بیان فرماتے اور پیر صاحب ان کا وہی مولویانہ رد کرتے تو عوام کالانعام اور ان کے بے شمار موٹی طبیعت والے متعلقین اور سبعی جذبات سے لبریز خدام پیر کی کافی سمجھ کر اس کی تائید نہ کرتے اور بعد ازاں مسلم و مقبول معاند مولوی بٹالوی صاحب اور دوسرے لاحجب بل بغض معاویہ پیر صاحب کے حق میں ڈگری نہ کرتے۔ سوچو اور خدا کے لئے سوچو کہ حضرت اقدس کے دلائل شمس نصف النہار سے بھی زیادہ روشن اور مشہور ہیں۔ پردہ نشین عورتوں تک وہ پاک اور آسمانی باتیں پہنچ چکی ہیں۔ ان لوگوں نے اس سے پہلے کیا فائدہ ان سے اٹھایا ہے جو اس وقت انہی کے تکرار سے پھر اٹھاتے۔ کیا ان کی قوت غضبی کا اشتعال کچھ بھی اب تک فرو ہو چکا تھا۔ اس وقت تک انکے بے شمار خط ناگفتنی اور ناشنیدنی گالیوں سے بھرے ہوئے حضرت مرزا صاحب کی طرف آرہے تھے۔ خدا کے لئے کوئی تو بتاؤ اور خدا لگتی کہو کہ کیا پیر صاحب نے یہ راہ مخلوق خدا کی بہتری کی سوچی اور کیا یہ نہیں حق کی سوجھی اور کیا انہوں نے سادگی اور حق پسندی اور حق طلبی سے ایک اور شرط بڑھائی۔ یا حق و باطل میں شبہ ڈالنے کی ایک راہ نکالی۔ جب مرزا صاحب کے دلائل کا پیر صاحب کی طرف سے رد ہو چکتا اور بے لوث مقدس گواہوں کی گواہی فیصلہ پیر صاحب کے حق میں دے چکتے اور مرزا صاحب وہیں بیعت کر لیتے تو پھر کیا تفسیر قرآن بیعت ہو کر اور مرید بنکر لکھتے۔ اس میں دو ایک باتیں ہی تنقیح طلب ہیں پھر رائے لگانے کے لئے راہ صاف نکل آتی تھی۔ کیا پیر صاحب نے اسے صاف منظور کیا یا کسی ایچ کے ساتھ بھی منظور کر لیا اور کیا درحقیقت ایسے نزاعوں میں جو امت محمدیہ میں واقع ہوتی ہیں اور جو نظری امور یعنی مباحثوں اور مکابروں سے فیصلی ہونے میں نہیں آتیں وہ طریق فیصلہ کا جو حضرت مرزا صاحب نے پیش کیا اعلےٰ درجہ کا طریق اور کتاب اللہ کے منطوق کے موافق طریق ہے یا نہیں۔ اور کیا اس طریق سے جو بسبب خرق عادت اور کرامت نمایاں ہونے کے بدیہی طریق اور فیصلہ صحیح امام ہو جاتا اور کوئی بہتر طریق ہو سکتا ہے۔ پیر مہر علیشاہ صاحب کی حجت بازی کیا راست بازوں اور راست کیشوں کے اطمینان قلب کا موجب ہو سکتی ہے؟

میں سمجھ نہیں سکتا کہ کوئی سلیم الفطرت اس بیان سے صاف نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ پیر مہر علیشاہ صاحب نے خدا تعالیٰ کی قوت و قدرت پر اعتماد نہ کر کے اور اپنے حریف کی قوت و شوکت سے مرعوب ہو کر اس دعوت کے قبول کرنے سے گریز کیا مگر افسوس ایسی باریک چادر میں اپنا سر مستور اور کھسیانا منہ چھپایا جسکے اندر سے ان کے انفعالات نفسانیہ ہر ایک ناظر کو صاف صاف نظر آگئے۔ کون دانشمند سمجھ نہیں سکتا کہ کتاب اللہ کے پر معارف تفسیر عربی زبان میں لکھنا ان کو موت احمر نظر آتی جس سے

بھاگ کر انہوں نے پولیس کی سنگینوں میں پناہ لی۔ افسوس پیر صاحب نے اس دنیا کی شرمساری اور پردہ دری سے بہت خوف کیا اور حطام دنیا کی تلاش اور ابنائے دنیا کی دل جوئی نے انہیں پردہ کی اوٹ سے منہ باہر نکالنے نہ دیا مگر اس ہولناک یوم کا ڈر نہ کیا جس دن باطن کا باطن بھی طشت از بام کیا جاوے گا اور یوں ہوگا کہ۔ ترا اندوگان را بہ آتش برند ہمہ آبرو آنکہ کس یاد برند۔ جب ان کا دل احساس کرتا تھا اور ضمیر یہ بات سمجھ رہا تھا اور متنبہ تھے انہیں چلا چلا کر کہتا تھا کہ قرآن کریم کے حریم قدس میں انہیں شرف باریابی حاصل نہیں اور یہ کام درحقیقت مطہروں یعنی نائبوں انبیاء علیہم السلام کے ظلوں کا ہے۔ اور پیر صاحب ایک شخص کو ایسا دعویٰ کرتے اور ہر بار تحدی کرتے دیکھ چکے تھے اور یہ ایک تحدی ہی ان کے لئے اگر وہ صاحب قلب ہوتے تو کافی آگاہ کرنے والی دلیل تھی تحدی کرنے والی کی فوق العادت دعویٰ اور قدرت فائق پر۔ اس لئے کہ وہ اپنے اندر جھانک کر اپنی جیب کو اس گرامی قدر قدرت سے خالی پاتے تھے اور اسی افلاس نے انہیں تفسیر کو ٹال دینے کے لئے حیلہ جوئی پر آمادہ کیا۔ غرض جب پیر صاحب خوب جانتے تھے کہ وہ اس میدان کے مرد نہیں تو کیوں گذشتہ ہتھیاروں کی طرح صاف صاف اپنے عجز کا اقرار نہ کر لیا۔ کہ اعتراف عجز ان کی شان کو بڑھاتا مگر افسوس انہوں نے روباہ بازی اختیار کی اور اپنے نکلنے کے لئے ایک اور چور سوراخ نکال لی۔ کاش وہ چور سوراخ نہ ہوتی۔ اب میں پھر امرتسری صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا پیر صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی شرط تفسیر نویسی کی منظور کر لیا تھا اور بقول آپ کے صرف ایک شرط اور بڑھائی تھی۔ سوچو اور خدا کے لئے سوچو۔

ان سب باتوں کے بعد جو میں بیان کر چکا ہوں ایک دانشمند بڑی آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی منجانب اللہ ثابت ہو گئے۔ اور ان کی تحدی نے جس کا مقابلہ کرنے سے توڑا نہیں گیا صاف ثابت کر دیا کہ وہ مطہر ہیں وہ آسمانی ہیں اور قرآن کریم کے معارف کے بیان کرنے میں جو خدا تعالیٰ نے ان کو قدرت دی ہے وہ بے نظیر اور یگانہ ہیں۔ ایک بات ثابت ہو گئی۔ دوسری بات اور اس سے بھی زیادہ بہ وسعت بات جو خبر غیب کی شوکت اپنے اندر رکھتی تھی اس طرح کھل گئی کہ وہ بھی روز روشن کی طرح پوری ہو گئی۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے تفسیر نویسی کی دعوت میں ساتھ یہ دعویٰ بھی کیا تھا کہ پیر صاحب میرے مقابل ہرگز قادر نہ ہوں گے۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں "میں مکرر لکھتا ہوں کہ میرا غالب رہنا اسی صورت میں متصور ہوگا جبکہ مہر علی شاہ صاحب بجز ایک ذلیل اور قابل شرم اور رکیک عبارت اور لغو تحریر کے کچھ بھی نہ لکھ سکیں اور ایسی تحریر کریں جس پر اہل علم تھوکیں اور نفرین کریں کیونکہ میں نے خدا سے یہی دعا کی ہے کہ وہ ایسا ہی کرے اور میں جانتا ہوں کہ وہ ایسا ہی کرے گا۔ اور اگر مہر علی شاہ صاحب بھی اپنے تئیں جانتے ہیں کہ وہ مومن اور مستجاب الدعوات ہیں تو وہ بھی ایسی ہی دعا کریں۔" ایسی صاف اور سچی بات کی نسبت تو یہی امید کی جا سکتی تھی کہ بہت سی گردنیں اس کے مقابل خدا کے خوف سے جھک جاتیں گی اور اس راستی سے ایک مرد خدا کا پتہ لوگوں کو سوجھ جائے گا مگر امرتسری صاحب ظاہر کرتے ہیں کہ بدقسمتی لوگوں کا پیچھا چھوڑنے میں نہیں آتی۔ امرتسری صاحب لکھتے ہیں یہ پیشگوئی غلط تھی۔ اس کی دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ تفسیر لکھنے کا اور قبولیت دعا کا تو موقعہ ہی نہیں اور استہزا سے فرماتے ہیں کہ کیوں عالم الغیب خدا نے تمہیں صاف بتا دیا کہ تفسیر نویسی کی نوبت ہی نہیں آوے گی اور کیا مطلب ہے کہ وعدہ تو یہ کیا کہ مرزا صاحب تفسیر لکھ لیں گے اور پیر صاحب کا کاغذ سادہ کا سادہ رہ جاوے گا

اور خلاف عادت مرزا صاحب کو وقت کا [illegible] ہیں۔ افسوس ہے یہ لوگ خدا تعالیٰ کی سنتوں اور انبیاء علیہ السلام کے منہاجوں سے کس قدر دور جا پڑے ہیں۔ کوئی تیر اپنے ترکش سے نکال کر حضرت مرزا صاحب کی طرف نہیں چلاتے جو سیدنا خاتم الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سینے میں جا کر پیوست نہ ہو جاتا ہو تو کہ ثابت ہو جائے کہ ظل اور اصل میں پوری مناسبت اور اتحاد ہے۔ امرتسری صاحب کیا اسے ضروری قرار دیتے ہیں کہ پیشگوئی اسی صورت میں پوری ہوتی کہ پیر مہر شاہ صاحب مقابلہ کرتے اور مقابلہ میں خزی اور خذلان اُن کو چاروں طرف سے گھیر لیتا اور دیگر کوئی صورت پیشگوئی کے پورا ہونے کی نہ تھی۔ بہت خوب تو بتاؤ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا الآیہ اور قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْجِنُّ وَالْإِنسُ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا یہ زبردست تحدیاں پیشگوئی کے رنگ میں ہیں یا نہیں اور یہ پورے معنوں میں پوری ہوئیں یا نہیں۔ کیا کسی تاریخ اور شہادت سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی کتاب عرب کے فصحا قرآن کے مقابل بنا کر لائے۔ کیا کبھی جن و انس کی کمیٹی کہیں بیٹھی اور وہ اجتماعی مشورہ اور طاقت سے قرآن کے مقابل کوئی سورت تیار کر کے لائے اور بالآخر مقابلہ اور موازنہ سے واضح ہوا کہ قرآن خدا کا کلام نہیں۔ یاد رکھو مقابلہ کر کے ذلیل اور رسوا ہونا یا خود مقابلہ ہی میں نہ آکر داغ عار جبین مردی پر لگانا ایک ہی بات ہے۔ مردمی اور حمیت دور تک ہر صورت اس کی مقتضی ہوتی ہے کہ حریف مدعی سے جو ہر طرح کی ہتک کر رہا ہے مقابلہ کیا جائے۔ با ایں ہمہ صرف الوجوہ اگر شکست اور خذلان کی دلیل نہیں تو اور کس کی ہے۔

مباہلہ کا واقعہ بڑا عظیم الشان واقعہ ہے اور اس بات کی قوی سے قوی دلیل ہے کہ حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی حقیت اور منجانب اللہ ہونے کا کس قدر وثوق یقین اور کامل شعور تھا اور آخر کار نصرانیت کے مقابل یہ فیصلہ بھی کامل دلیل ٹھیر گیا اس بات کی کہ اسلام منصور اور مؤید مذہب اور نصرانیت مخذول طریق تھا اور اس کے حامیوں کو آسمان سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔ مگر کیا مباہلہ واقع ہوا۔ کیا اُن نصرانیوں کا حق کی پر شوکت اور زہرہ گداز آواز سے مرعوب ہونا اور جی چھوڑ دینا ہی آخری فیصلہ اسلام کے حق میں ٹھیر نہیں گیا۔ اصل بات یہ ہے کہ امرتسری صاحب اور آپ کے مثیل وہم مشرب پیشگوئی کے سائنس سے واقف نہیں۔ پیشگوئی جو ایک صادق علی بصیرۃ مدعی کی طرف سے ہوتی ہے اُس کے مُنہ سے نکلتے ہی اپنے ساتھ ساتھ ایک لشکر جرار ملائکہ اور سماوی طاقتوں کا لاتی ہے اور ادھر اُدھر اور آگے پیچھے سے ہر قسم کی رکاوٹوں اور دراندازوں کو ہٹاتی ہوئی اور پامال کرتی ہوئی سیدھی اپنی غرضوں اور ہدفوں پر جا لگتی ہے۔ جس طرح بجلیاں ہوا کو صاف کرتیں اور زہریلے مواد کو جلا دیتی ہیں پیشگوئی کے الفاظ جس میں رعد و برق کی خبر مرکب ہوتی ہے حریف کے مصنوعی زور اور قوت قلبی کو کچل ڈالتے ہیں۔ وہ جو پہلے اپنی قوم میں مرد کہلاتا اور لاف و طامات میں گردن بلند کرتا تھا اُس ہیبت ناک گرج کے بعد بزدل اور پورا نامرد بن جاتا ہے اور وہ جو اپنے تئیں بڑا لسان منطیق اور المعی لوذعی کہلاتا تھا اُس آتشیں تلوار کی ایک ہی چمک سے اُس کی زبان میں سینکڑوں پیچ پڑ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان قرآنی تحدیوں کا اگرچہ معارضہ نہیں کیا گیا اور ممکن ہے کہ اندر ہی اندر بہتوں نے منصوبے کئے ہوں اور صادق مدعی کے دعوے کو توڑنے کی انتھک کوشش کی ہو اور ممکن ہے کہ مار کھائے ہوئے دشمنوں کی اولادیں گذشتہ ذلتوں اور نامرادیوں کا انتقام لینے کے لئے اب بھی اندر ہی اندر تڑپتی ہوں مگر با ایں ہمہ

یہ تحدیاں اسلام کی صداقت پر براہین قاطعہ اور حجج ساطعہ ٹھہر گئیں۔

اسی طرح اور ٹھیک اسی طرح حضرت مرزا صاحب نے تفسیر نویسی کی دعوت کے ساتھ معاً بلا فصل یہ تحدی بھی کر دی کہ پیر مہر شاہ صاحب مقابلہ نہیں کر سکیں گے اور سخت ذلت کی مار ان پر پڑے گی۔ حضرت مرزا صاحب بشریت محض کے لحاظ سے ضعیف القومی اور محدود العلم انسان اور خیر کے پُر زور انقلابات کے احاطہ میں اور لوگوں کی طرح محصور و محاط ہیں۔ یہ شوکت اور صولت جو ان کے الفاظ میں ہے اور یہ غیب کی پُر سطوت آواز جو ان کے منہ سے نکلی ہے اگر کسی واسع علیم اور قادر مطلق اور مدبر متصرف ہستی کی آواز اور الفاظ نہیں تو کیوں عادتاً ان سے اسی جنس کے رعب اور زلزلہ کی بارش برس رہی ہے جیسے اس قسم کی تحدی کرنے والوں کی زبان و الفاظ سے واقع ہوتی رہی ہے اور کیوں اس آواز نے آتشیں گولے کی طرح حریف کا کام تمام کر دیا اور حرکت مذبوحی تک بھی تو اس سے ظاہر نہ ہوئی۔ اس موقعہ پر تو ایک میٹریلسٹ اور فری تھنکر بھی ٹھہر جاتا اور تذبذب میں پڑ جاتا ہے کہ اس جنس کی ایک قوم جو لامعلوم قدامت سے چلی آتی اور اسی قسم کی یکساں الفاظ بولتے اور ان تحدیوں میں ہر زمانہ میں یکساں اپنے حریفوں پر منصور و مظفر ہوتی رہی ہے اور اپنی اس فوق العادۃ قدرت اور جلال کو ہمیشہ فاطر السماوات والارض کی ہمہ طاقت ذات سے منسوب کرتی رہی ہے اور کبھی بھی ان کے مخاطب ان کی تحدیوں کے مقابلہ سے عہدہ برآ نہیں ہوئے اور ہر عصر میں علی اختلاف ملل و مشارب یکساں مخذول و مطرود ہوتے رہے ہیں۔ غرض اس قسم کی پر ہیبت قوم لاریب عام انسانی سطح سے بہت اونچی ہے اور انکا بین وجود کسی غیب الغیب موجود کی آشکار دلیل ہے۔ حاصل یہ کہ ایک دہریہ بھی کم ہے کہ ایسے عظیم الشان دعووں کے سننے پر حیرت میں ضرور پڑ جاتا ہے مگر مسلمانوں کی ذریت کہلانے والے جن کے پاس نمونے موجود ہیں اور ایسے امور کو کتاب اللہ کے وجود میں تسلیم کر چکے ہیں۔ اس برکت و خیر اور اس وقت کے فضل و رحم حضرت مرزا صاحب کی اس تحدی اور پیشگوئی سے انکار کرتے ہیں اور ساتھ ہی دعوے کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی یہ عادت ہی نہیں ۔

میں پوچھتا ہوں کیا ان لات و عزیٰ کے حامیوں کا فرض نہ تھا جن کے معبودوں اور ہمہ قدرت معبودوں کو ذلیل اور حصب جہنم کہا گیا تھا۔ اور ان کے بطلان و ضلال کی یہ دلیل پیش کی گئی تھی۔ اِنْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ۔ پھر میں پوچھتا ہوں کیا ان متکبر پوجاریوں کا فرض نہ تھا جن کو دل کو کھا دینے والی تعریض سے اور کیسے جگر سے پار ہو جانے والے نشتر زا الفاظ میں کہا گیا۔ اِنْ هِیَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ۔ ہاں کیا ان کا بڑا بھاری فرض اور اپنی عزت کا تقاضا نہ تھا کہ ہر راہ سے آکر اس تحدی کا مقابلہ کرتے اور عابد و معبود دونوں بدی عار و شنار سے بچ جاتے۔ اسی طرح اور ٹھیک اسی نمونہ پر حضرت مرزا صاحب نے پیر مہر علیشاہ صاحب صوفی ولی اللہ کے مقابل تحدی کی تھی جس طرح قرآن مجید نے مشرکان عرب کو وَلَنْ تَفْعَلُوْا کہا اسی طرح حضرت مرزا صاحب نے پیر مہر علیشاہ کو وَلَنْ تَفْعَلُوْا کہا کوئی مرد خدا ان دونوں میں کوئی فرق اور امتیاز بھی بتا دے۔ اور حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی بھی اسی طرح حرفاً حرفاً پوری ہوئی جب

طرح قرآن کریم کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور دونوں پیشگویوں کے ہدفوں پر یکساں بلاتفاوت موت سکوت اور صرف الوجوہ کی موت طاری ہوئی۔ بااین ہمہ کس قدر جرات اور خدا ناترسی ہے کہا جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اے امرتسری اور اُس کے ہم شرب نہار۔ ضمیر تمہیں اور تمہارے ساتھ ہی مہر شاہ کو ملزم نہیں کرتے اور تم سے اندر ہی اندر دست وگریباں ہو کر یہ سوال نہیں کرتے کہ کیوں پیر مہر علیشاہ صاحب نے دعوت کو قبول نہ کیا جس سے دو باتیں فوراً ثابت ہو جاتیں (۱) مستجاب الدعوات ہونا اور (۲) کلام اللہ کے معارف و حقائق کا یگانہ عارف اور اس لئے خدا تعالیٰ کا مقرب خاص ہونا۔ کیوں پہلے کٹ حجت اور بات کو ٹلا دینے والے مولویوں کی طرح پیر صاحب نے ایک صاف پاک بات کو بگاڑنے کے لئے ایک نئی راہ نکالی۔ مولوی محمد حسین صاحب اور ان کے امثال مباحثوں میں یا اُن روحانی کشتیوں میں حضرت مرزا صاحب کے مقابل ایسی ہیچاپیچی کرنے اور حیلہ و حوالہ میں کسی قدر معذور بھی تھے اس لئے کہ وہ آسمان کے فرزند نہ تھے۔ وہ تو زمین پر جھکے ہوئے اور آسمان سے کٹے ہوئے اور خالص زمین کے فرزند تھے مگر ولی اللہ پیر مہر شاہ صاحب نے کیوں ایسی باتوں کو ٹال دیا جسے خدا کی کتاب مجید نے عباد الرحمٰن اور عباد الشیطان میں فرق کا معیار ٹھہرایا ہے حق تو یہ تھا کہ اگر حضرت مرزا صاحب کے کلام میں ایچ پیچ اور رد و بدل شرطیں بھی ہوتیں مگر کسی قرینے سے سمجھ میں آسکتا کہ آپ کلام اللہ کی تفسیر نویسی کو معیار حق و باطل ٹھہراتے ہیں جب بھی پیر صاحب آگے بڑھ کر اسے پکڑتے اور پیچھا ہی نہ چھوڑتے جب تک صاف صاف منوا نہ لیتے اس لئے کہ خود اُن کے خدا تعالیٰ کا یہ ٹھہرایا ہوا معیار تھا جس کے مقرب بن کر ارشاد کی مسند پر وہ بیٹھے ہیں اور رات دن مخلوق کو زمین کے تاریک گڑھوں سے نکال کر آسمان پر اُس کی طرف پہنچا رہے ہیں۔ مگر یہاں تو صاف اور واضح دعوت تھی اور متمد کذاب بآسان گرفتار ہو سکتا تھا پھر کس بات نے پیر صاحب کو مجبور کیا کہ انہوں نے ایک غیر مناسب اور قطعاً بے محل بات پیدا کر کے اس میدان میں آنے سے اپنے تئیں بچا لیا۔ اب بتاؤ کیا پیشگوئی بڑی وضاحت کے ساتھ پوری نہیں ہو گئی اور بتاؤ کہ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کا استخفاف قرآن کی ویسی ہی پیشگوئیوں سے استہزا نہیں تو اور کیا ہے حضرت مرزا صاحب کی غیر حاضری لاہور میں پیر صاحب کے لئے ازبس مفید تھی اور درحقیقت اگر راستی اُن کی مساعی ہوتی تو مرزا صاحب کا حضور و عدم حضور لاہور میں دونوں ہی اُن کے لئے کارآمد تھے۔ پیر صاحب کو مباحثہ یا رد دلائل کے بعد تفسیر قرآن کریم لکھنی ہی تھی۔ لفظی مباحثہ ہی تو مرزا صاحب کے نہ آنے سے ضائع گیا۔ ضائع ہوا سہی۔ ایک رنگ میں اُس قسم کی کارروائی تو پیر صاحب کر چکے ہوئے ہیں جب کہ آپ نے شمس الہدایت حضرت مرزا صاحب کی تردید میں شائع کیا۔ قیام لاہور کے اثنا میں پیر صاحب کو کیسا وسیع اور بے روک موقعہ ملا تھا کہ آپ قرآن کریم کے کسی حصہ کی تفسیر کر کے اپنے رطب اللسانی اور عرفان آیاتی کا یقین ایک عالم کو دلا دیتے۔ تفسیر نویسی کو معیار ٹھہرانے پر استہزا کرنا اور امرتسری صاحب کا توجہ یا جلوہ زلف عنبرین اور چشم سرگیں کو کافی دلیل پیر صاحب کے مستجاب اللہ ہونے کی ٹھہرانا خدا کے کلام کے مقرر کئے ہوئے معیار کی بے عزتی کرنا ہے یہ کس قدر غلط بات ہے کہ اولیاء اللہ تقریریں نہیں کیا کرتے وہ صرف توجہ سے کام لیا کرتے ہیں۔ امرتسری صاحب کو معلوم نہیں کہ بسا اوقات حضرت امام الاولیا خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم دن دن بھر کھڑے ہو کر تقریر کرتے اور ہر پیش آمدہ واقعہ پر کھڑے ہو کر لوگوں کو مخاطب کرتے۔ حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان۔ حضرت علی۔ رضی اللہ عنہم اجمعین ان سب کا

یہی طریق تھا کہ ہر قسم کے مشکلات کے حل کرنے کے لئے بڑی بڑی تقریریں کیا کرتے تھے تقریر تو اہل اسلام اور اولیا اللہ کا خاصہ ہے جس میں اُن کا غیر شریک نہیں چنانچہ خدا کی کتاب فرماتی ہے۔ خلق الانسان علمہ البیان یعنی انسان کامل محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا کر کے حسن تقریر کا آپ کو معجزہ عطا فرمایا اور اس صفت میں آپ کو سب عالم پر ممتاز کیا۔ اور اس لئے کہ یہ معجزہ باہرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ابدی اور زندہ معجزہ ہو اور زمانہ کے صفحوں پر قایم اور درخشاں رہے خدا تعالیٰ نے آخری زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی بروز اور بعثت ثانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ظلی طور پر وہی معجزہ عنایت کیا۔ آپ نے زمانہ کے فصحا و بلغا کو نثر اور نظم اور بیان حقائق و معارف قرآن میں دعوت کی۔ اور یہ دعوت اپنی ہی قوم تک مقصور نہیں رکھی بلکہ اُن نصرانیوں کو بھی بلایا جو قرآن کریم پر نکتہ چینی کرتے ہیں اور آخر سب کو اُسی طرح ساکت اور ملزم کیا جس طرح ولن تفعلوا کی پہلی آواز نے سب کے مُنہ بند کر دئے تھے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا پیر صاحب پہلی دفعہ بیجا شرط لگا کر اور دوسری دفعہ لاہور میں اتنے دن گنگ محض رہ کر حق بجانب ہیں اور اُن کی حمایت و دفاع میں کوئی حجت جو دیانت و امانت پر مبنی ہو کسی صورت میں بھی پیدا ہو سکتی ہے؟ اسکا سچا اور صاف جواب یہی ہے کہ وہ اس ساری کارروائی میں سرتاپا ملزم ہیں۔ اِس حیلہ اور سکوت سے اُنہوں نے حق اللہ اور حق العباد دونوں کا خون کیا۔ اللہ تعالیٰ کا حق یہ تھا کہ وہ اپنے طریق سے خدا تعالیٰ کے کلام کے اُس پر شوکت اور پر از غیب پر مشتمل معیار لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ کی عزت اور تعظیم کرتے اور ایمانداری اور فراخ حوصلگی سے لوگوں کو موقعہ دیتے کہ وہ اس معیار کی ابدی صداقت کو دیکھ لیتے خواہ آخرکار نتیجہ متخاصمین سے کسی کے حق میں ہوتا۔ حق العباد پر انہوں نے یہ ظلم کیا کہ اُن کی امیدوں اور لمبی انتظاروں پر پانی پھیر دیا اب جس قدر لوگ اُن کی جنبہ داری کرتے ہیں کورانہ تقلید یا حضرت اقدس سے بغض رکھنے کے سبب سے کرتے ہیں۔ کوئی بین شہادت اُن کے ہاتھ میں نہیں جو مشعل کی طرح پیر صاحب کی روشنی صدق اُنہیں دکھا سکے۔ ایک عالم دشمن و دوست دیکھ چکا تجربہ کر چکا اور سُن چکا کہ حضرت اقدس مرزا صاحب اُن تمام امور میں چمکتے ہوئے الماس ثابت ہو چکے ہیں اور بارہا ہو چکے ہیں جو اُن کے اسی بلند اور مقدس دعوے کے شان کے شایاں ہیں۔ لاہور میں منشی میراں بخش صاحب کی کوٹھی میں آپ ایک دفعہ کئی گھنٹہ تک پُر معارف تقریر کر چکے ہیں اور حضار کو یقین دلا چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اُن کو قلم اور لسان دونوں یکساں ملے ہیں۔ جلسہ مذاہب میں آپ کی تحریر تمام مضامین پر بالا رہ کر اور حسب آپ کی پیشگوئی کے جو ایک عرصہ قبل از انعقاد جلسہ کی گئی تھی بالا رہ کر سب لوگوں کو منوا کر رہی کہ آپ کا کلام لاریب آسمانی قدرت اور الٰہی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے۔ آپ کی فصاحت و بلاغت سے لبالب کتابیں جو متواتر عربی زبان میں لکھی گئی ہیں عارفان، مذاق کو عرب عربا کا عہد سعادت مہد یاد دلا چکے ہیں۔ چنانچہ جن دنوں میں تبلیغ نکلی ہے جس کا ترجمہ مینے کیا تھا اُس کی نسبت حیدرآباد دکن سے ایک نکتہ دان فاضل عرب نے لکھا کہ تبلیغ کو پڑھ کر مجھے ایسا تواجد ہوا کہ میرے جی میں آیا کہ سر کے بل رقص کرتا ہوا قادیان تک آؤں۔ غرض حضرت مرزا صاحب کی تحریر و تقریر دونوں قلوب پر لازوال سکہ بٹھا چکی ہیں او سلخ سے تلخ دشمن بھی اعتراف

کر رہے ہیں کہ آپ واقعی سلطان القلم ہیں۔ اب میں پوچھتا ہوں کیا یہ ملاحظات تقاضا نہیں کرتے تھے کہ پیر صاحب پے درپے دھڑلے کی تقریریں کرتے اور لوگوں کو یقین دلا دیتے کہ وہ واقعی اپنے کام اور کلام سے زمانہ کی ضروریات کو پورا کر سکنے والے اور ایک مشہور مدعی سے افضل یا اقلاً ہم پلہ ہیں اور وہ یگانہ خصوصیتیں جو اُس مدعی کی مایہ ناز ہیں اور جنہیں ہاتھوں پر اُٹھا کر وہ ایک عالم پر سر مباہات بلند کر رہا ہے پیر صاحب کی اِس کارروائی سے مشترک اور آخر کار معمولی اور لغو ٹھہر جاتیں سکوت پیر صاحب کا اُس وقت قابل عذر تھا کہ نہ تقریر کے لئے کوئی اُسوہ قرن اوّل اور سلف صالحین میں ہوتا اور نہ طبائع میں پر زور فطری میلان اُس کی طرف ہوتا۔ بڑے بڑے خدا ترس درویشوں نے جنہوں نے دنیا میں اسلام کی تبلیغ کی خدا کی معارف کی تقریروں سے غیر قوموں کو شیدا و والہ بنایا اور اُس مقدس وادی میں اب تک اُن کے زندہ آثار موجود ہیں۔ امرتسری صاحب کس قدر بے انصافی اور حق پوشی کی راہ سے کہتے ہیں کہ پیر صاحب نے توجہ سے کام لیا اُن کو تقریر کی حاجت ہی کیا تھی۔ دراصل ہر ایک ذی فہم زیرک سمجھ سکتا ہے کہ دم اِس کچی دیوار کو بہا لے جانے والی پرزور رو کے مقابل اِس عذر خام سے پشتہ لگاتے ہیں مگر یاد رکھیں کہ سب طبائع اُنہی کے خمیرے سے مخمّر نہیں کی گئیں بہت جلد زمانہ کے پُر طلاطم موجوں کے تھپیڑوں سے یہ پشتہ ٹوٹ جائے گا اور دیوار اور صاحب دیوار نسیان کے خون آشام موجوں کا طعمہ بن جائیں گے۔

اب میں امرتسری صاحب کی خدمت میں ایک واقعہ عرض کرتا ہوں۔ اگر وہ واقعی حق طلب ہیں اور تعصب کا جن اُنکے سر پر سوار نہیں تو ایمان داری سے اِس کا جواب دینگے اور کوئی مضائقہ نہیں کریں گے خواہ مخواہ نہیں ضد و تعصب سے مانی ہوئی طرف چھوڑنی ہی پڑے۔ سنیئے لاہور میں عام لوگوں نے بلکہ خود پیر صاحب کے مخلص مریدوں نے بار بار اصرار اور الحاح سے اُن کی خدمت میں گذارش کی کہ آپ تقریر کریں اور اِس عجیب خداداد موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ مگر پیر صاحب نے نہ مانا۔ منشی نظام الدین صاحب فنانشل سکرٹری انجمن حمایت اسلام۔ منشی الہٰ بخش صاحب۔ غلام محمد صاحب مرید خاص پیر صاحب۔ حکیم محمد یسین صاحب وغیرہ ان سب لوگوں نے جو معزز عہدوں پر ممتاز اور صاحب فہم ہیں منشی نظام دین صاحب کی معرفت تحریری عرضی پیر صاحب کی خدمت میں بھیجی۔ ملک محمد دین کتب فروش نے پیر صاحب کی طرف سے جواب لکھا کہ ان سب لوگوں کو لے کر حاضر ہو جاؤ پیر صاحب سب کی تسلی کر دیں گے۔ سائلین اِس نامردانہ اور قطعاً بے محل جواب سے مایوس ہو گئے مگر منشی نظام الدین صاحب پیر صاحب کے پاس گئے۔ اور بڑے شدومد سے ظاہر کیا کہ آپ کو پبلک جلسہ کر کے ضرور تقریر کرنی چاہیئے اور مصلحت اور اُمید یں اس امر کی مقتضی ہیں کہ آپ ضرور کچھ فرمائیں اور اس جلسہ کے اخراجات کے متکفل ہم ہونگے مگر باوجود اس کے پیر صاحب نے ایک ہی لازبان سمینت نشان پر جاری رکھا اور فرمایا میری آواز دھیمی ہے میں ممبر پر کھڑا ہو کر تقریر کرنے کے قابل نہیں۔ اسپر بھی لوگ اصرار کرتے رہے اور آپ کے حاضرین مرید اصرار کرنے والوں سے دل و زبان سے متفق تھے۔ پھر بادشاہی مسجد میں پیر صاحب کے آگے لوگوں نے ہاتھ جوڑے مگر آپ نے نقاب سے مُنہ باہر کرنا گوارا نہ کیا اِس لئے کہ دلی شعور اُن کو یقین دلاتا تھا کہ سخن گفتن و دشمن بدانست و دوست۔ کہ در سر نادان ترا از دو ہم اوست۔ اب میں امرتسری صاحب سے اگر کچھ بھی دیانت اُن میں ہے پوچھتا ہوں کہ کیا لوگوں نے توجہ پر اکتفا کیا اور اُن کی روحوں میں وہ سچا میلان تقریر سننے کا پیدا نہ ہوا جو بمقتضائے قانون قدرت انسان کے اندر ودیعت کیا گیا ہے نہ

یہ بات کہ ایسی نامرادی اور خذلان اور صاف ذرا دیکھ کر اور الٰہی نسبتوں سے قطعاً مہجور پاکر بھی کیوں لوگ پیر صاحب کے پیچھے چلتے رہے اور بعض لوگ اب تک اُن کا ساتھ دے رہے ہیں۔ یہ بات خدا تعالیٰ کے سنن اور ابتلاؤں اور امتحانوں کے اسرار سے ہے اس لئے کہ ایک عرصہ تک ناراستی کا حامی اور راستی کا مؤید دونو آزمائے جائیں اور آخر راستی سے طبعاً بعض سمجھنے والے بہ کسی دلیل و بینہ سے بلکہ اپنی ہی فطرۃ کے سبب سے ممیز ہوجاویں۔ یاد رکھو تھوڑے عرصہ تک بغض و تعصب کی کالی گھٹا محیط رہ کر لوگوں کو قمر اسلام کے دیکھنے سے روک رکھیگی مگر آخر مقدر ہے کہ یہ مکدر جو صاف ہو جاوے گی اور راستی اپنی سچی آب و تاب کے ساتھ نظر آجاویگی۔ امرتسری صاحب خوب غور کریں اور ایک جہان بفضل خدا عنقریب سمجھے گا کہ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کہ وہ میرے مقابل کچھ بھی نہ لکھ سکے گا۔ بڑی صفائی سے پوری ہوگئی۔ اور لاہور میں رہ کر اُنکا آخرس ابکم ہو جانا اُس ذوالجلال خدا کے اُن کے منہ پر مہر لگانے کی وجہ سے تھا جس نے اپنے برگزیدہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی سے اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے یہ پیشگوئی کروائی تھی کہ پیر مہر شاہ اُن کے مقابل کچھ بھی نہ لکھ سکے گا۔ خدا تعالیٰ نے ہمیشہ اپنی مستمرہ سنت میں اسی طرح دکھائی ہے کہ اپنے مامورین کی تحدیوں کے مقابل معاندین کے منہ پھیر دئے ہیں اور باوجود طرح طرح کی تحریکات کے اُن کے مفاصل کے پیچوں کو کس لیا کہ برگزیدوں کے سامنے آنے کی اُن میں حرکت ہی نہ رکھی اس لئے کہ روبرو ہو کر بھی ضروری تھا کہ وہ بے دادگر دشمن ذلیل اور رسوا ہوتے مگر دارالامتحان اور دار ایمان بالغیب علانیہ دارالشہود بنجاتا اور یوں پاک طبع دانشمند شناخت کرنے والوں اور بہائم فطرۃ عوام میں بلحاظ تسلیم و اعتراف مامور حق کی کوئی مابہ الامتیاز نہ رہ جاتا قرآن کریم سے اور گذشتہ انبیائی سنن سے ایسا ہی پایا جاتا ہے اب بتاؤ کیا اس منہاج پر ضروری تھا کہ حضرت اقدس امام الزمان مرزا صاحب کی پیشگوئی اسی طرح پوری ہوتی سو وہ خدا کے فضل سے پوری ہوئی اور ہر طرح پوری ہوئی۔

میں اس مقام تک پہنچا تھا جو چودھویں صدی کا پرچہ ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء مجھے ملا۔ اُس پر مضمون "مرزا قادیانی اور حضرت پیر مہر علیشاہ صاحب" پڑھ کر مجھے وہی تعجب اور وہی رنج ہوا جو اُن ستمگر معتدی مخالفوں کے تحریروں سے ہوا کرتا ہے جو اسلام اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات اور ذاتیات پر حملہ کرنے کی غرض سے شائع ہوتی رہتی ہیں مجھے دلی تاسف اور جانگزا اندوہ سے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ میں گجرات کے مدرس کی فطرت میں اور اپیھینی کلکتہ کے اڈیٹر کی فطرت میں کچھ بھی تفریق نہ کرسکا۔ مجھے جب سے خدا تعالیٰ کی کتاب مجید کو سمجھنے اور جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کی ضرورت اور آپ کی کارگذاریوں کے فہم کا ملکہ بخشا گیا ہے سخت افسوس اور دلی رنج ہے کہ میں نے علے الاتصال ظالم اور معتدی پایا ہے اُن معترضوں کو جو قرآن کریم کی تعلیم اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی لائف پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ میں اُن نکتہ چینیوں میں ہمیشہ دو وصاف ظلم پاتا ہوں (۱) عمداً خلاف حق کرنا اور (۲) جہالت سے کارروائی کرنا۔ پہلی شق کی توضیح یہ ہے کہ انہوں نے ہمارے نبی کریم صلعم کی لائف کے اُس حصہ پر اور فرقان حمید کی اُس تعلیم پر اعتراض کئے ہیں اور شدومد سے کئے ہیں جو اُن کی مسلمہ مقبولہ کتابوں میں موجود اور اُن صحیفوں کے لانے والوں کی پاک زندگیوں کا طریق عمل رہی۔ اور وہ طرز زندگی اُن کی زرین زندگی اور قابل فخر زندگی تھی جس پر قدم مار کر آسمانی نصرتیں اور خدا تعالےٰ کی تائیدیں اُن کی شامل حال ہوئیں اور اُنکے دعووں کے نہ ماننے والے اور اُن سے مقابلہ کرنے والے کاٹ ڈالے گئے اور وہ تعلیم اور وہ طریق عمل ہے جس کی تائید میں قانون

قدرت میں صاف صاف شہادتیں پائی جاتی ہیں - دوسرا ظلم یہ ہے کہ وہ اُن حقیقی راہوں سے واقفیت پیدا کرنا چاہتے ہی نہیں یا سادگی سے ناواقف ہیں جو قرآن کریم کے حقائق معارف اور مہبط قرآن کی ذات کی شناخت کے لئے ازبس ضروری ہیں - یہی حال اِس گجراتی مدرس معترض کا ہے جو انقلاب قسمت یا شقاوۃ ازل کے دباؤ سے گجرات کو تارِ حبّ کی شکل میں مقلوب کرکے اپنے بہروپ کا پردہ فاش کرنا نہیں چاہتا - میں بہت خوش ہوتا اگر اس کے اعتراضوں سے کچھ بھی بو انصاف اور خدا ترسی کی آتی - میں ایک شخص ہوں جو خدا کے لئے اور خدا میں ہوکر اقرار کرتا ہوں کہ میں محض راستی کی محبت اور ابتغاء وجہ اللہ کی غرض سے حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں بیٹھا ہوا ہوں اور میری روح مجھے یقین دلاتی ہے کہ میں اس دعویٰ میں علیٰ وجہ البصیرت صادق ہوں کہ اگر مجھے بیت اللہ میں ایک عظیم الشان مجمع کے روبرو کھڑا کرکے ربّ عرش عظیم کی پر ہیبت قسم دلائی جائے تو بھی میں بلند آواز سے کہوں گا کہ میں نے دس برس کے رات دن کے تجربہ اور مشاہدہ اور گہری اندرونی اور بیرونی واقفیت سے حضرت مرزا صاحب کو ویسا ہی اور اُسی طرح صادق منجانب اللہ پایا ہے جس طرح اور جس تجربہ سے اور رات دن کی گفتار و کردار کے مشاہدہ سے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو صادق اور رسول اللہ پایا اور سمجھا اور پھر اس استقامت میں ذرا بھی تزلزل نہ آیا - شروع دعوی میں کوئی نشان نہ تھا - کوئی حیرت میں ڈالنے والی تعلیم نہ تھی - اور عقل و فطرۃ کو سجدہ میں گرا دینے والی قرآن عظیم کی کوئی پُرفصاحت سورۃ نازل ہو چکی اور پڑھی جا چکی نہ تھی جب راہ ہی میں سُنکر امام الصادقین والصدیقین رسل اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی تصدیق کر لی تھا - اس راز کی کلید بجز اس کے اور کیا ہے کہ ابوبکر صدیق نے رات دن کی صحبت کے سبب سے حضرت نبی کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) کی ایک ادا صدق و حق کی سمجھ میں آ گئی تھی - اسی طرح میں کہوں گا کہ میں نے خلا میں ملا میں گفتار میں کردار میں تحریر میں تقریر میں غرض ہر حال میں دس برس کے دراز اور گہرے تجربہ سے حضرت مرزا صاحب کو صادق اور مستحق اُن دعووں کا پایا جو وہ کرتے ہیں اور محض اللہ تعالےٰ کی رضاجوئی کے لئے اُن کی خدمت میں بیٹھا ہوں - پھر میں کہتا ہوں کہ میں ہر بات کو خدا کے لئے سنتا ہوں اور کوئی تعصب مجھے مجبور نہیں کرتا کہ میں باہر کے آوازوں کی طرف بہرے کان کر دوں - مگر افسوس ہزار افسوس کہ مستعجل معترض میں عادۃً دو صریح ظلم پا کر یقین اور بصیرت سے کل یوم ہو فی شان نمایاں ترقی کرتا ہوں کہ لاریب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی وہی مسیح اور مہدی ہیں جو خدا تعالیٰ کے کل راستباز وں کی زبان پر اور آخری زمانہ میں خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر موعود ہوئے ہیں -

افسوس ظلم اور اعتساف جیسا اس معترض کو اُس کے گزشتہ بزرگوں سے جو اس نادر فن میں زندہ نشان چھوڑ گئے ہیں بہت بڑھ کر میں نے پایا ہے - خدا ترسی اور تقویٰ اس امر کو چاہتا تھا کہ اعتراض کرنے سے پہلے معترض صاحب دھیان کرتے کہ اُنکے بزرگ مجبور ہوئے تیر کہیں بغیران کے نازک دلوں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سینے کو تو نہ چھید ڈالیں گے - اور حق تھا کہ کچھ عرصہ تو ایسے شخص کی صحبت میں رہ کر حسن ظن اور صبر سے اُس کے حالات کو دیکھتے اور اُس کے مختلف متعلقات سے اندازہ لگاتے اتنا بڑا دعویٰ یعنی زمانہ کا منجی و مصلح ہونا - انعالی کل رسل و مامور ہونا - حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے دونوں بروزوں محمد و احمد کا جامع اور محل ہونا - آدم کہلانا - نوح کہلانا - ابراہیم کہلانا - موسیٰ کہلانا - یوسف کہلانا - عیسےٰ کہلانا -

اور اللہ تعالےٰ سے ... نکتہ چینیوں کے اعتراض میں غور کرتا ہوں - [illegible]

اور بالآخر محمد و احمد کہلاتا۔ غرض اتنا بڑا دعوی کیا ایک اہل دل خداترس کے کانوں میں پڑکر کم سے کم اُسے توقف کر جانے اور ماننا نہ سہی مگر غور کرنے پر بھی آمادہ نہیں کرتا؟

پھر دس سال سے پوری استقامت کے ساتھ جس میں زمانہ کے اقسام اقسام کے انقلابات اور طرح طرح کے ترہیب و ترغیب سے ذرا بھی جنبش نہیں آئی۔ رسول کریم صلعم کی طرح آفتاب و ماہتاب کا اس کے داہنے بائیں ہاتھ میں رکھا جانا اس پر زور آواز کو ایک لحظہ کے لئے بھی پست نہیں کر سکا۔ بیشمار کتابیں عربی میں فارسی میں اردو میں انگریزی میں اور ہزار ہا اشتہار ان دعووں اور دلائل پر لکھے گئے۔ دنیا کے سلاطین کو قیصرہ ہند کو۔ نواب و رؤسا کو۔ ہر مذہب ملت کو ہر طبقہ کے لوگوں کو۔ بڑی قوت سے یہ دعوت پہنچائی گئی۔ پھر تیس ہزار آدمیوں سے زیادہ کا اس دعوت کو قبول کرنا اور جان سے مال سے عزت سے آبرو سے اسکی وہی عزت اور حمایت و توحید کرنا جو صحابہ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت ظاہر کی اور بعض خداشناس اور زندہ دل رئیسوں کا سو سو روپیہ ماہوار بالتعین دینا اور بعض کا یک مشت ہزاروں تک نثار کر دینا اور سیکڑوں کا دائما سربستہ رقمیں معین طور پر ارسال کرتے رہنا۔ اور پھر فضلا اور علما اور زہاد اور اتقیا کا اس سلسلہ میں داخل ہونا بڑے بڑے اکابر اور مشائخ کا تسلیم کرنا الغرض سارے نشان جو پہلے راست بازوں کی مانند نشان ہیں اور اتنا بڑا دعوے کیا حق نہیں رکھتا اور ایک طالب حق کے دل میں اتنا بھی میلان پیدا نہیں کر سکتا کہ وہ ایک عرصہ ایسے شخص کی صحبت میں رہنا اختیار کرے۔ خود دیکھے۔ خود پرکھے۔ خود چکھے اور شنید پر انحصار نہ رکھے۔

معترض نے (جس ظلم سے اپنا نام مبصر رکھا ہے) تمہید میں ایمان اور ضمیر کے خلاف یہ ظاہر کیا ہے "کہ ہم دونوں بزرگوں میں سے نہ کسی کے مرید ہیں نہ کسی کے طرفدار کہ ہم اس بارہ میں کچھ لکھنے کی کوشش کرتے اب دوستوں کے مجبور کرنے پر چند کلمات جو ہمارے نزدیک راست ہیں بطور رائے پبلک کے سامنے پیش کرتے ہیں (یہ اوپر کے خط میرے کھینچے ہوئے ہیں اس لئے کہ خداترس دانشمند غور کریں کہ ذو وجہین معترض نے ان باتوں کا اپنے مضمون میں کہاں تک پاس کیا ہے) مگر ان دو چار سطروں کے بعد فوراً قلبی عناد اور بغض اور حسد کی وہ زہر اگلی ہے جو صاف صاف بتاتی ہے کہ ایک دیرینہ حاسد کی تحریر ہے جو مدتوں سے کڑھتا اور دکھتا اور سر دھنتا اور اس پاک سلسلے کی ترقی اور عظمت کو دیکھ دیکھ کر مراہ کے مہلک روگ میں گرفتار ہے اور بارہا اس سے پہلے اس پرچہ میں اپنی اندرونی زہروں کو اگل چکا ہے اور اب بھی مقتضائے طبیعت کی وجہ سے مہر علیشاہ کے واقعہ کو ایک تقریب بنا کر دل کی بھڑاس نکالنے کا موقعہ پایا ہے ناظرین کرام صاحب سنئے اور متوجہ ہو کر سنئے۔ صفائی بیان اور توضیح مطلب کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قولہ اقول میں اس مضمون کو تقسیم کیا جائے۔

قولہ مرزا صاحب کی مالی حالت جو ابتدا میں سُنی جاتی تھی اور جس افلاس میں وہ جکڑے ہوئے تھے وہ اکثر احباب و اہل اسلام سے پوشیدہ نہیں ؛

اقول مرزا صاحب ابتدا میں اسی طرح مال و زر کے لحاظ سے ناتوان اور مسکین تھے جس طرح عبداللہ کا بیٹا اور آمنہ کا جایا تھا صلے اللہ علیہ وسلم جس کی نسبت کتاب اللہ نے بڑے فخر سے شہادت دی ہے۔ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَى اب

بتایئے اِس سے مرزا صاحب کی کونسی کسرِ شان یا اُنکے آئندہ دعووں کی ہتک لازم آتی۔ کیا ضروری نہیں کہ خدا تعالیٰ کا ہر ایک برگزیدہ ابتدا میں پورے معنوں میں ناتوان ہو اور اُس ناتوانی کی حالت میں آئندہ آنے والی عظیم الشان حالت کی نسبت پیشگوئیاں اُس کے منہ سے نکلیں اور رفتہ رفتہ پوری ہو کر خدا تعالیٰ کی ہستی کی علامت اور اُس کے منجانب اللہ ہونے کا نشان ٹھہر جائیں۔ اسی سنت کے موافق خدا کے برگزیدہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک زمانہ میں اپنے پہلے نمونوں کے طرز پر مالی حالت میں سخت کمزور اور کس مپرس تھے اِسی عرصے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو الہام ہوا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ یہ الہام آج سے تیس سال کی مدت کا ہے یہ پاک اور علوم غیب بلکہ حضرت مرزا صاحب کی آئندہ کی ساری زندگی پر مشتمل الہام اُس دن سے آپ کی انگشتری میں کندہ ہے۔ اس الہام کو اُنہی دنوں سے قادیاں کے متعصب آریہ ملاوامل اور شرمپت اور اور بہت سے جانتے ہیں۔ اگر کوئی اور دلیل حضرت مرزا صاحب کے صدق پر نہ بھی ہوتی جب بھی یہ پرزور الہام کافی گواہی تھی۔ اِس پیشگوئی نے اپنا کام کس حیرت انگیز طریق سے کیا اور اِس لمبی رفتار میں کیا کیا کرشمے دکھلائے۔ مہجور و متروک مرزا غلام احمد قوموں کے مرجع و مآب اور ملجا و ماوا بن گئے۔ ہزاروں لاکھوں نے اُنہیں شناخت کیا۔ اور بے شمار راست بازوں نے آپ کو قبول کیا۔ تاجروں۔ ملازموں۔ حرفے والوں اور زمانہ کے تعلیم یافتوں کے عدد کثیر نے اپنے اندوختے آپ کے پاؤں میں لاکر اُسی طرح رکھ دئیے جس طرح جیش العسرت کے وقت حضرت ذی النورین نے اپنا سب کچھ اپنے آقا کی خدمت میں حاضر کر دیا تھا۔ براہین احمدیہ میں جسے بیس سال کا یہ الہام موجود ہے۔ کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ۔ اور فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ۔ یعنی وقت آتا ہے کہ تیری مدد کی جاوے گی اور تو لوگوں میں معروف ہوگا یعنے قومیں تجھے شناخت کرینگی۔ یہ الہامات اور اِس قسم کے بہت سے الہامات جو براہین احمدیہ میں ہیں ایک دراز عرصہ کے بعد خدا تعالیٰ کی قوتوں اور قوت نمائیوں سے اِس زمانہ میں آکر پورے ہوتے اُسی طرح جس طرح مکی آیات کی پیشگوئیاں ایک دراز عرصہ کے بعد پوری ہوئیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ قرآن کریم کی مکی اور مدنی آیات یا رسول کریم کی مکی اور مدنی زندگی کی تقسیم کی اسرار کو جاننے والے کیوں براہین احمدیہ کی لگاتار الہاموں میں اُسی طرح غور و تدبر کریں۔ جس طرح مکی آیتیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آئندہ کی بلکہ قیامت تک کی زندگی کی پیشگوئیاں ہیں۔ اور مدینے میں جاکر ایک مدت کے بعد اُن کے ظہور کا سلسلہ شروع ہوا اسی طرح براہین احمدیہ کے الہامات ہیں جو پوری مطابقت اور بہت شان سے آج خدا تعالیٰ کے فضل سے پورے ہو رہے ہیں۔ میں خداترس تقویٰ شعار لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ براہین احمدیہ کو خود غور سے پڑھیں اور اُسے تدبر اور روشنی میں پڑھیں جس طرح فرقانِ حمید کی مکی سورتوں کو پڑھتے ہیں اور دیکھتے جائیں کہ کس طرح وہ ساری باتیں کچھ تو پوری ہو چکی ہیں اور بعض کے پورا ہونے کی ہوائیں چل رہی ہیں۔ اگرچہ چند جلد باز ناعاقبت اندیش اباء اور استکبار کی پرانی راہ پر چل کر قبول حق سے اعراض کر چکے ہیں تو اب وہ اِس منہاج پر چلنے کے لئے خدا سے توفیق مانگیں اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ میں غور کرو اگر اس الہام نے ملہم کو وہی تسلی نہیں دی جو اِنَّنِیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی نے جناب موسیٰ اور ہارون کو دی تھی اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ نے پرفتن دور کے آغاز ہی میں جناب رسول کریم کو دی تھی تو پھر کس جرأت اور شعور نے حضرت مرزا صاحب کو ترغیب دی کہ آپ نے معاً اس بشارت کو نگینے میں کندہ

کرالیا اور ان ذریب دنوں کے انتظار میں رہے یہاں تک کہ خدا کا وعدہ حرفاً حرفاً پورا ہو گیا اس میں اللہ تعالیٰ نے کاف کے لفظ سے جس طرح حضرت مرزا صاحب کو یہ تسلی دی کہ میں تیری مہمات کا جو وقتاً فوقتاً تجھے پیش آئینگی متکفل ہونگا اس کے ضمن میں یہ بھی بتایا کہ تیری جان اور آبرو اور مال بہت سے خطرناک حملے ہونگے۔ اور میں تجھے اپنی الوہیت کے اقتدار سے بچاؤں گا۔ اسی طرح جس طرح واللہ یعصمک من الناس نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کی دھمکی کی خبر دے کر جو لوگوں کی طرف سے مقدر تھیں معاً حفظ و عصمت کی بشارت دی آہ اس پاک بشارت کے بعد کیا ضروری نہ تھا کہ حضرت مرزا صاحب غنی ہو جاتے اور اس زمانہ کی غنیمت اور تحفے آپ کے پاؤں میں جمع ہو نہیں رہ سکتی چاہتی تھی کہ آپ پہلے بے زر اور نادار ہوتے اور پھر ایک مدت کے بعد خدا تعالےٰ کے تکفل سے غنی ہو جاتے سو ایسا ہی ہوا۔ افسوس اب ایک مسلمانوں کی ذریت کہلانے والا اعتراض کرتا ہے کہ کیوں حضرت مرزا صاحب پہلے مالی حالت میں کم زور تھے۔ لیکن وہ یہ بتائے کہ کیا وہ ایمان لے آتا یا اقلاً اعتراض نہ کرتا اگر حضرت مرزا صاحب متموّل باثروت ہوتے۔ مگر قریب تھا کہ اس وقت وہ چلا کر بول اٹھتا کہ مرزا صاحب اپنی دولت اور جاہ و تمول اور دنیوی شوکت کی پشت و پناہ سے زمانہ میں کامیابی حاصل کر رہے ہیں۔ جیسے وہ اسوقت تنگ ظرفی یا سنن انبیا کی ناواقفیت سے خدام کی امداد سے مالدار ہو جانے کو آپ کے مورد طعن ٹھیرا رہا ہے اس وقت آپ کا ذاتی تمول اس کے اعتراض کا ہدف بنتا۔ افسوس یہ ساری باتیں اس سے پیدا ہوئیں ہیں کہ قوم نے کتاب مجید کو پڑھنا چھوڑ دیا ہے اور منہاج نبوت سے سخت روگردانی کی ہے۔ کچھ تو یہود کی طرح آپس کے حسد اور بغض اور لفظی الجھیڑوں میں رات دن گرفتار ہیں۔ چنانچہ کل ہی حضرت مولوی نورالدین صاحب کی خدمت میں مولوی تلطف حسین دہلوی شاگرد خاص اور منظور نظر شیخ الکل نے الکل علی الکل نذیر حسین دہلوی کی طرف سے ایک خط آیا کہ دہلی میں فتنہ کی ایک آگ لگ رہی ہے اور نزاع دور تک پہنچگئی ہے اور نزاع یہ ہے کہ آیا مردہ عورت کے سر پر جو چھپٹیوں کا قبہ بنایا جاتا ہے اور اس صورت میں قبرستان کی طرف لے جائی جاتی ہے یہ جائز ہے یا ناجائز۔ اور ہمارے مولوی صاحب سے اس مسئلہ میں استمداد کی ہے اسی طرح بعض شہروں میں آمین بالجہر اور ضاد اور قراءۃ خلف الامام کے جھگڑوں میں مبتلا اور عدالتوں تک مقدمات لیجا رہے ہیں۔ اور کچھ صدوقیوں کی طرح ایک غلط کار مضل مقلد یورپ مصنوعی ریفارمر کی پیروی کے سبب سے خدا تعالیٰ کی شرائع۔ وحی۔ الہام۔ مکاشفہ۔ رویا۔ دعا۔ اور ان تمام امور حقہ سے منکر ہو گئے ہیں جو اسلام کا یگانہ خاصہ اور مایہ ناز ہیں ایسی حالت میں کس طرح توقع نہ ہوتی کہ اس طریق کا انکار نہ کیا جاوے گا جو اس آخری زمانہ میں اسی منہاج نبوت پر قایم ہوا ہے فانا للہ وانا الیہ راجعون

قولہ۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے قریب میں آکر جو غضب ڈھایا چار متواتر آرٹیکل اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں لکھے جو نہایت طول طویل تھے اور جن میں انہوں نے ناخنوں تک زور لگایا کہ یہ شخص اولیاء اللہ ہے۔ غوث ہے۔ قطب ہے۔ وغیرہ وغیرہ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب جو فرش زمین پر جوتیاں رگڑتے تھے عرش بریں کی سیر کرنے لگے۔

اقول اے دانشمند دیکھ تیری منطق تجھے کہاں لے جاتی اور تیرا اژدہا تجھے کس کنوئیں میں جھکا رہا ہے مولوی محمد حسین کیا

اور براہین احمدیہ پر ایسی کا ریویو کیا اُس ریویو کو چند شخصوں کے سوا کسی نے آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ براہین احمدیہ اپنی جلالی خوبیوں اور
ذاتی کمالات کے سبب سے زمانہ میں پھیلی اور اُس پُرانے زمانہ سے اب تک ہندوستان کے دور دست کناروں سے اس کی طلب میں خطوط
آتے ہیں۔ مولوی بٹالوی کی خوش قسمتی تھی کہ اُسے اس مبارک کتاب کا ایسا ریویو لکھنے کا شرف حاصل ہوا تھا اور اُس کی بڑی خوش قسمتی ۱۹
ہوتی جو اپنے ہی مُنہ کی باتوں پر استقامت اختیار کرتا اور دُنیا کی غرضیں اور بُغض اُسے ٹیڑھی راہ پر نہ لیجاتیں۔ اگر مولوی محمد حسین نے پہلے
قریب میں اگر ریویو لکھا اور اس ریویو کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب کی شہرت ہوئی تو گویا ہوش میں آکر اسی مولوی محمد حسین نے حضرت
مرزا صاحب کی تکفیر اور تفسیق اور تذلیل میں کوئی کمی نہ کی۔ اُس نے تکفیر کا فتوے شیخ الکل کے نام سے تیار کیا اور شیخ الکل کی بزرگی اور
مانی ہوئی شہرت نے اُسے یقین دلایا کہ اب مانے کے صفحوں سے اس پاک سلسلہ کا نام و نشان مٹا دیگا۔ اس تکبر اور تصور کے جوش میں اُس نے تکفیر
کے فتوے میں یہ فقرہ لکھا کہ "میں نے ہی اس شخص کو اونچا کیا تھا اور میں ہی اب اسے گراؤنگا"۔ اس نامہ اعمال کو بیداد گر ہاتھوں میں لیکر وہ
شہر بشہر پھرا۔ قوم کے مشہور علماء نے اس پر اپنی طرف سے قوم کو بیزار کرنے والے الفاظ بھی لکھے اور مُہریں بھی کیں۔ حضرت مرزا صاحب کے
اصول اور تعلیمات کو ایسے بُرے بُرے اور محرف پیرایوں میں قوم کے آگے پیش کیا کہ یہود کے کان بھی کترڈالے۔ اس فتوے تکفیر کی شہرت
اس قدر ہوئی کہ ہندوستان اور پنجاب کا کوئی قطعہ الیسا نہ رہا جس میں یہ بھیانک آوازہ نہ پہنچی ہو۔ اگر وہ گمنام اور بیہودہ ریویو حضرت مرزا صاحب
کی عظمت اور شہرت کا باعث ہوا تو ضروری تھا کہ اُسی مستقل آدمی کا فتوے تکفیر مرزا صاحب کے دعوٰں کا استیصال کر دیتا۔ جس قدر
زور و شور سے حضرت مرزا صاحب کی تکفیر ہوئی ہے۔ اور جس قدر قوت کے ساتھ آپ کے تباہ کرنے کے منصوبے باندھے گئے ہیں مقدس تاریخ
میں اُسکی کوئی نظیر پائی نہیں جاتی۔ یہی مولوی بٹالوی چلا چلا کر گورنمنٹ کو ہدایت کرتا رہا کہ یہ شخص (حضرت مرزا صاحب) گورنمنٹ کے
حق میں بڑا خطرناک ہے۔ اور اُسکے دعوے پولیٹیکلی سخت اندیشہ ناک ہیں۔ اور یہ سلطنت کا دعوے کرتا ہے اور مرزا صاحب کی نسبت ۲۰
بدشگالیوں اور جالبازیوں میں سیکڑوں کو تو نکمہ دن کر دیا مگر خدا تعالےٰ کے لگائے ہوئے پیڑ کی ایک شاخ بھی نہ توڑ سکا۔ اور یہ سب کچھ
اس لئے ہوا کہ خدا تعالےٰ کے مُنہ کی باتیں پوری ہوں جو براہین احمدیہ میں اُن فتنوں سے سالہا سال پہلے لکھی گئی تھیں تبت یدا
ابی لھب وتب ما کان لہ ان یدخل فیھا الا خائفا یعنی پُرغضب اور مشتعل آدمی کے ہاتھ کٹ جائیں اور وہ ناکام ہو جائے
اُسکے ہاتھوں نے کیسی بڑی کارروائی کی کہ خدا کے مرسل اور جری پر تکفیر کا فتوے لگایا۔ اُسے مناسب یہ تھا کہ ڈرتا ڈرتا اس کام میں ہاتھ ڈالتا۔
اصل بات یہ ہے کہ بدقسمت نیچری یا مٹیریلسٹ خدا تعالےٰ کو مدبر بالارادہ اور قرآن میں فرمات کائنات پر مقتدر متصرف اور اپنی مشیتوں
اور ارادوں کے موافق ہر آن میں قانون قدرت کی کل چلانے والا نہیں مانتے۔ ہندوستان کے جاہل بھیالوجسٹوں کی طرح خدا تعالےٰ کو اتفاق
سے ایک دفعہ پاکر اور اُسے جوڑ جاڑ کر عالم کو بنانے والا اور پھر ہاتھ دھر کر معطل بیٹھ رہنے والا اور قانون قدرت کے تغیر سے کچھ بھی سروکار
نہ رکھنے والا یا رکھ نہ سکنے والا یقین کرتے ہیں۔ یہ خبیث مرض ایک عالم میں سرایت کر گیا ہے اور زمانہ دراز سے اسکے آثار نوعو نکے
عقاید میں ملتے ہیں۔ یہ موذی مرض اُن لوگوں میں پھیلا جنہوں نے اپنا نام شیعہ علی رکھا۔ وہ اسی جہل بصفات اللہ کے سبب سے
اُس وقت بھی چلاتے تھے اور اب تک چلا رہے ہیں کہ خلیفہ بلافصل علیؓ تھے۔ خدا تعالےٰ عرش پر پہلے ارادہ کر چکا تھا
لوح محفوظ پر لکھ چکا تھا اور فرشتے پڑھ چکے تھے۔ اور جبرئیل بارہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وصیت کر چکا تھا اور
سر بمہر صحیفہ بھی آپ کو سپرد کر چکا تھا اور آپ بھی مُنہ پھاڑ پھاڑ کر امت کو وصیت کر چکے تھے۔ اور مختلف موقعوں پر

کھول کھول کر یہ تبلیغ کردی تھی کہ حضرت علی بعد آپ کے خلیفہ بلا فصل ہونگے مگر یہ سارا تار و پود ٹوٹ گیا اور اتفاق سے حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ بلا فصل ہو گئے۔ اسلئے کہ مہاجرین کی کثرت اور انصار کی عظیم جماعت اُن کی طرف ہو گئی۔ اور حضرت علی ایک کس مپرس کیطرح متروک ہو گئے اِس بدعقیدہ سے کس قدر خرابیاں نکلتی ہیں گویا خدا تعالےٰ کچھ بھی نہیں اور اُس کی مرضی کوئی شے نہیں اور نیچر اور نیچر کے فرزند اپنی قوت اور میلان سے جو چاہتے ہیں کر گذرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کو یہ قدرت نہیں کہ متعدد حکم اور مصالح کی بنا پر ہر زمانہ میں اور ہر آن میں اُن حکمتوں اور مصلحتوں کے موافق نئے نئے تغیرات پیدا کرتا اور قانون قدرت کو کٹھ پتلی کیطرح اپنی قاہر انگلیوں پر نچاتا رہے ایک مرسل برگزیدہ کیخاطر اچھی ہوا کو بری اور بری کو صالح بنا دے۔ ایک مامور کی حجت پوری کرنیکے بعد پیشگوئیوں اور وعیدوں کے موافق اُس کے دشمنوں کے استیصال کے لئے پہاڑوں کو اُن پر گرا دے خونخوار سمندروں کو ان کی قبریں بنا دے اُن کے نام و نشان تیز آندھیوں سے مٹا دے۔ انہیں آتشیں تلواروں اور بارود کی آگ میں بھسم کر دے اور اُن برگزیدوں کی جماعتوں کو وعدہ کے موافق اِس عالم میں جنّٰتٍ تجری من تحتہا الانہار کے وارث بنائے بعد اِس کے کہ وہ گمنام ننگے بھوکے اور ریگستان کی آتشیں لوؤں سے دُکھ اُٹھاتے ہوں۔ علیگڈھ کالج کے بانی نے اس بدعقیدہ سے متاثر ہو کر اور یورپ کے جاہل نیچریسٹوں کی ہر ایک چال پکڑ کر اپنی تفسیر میں صاف لکھ دیا کہ قوموں کی تباہی قدرتی اسباب سے تھی گناہوں کی سزا اور اُن کا نتیجہ نہ تھی۔ پہاڑ کو زلزلہ آیا اور وہ قوم اسکے نیچے اتفاقاً دب گئی۔ فرعون اور اُس کا لشکر اتفاقات سے سمندر میں ڈوب گیا اور اُن سب عذابوں کو جو خدا تعالےٰ کے وعدوں اور پیشگوئیوں کے موافق اُسکے ارادوں سے ناپاک اور سرکش قوموں پر واقع ہوئے قانون قدرت کی اپنی ذاتی تحریک سے مانا ہے نوح علیہ السلام کا طوفان بھی اتفاقی تھا اور سب ایسے واقعات اتفاقی تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن اتفاق سے بدر اور احزاب اور دیگر غزوات میں واصل جہنم ہوئے۔ اِن تباہیوں کے وقت اگر راستباز بھی ہوتے تو وہ بھی اُسی آفت اور لعنت کا مزہ چکھتے افسوس خدا تعالےٰ کی ہستی کے یگانہ ثبوتوں اور پیشگوئیوں کے پورا ہونے کو خدا تعالےٰ کی دشمنوں سے جاہل انسان نے کس قدر استخفاف سے دیکھا اور یہ سب بلا اُسے اس سبب سے پیش آئی کہ اُس نے خدا تعالےٰ کے عظیم الشان صفات کے مسئلہ کو یورپ کے نیچریسٹوں اور معتزلہ کے طرز پر دیکھا اور پھر قرآن کریم کی اُن تعلیمات پر یورپ کے فلاسفر کے اعتراضوں اور حجابات کے عدم قدرت نے اُسے اور بھی اس بدعقیدہ پر مجبور کیا۔ وہ نہ سمجھ سکا کہ گناہ میں اور طوفان میں مثلاً اور جیسے کی نافرمانی میں اور غرق فرعون میں دریا کے اندر اور ثمود اور عاد اور قوم لوط کے گناہوں میں اور اُن بستیوں کی تباہی میں کیا اور جزا سزا کے سلسلہ کا کونسا مربوط رشتہ ہے جو علت و معلول کے اندر ہوا کرتا ہے اسی جہالت نے اُسے دعا کی قدر اور تاثیر اور خدا تعالےٰ کی یقینی وسائط یعنی ملائکہ کے انکار پر آمادہ کیا انتہی بات تو خدا تعالےٰ کی کتاب میں عیاں تھی کہ راستبازوں نے منکروں اور معاندوں کے مقابل پر تحدی سے پیشگوئیاں کیں وہ اِس انکار و استکبار کے سبب سے خدا تعالےٰ کے آسمانی اور زمینی عذابوں سے ہلاک کئے گئے۔ اور اِن الفاظ میں وہ شوکت اور سطوت تھی جو کسی معمولی انسانی آواز میں کبھی نہیں آتی۔ پیشگوئیاں تمام راستبازوں کی اپنے اپنے وقتوں میں تحدی کے ساتھ پوری ہوئیں۔ اُس سنت اللہ کے موافق اِس آخری زمانہ میں بھی وہ دیکھ چکا تھا کہ خدا تعالےٰ کے ایک مرد مرسل حضرت مسیح موعود و مہدی مرزا غلام احمد قادیانی نے خدا کے دشمن۔ رسول کے دشمن۔ قرآن کے دشمن۔ قوم اسلام کے دشمن لیکھرام کے متعلق ایک قہری پیشگوئی کی جس کے حرف حرف اور لفظ لفظ سے خون ٹپکتا تھا اور جس کی شوکت دکھاتی تھی کہ وہ

خدا تعالیٰ قادر مقتدر ظاہر کا کلام تھا ضعیف انسان اپنے کسب پر کبھی قادر نہیں ہو سکتا۔ اور اس کے مضمون دعا کے جواب میں قبول دعا کے نمونہ کیطور پر وہ پیشگوئی اس نے آگے رکھی گئی تھی اور اس کا پورا ہونا بھی اس نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا تھا غرض قرآن کریم میں یہ باتیں موجود تھیں پھر اس زمانہ میں مجدد دین قرآن کریم نے انہیں زندہ اور تازہ کر دکھایا تا کہ منکروں پر حجت قائم ہو اور اعتزال اور شیعیت اور یورپ کے میٹریلیزم اور دہریت اور نصرانیت کے اصولوں کا استیصال ہو اور خدا کی عزت اور قرآن کی عزت اور قرآن کریم کی پیشگوئیوں کی عزت دنیا پر ظاہر ہو۔ اور گناہ اور اس کی سزا کی حقیقت دنیا پر آشکار ہو اور ثابت ہو جائے کہ خدا تعالیٰ اب بھی قانون قدرت پر ویسا ہی حکمران اور متصرف ہے اور ہمیشہ رہیگا جیسا کہ وہ اس کی خلق کے وقت تھا اور اسکے مقدس اور مقتدر ہاتھ کبھی بھی تصریف اور تصرف سے معطل نہیں ہوئے اور نہ ہونگے۔ یہ احسان اسلام پر اپنے زمانہ میں عالیجناب حضرت امام مہدی مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا جبکہ اسلام کے نادان دوست اس کی یگانہ خوبیوں اور خصوصیتوں پر پانی پھیر چکے تھے۔ اور یوں مسلمانوں میں دہریت اور مادہ پرستی کا خوفناک طاعون پیدا کر چکے تھے۔ اللھم صل علی محمد وال محمد +

الحاصل گذشتہ نمونے اور موجودہ نمونہ دیکھ کر اگر علیگڈھ کالج کے بانی والے کو پھر بھی الوہیت کا یہ راز سمجھ میں نہیں آیا تھا اور تکبر نے اسے اجازت نہ دی کہ مرسل اللہ کیخدمت میں حاضر ہوتا اور خدا تعالیٰ کے راز کو خدا تعالیٰ کے حریم قدس کے باریاب سے ہی حل کرواتا تو کم سے کم تفویض الی اللہ ہی کرتا اس نے ناروا جرأت سے خدا کے کلام کی تحریف اور تسویل کی اور اپنے نزدیک اسلام کیطرف سے جواب دیا۔ مگر درحقیقت اسلام کو جواب دیا +

اسی بدعقیدہ اور تعلیم کا اثر ہے کہ ایک شخص کہ رہا ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے حضرت مرزا صاحب کو اونچا کیا۔ اس کے یہ معنے ہوے کہ ایک شخص کی عظمت اور عزت اگرچہ مصالحہ آلہیہ کے خلاف تھی اور خدا تعالیٰ آسمان سے دیکھ چکا تھا کہ اسکی ترقی درحقیقت اسلام اور مسلمانوں کے حق میں خانہ برانداز ہو گی تاہم پھر بھی اس سے ایسا ہو نہ پایا قانون قدرت میں جکڑ بند ہو جانے کی وجہ سے اسکی مرضی کے خلاف ایسا ہو گیا سوچو اور خوب سوچو کہ ایسا اعتقاد خدا تعالیٰ کی ذات مستجمع جمیع صفات کاملہ کے کس قدر خلاف ہے اور کیا درحقیقت ایسے عقیدے سے دہریت کی بدبو نہیں آتی اور کیا یہ ان لوگوں کا عقیدہ نہیں جو یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ایک فوق سے فوق قوت کا نام ہے مگر عالم کی تدبیر و تصریف سے اس کا کوئی سروکار نہیں +

آج سے چھتیس سال پہلے سے حضرت مرزا صاحب نے خدا تعالیٰ کی ہمکلامی اور مورد الہامات آلہیہ ہونے کا دعوے کیا۔ اور اسیطرح اپنے الہامات کو تدوین اور مشتہر کیا جس طرح قرآن کریم مدون مرتب اور مشتہر ہوا۔ پھر خدا تعالیٰ کی وہ باتیں جو اس نے اپنے بندہ غلام احمد کے منہ میں ڈالیں اسیطرح پوری ہوئیں جسطرح اسکی وہ باتیں آخرکار پوری ہوئیں جو اس نے اپنے بندہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ میں ڈالی تھیں جس طرح قرآن کریم کی مکی آیتوں کے وعدے اپنے منطوق و مفہوم کے موافق پورے ہو کر اس امر کا قطعی یقینی ثبوت ٹھہر گئے کہ قرآن خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اسی نمونہ پر براہین احمدیہ کے مندرجہ الہامات اپنے منطوق و مفہوم کے مطابق بتدریج صادق نکل کر اسبات کا یقینی قطعی ثبوت ٹھہر گئے کہ لاریب وہ بھی اسیطرح خدا تعالیٰ کا کلام ہیں۔ یہی ایکبات تھی یعنی قرآن کریم کی زندگی کے نمونے جو مسلمانوں کے لئے جائے فخر تھے اور اسبات کی کمی نے دوسرے مذاہب کو مردہ ہونیکا داغ لگایا تھا مگر افسوس اسی سے نادانوں نے انکار کیا اور اس زندہ ایمان کو اور اس کے مُحیی کو کفر سمجھا۔ خدا اور خدا کا کلام۔ اور وحی۔ اور مکاشفہ غرض تمام لوازم نبوت اس زمانہ میں زمانہ کے عقلا کے نزدیک مضحکہ اور مسخرہ ٹھہر چکے تھے۔ اور ان باتوں کو انہوں نے وسواس اور توہم اور جنون کے مد میں داخل کر رکھا تھا اس لئے کہ ان کے پاس ان کا زندہ اور ظاہر نمونہ نہ تھا۔ اور قانون قدرت کا استقرا اس پر مجبور کرتا تھا کہ کسی شئے کو

نظیر کے طور پر تسلیم نہ کر لیا اور جس مذہب کو انہوں نے اپنے کلام و شفاعت کی پُر زور وکالت کے زور سے سچا دیکھا تھا اُس میں اور اُن کے کتابوں میں بھی کوئی زندہ نمونہ موجود نہ تھا۔ دانشمند سمجھتے تھے اور بڑے زور شور سے سنتے تھے کہ آغاز مذہب میں اس کے بانی اور اُن کے ساتھیوں نے یہ اقتداری نشان دکھائے مگر یہ شنید اور دعوے آخر کار دانشمندوں کے دل میں ایک حقارت آمیز اور نفرت انگیز تصور بن جاتا جبکہ وہ اس سوال کا جواب حامیانِ مذہب سے نہ پاتے کہ کیوں اس وقت اُن باتوں کا کوئی زندہ نمونہ نہیں۔ در حقیقت یورپ کی خوفناک آزادی، دہریت، فلسفیت اور میٹریلزم کی جڑ نصرانیت کے مردہ مذہب ہی سے قائم ہوئی کہ اُس نے خدا وہ پیش کیا جو عجز و ناتوانی اور بےکسی اور ناعاقبت اندیشی کا پورا نمونہ تھا۔ اور وہ معجزات وہ پیش کئے جو اس زمانہ میں مر گئے اور اُس وقت کی قبروں میں سونے والوں کے ساتھ ابدی تاریک گڑھوں میں گم ہو گئے۔ اور آئندہ کو کوئی نمونہ اُن کا دکھا نہ سکے اور کوئی نہ ہوا جو خدا تعالے کے اقتداری نشانوں سے اُن پہلی باتوں کو از سر نو بحال اور زندہ کر دیتا۔ قرآن کریم نے ایک ہی مقتدر معجزہ پر اپنے صدق کا سارا مدار رکھا یعنی پیشگوئیوں پر۔ اس لئے کہ توریت میں بڑے زور سے یہی لکھا تھا کہ سچے نبی کی نشانی یہی ہو گی جو کچھ وہ کہیگا پورا ہو جائیگا۔ قرآن کریم میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اس آیت میں ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه باليمين ثم لقطعنا منه الوتين۔ اور اس آیت میں ان يك كاذبا فعليه كذبه وان يك صادقا يصبكم بعض الذي يعدكم ان الله لا يهدي من هو مسرف كذاب۔ اس بنا پر قرآن کریم کا لفظ لفظ پیشگوئیوں سے بھرا ہوا ہے اور ایک جلال اور قہاریت کی روح اپنے اندر رکھتا اور تاریکی کی روح پر رعب اور لذت معاً ایک ہی وقت میں نازل کرتا ہے۔ خدا تعالے کو ازبسکہ علم تھا کہ مرور زمانہ کے بعد انسانی طبیعتوں پر غفلت مستولی ہو جاتی اور اسباب کی ضرورت پڑتی ہے کہ پھر اُسی رنگ کے زندہ نمونے اُن کی تذکیر کے باعث ہوں اور پاک باتوں کو اس الزام سے بچا لیں کہ وہ اساطیر الاولین ہیں اُس نے بموجب وعدہ انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون قرآن کریم میں یہ برکت اور تاثیر رکھدی کہ اُس کے اتباع ہمیشہ اور ہر زمانہ میں قرآن کریم کے دعاوی اور دلائل اور برکات کو زندہ کرتے ہیں۔ اور اُن ساری باتوں کے نمونے ہمیشہ دنیا میں موجود رہیں جو قرآن کریم میں از قبیل وحی مکاشفہ اور رویا بیان کی گئی ہیں۔ اس ہمارے زمانہ میں جس کے اندر خدا تعالے کی کتابوں اور نبیوں پر سب زمانوں سے زیادہ ہنسی کی گئی اور رسولوں اور وحی اور مکاشفات اور رویا کی سخت توہین اور تذلیل اور تضحیک کی گئی اور جبکہ بعض نادان دوستوں نے اسلام کی حمایت میں کھڑے ہو کر اعتراف کیا کہ در حقیقت اسلام بھی ایک مردہ مذہب ہے اور اُس میں اقتداری نشان دکھانے اور وحی اور مکاشفہ کے کوئی زندہ نمونے موجود نہیں اور جبکہ مایۂ ناز باتوں کے انکار کو فخر اور ناز کا ذریعہ سمجھا گیا اور جبکہ استجابت دعا کے انکار سے صاف دکھایا گیا کہ اسلام میں بھی کوئی نہیں جو خدا تعالے کے دربار میں شرف باریابی رکھتا ہو۔ غرض اس زمانہ میں جبکہ مسلمانوں کے خیر خواہوں نے یورپ کے آزاد مشربوں سے نیچے اُتر کر اور گھٹنے ٹیک کر صلح کر لی اور اسلام اور قرآن کی عزت خاک میں ملادی اور ایک بولنے والا مولوی بٹالوی کی شکل میں جلسۂ مذاہب کے اندر بول اُٹھا کہ اس وقت مسلمانوں میں کوئی نہیں جو نشان آج دکھا سکے اور یوں اُس نے اسلام کا جنازہ کسی قطعی زمیں رکھ دیا جہاں مرے ہوئے مذاہب باطلہ کی نعشیں دھری تھیں تب خدا تعالے کی غیرت نے اپنے وعدہ کے موافق مرزا غلام احمد قادیانی میں اُتار دھارا اور آپ کے ہاتھ پر اور آپ کے منہ میں وہ باتیں ڈالکر اور اقتداری نشان ظاہر کر کے اپنی ہستی کل انبیاء کے جملہ صو

پاک کتابوں کو - اور جملہ لوازم نبوت کو از سر نو زندہ کر دکھایا - یہ عظیم الشان کام جو حضرت مرزا **غلام احمد قادیانی** سے ظہور میں آیا اور اِس کام کے پورا کرنے کے لئے ضرور تھا کہ خداتعالیٰ آپ کو وجاہت اور عزت دیتا آپ کو یتیم پاکر اپنے ہاں ٹھکانا دیتا اور آپ کو تنگدستی اور کسمپرسی میں پاکر خود غنی کرتا اور قوم کے عشق میں سرگردان و شیفتہ پاکر کامیابی کی طرف راہبر ہو آپ کو دکھاتا - حق یہ تھا کہ مسلمان آپ کی خاک آستان کو آنکھوں کا سرمہ بناتے اور سب سے زیادہ زمانہ کے ناواقفوں یا ناواقفی کے مدعیوں کے ذمہ تھا کہ وہ آپ کی وہ قدر و منزلت کرتے جو ایک مہجور عاشق مدت دراز کے ہجر کے بعد معشوق کی کرتا ہے - مگر افسوس بعض میں قوم فرقہ پرستی کی روح جوش زن تھی اور بعض میں صدیقیت کا خمیر ملایا گیا تھا - اِس لئے ضروری تھا کہ آنیوالے مقدس مسیح کا انکار کیا جاتا تاکہ وہ باتیں پوری ہوتیں جو مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھیں کہ تم یہود کی راہوں پر چلنے لگ جاؤ گے یہانتک کہ اگر کوئی یہود سوسمار کی سوراخ میں گھسے گا تو تم بھی ہی گھس جاؤ گے سو آج مسلمانی کے مدعیوں نے وہ تمام اعتراض مسیح موعود پر کر کے جو حضرت مسیح اسرائیلی پر کئے گئے تھے اور اُسی طرح اُس کی تذلیل اور تضحیک و تکفیر کر کے جو اُس پہلے برگزیدہ کی گئی اور حکام وقت کی عدالتوں تک اُسی طرح پہنچا کر جس طرح وہ خدا کا عاجز بندہ پیلاطوس کی عدالت میں کھینچا گیا تھا اپنے ہاتھوں سے ثابت کر دیا کہ وہ اُس خوفناک پیشگوئی کے مصداق بن گئے ہیں جو مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلی تھی کاش یہ لوگ سورۂ فاتحہ کی آخری آیت **غیر المغضوب علیهم و لا الضالین** میں غور کرتے جو ان پر ہر نماز میں پڑھنی فرض کی گئی ہے امام ہوں یا ماموم ہوں یہود و نصاریٰ کی راہوں سے پناہ مانگی گئی ہے - اگر خداتعالیٰ کے نزدیک مقدر نہ تھا کہ آئندہ ایک وقت نصاریٰ کا فتنہ برپا ہوگا اور اُنکی جانب سے اسلام پر خطرناک حملہ ہونگے پھر ایسے وقت میں مسیح موعود اندرونی اور بیرونی اصلاح کیلئے آئیگا اور قوم اُس سے ویسا ہی سلوک کریگی جیسا کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے کر کے مورد غضب الٰہی ہوئی - غرض اگر خداتعالیٰ کو منظور نہ تھا کہ مسلمانوں کو ایسے وقتوں میں یہود کی چال اور نصاریٰ کے فتنوں سے ڈرائے تو پاک کتاب اور مقدس دعا میں یہ آیتیں کس حکمت سے رکھ دیں - سوچو اور غور کرو اور اپنے ہاتھوں سے اپنے مخالف شہادت پر مہر نہ لگاؤ +

قولہ - انہی ایام میں چند اک پر دار مچھلیاں اور سونے کے انڈے دینے والی مرغیاں بھی اُن کے دام کے بس میں آچکی تھیں +

اقول - یہ وہی مچھلیاں اور سونے کے انڈے دینے والی مرغیاں ہیں جو ایک زمانہ میں حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) اور ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی شکل میں پہلے داعی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے دام میں آئی تھیں - خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جا بجا اعتراف کہ حضرت خدیجہ کے مال نے اُنہیں مدد دی - اور جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ معظمہ میں چالیس ہزار روپیہ آپ پر خرچ کیا اور یوں اِس مرد اور عورت نے آپکے کارخانہ کو رونق دی کیا ضروری تھا کہ اُن ناعاقبت اندیش مخالفوں کے نمونے تمہاری شکل میں ہوتے جنہوں نے کہا تھا **الا شئی یراد ان هذا الا اختلاق** اے ناعاقبت اندیش جلد بازو تمہیں اتنی مدت کے بعد کس نے یاد دلایا کہ تم اُن ہی گذرے ہوئے راستی کے دشمنوں کے جائز فرزند ہو اور یہ کہ تمہاری رگوں میں وہی خون حمیت جوش زن ہے کہ تم اندیشیدہ اور نااندیشیدہ وہی باتیں زبان پر لاتے ہو جو اُنہوں نے **محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کے خلاف کہی تھیں تمہیں کس چیز نے یقین دلایا کہ آنیوالے غضب سے ان باتوں کے ساتھ بچ جاؤ گے جبکہ تمہاری آنکھیں دیکھ چکی ہیں کہ تمہارے باپ دادے ان باتوں کے ساتھ خدا کے قہر کی بجلی سے بھسم کئے گئے اور **مغضوب علیهم** کہلائے +

غضب کی راہ کو چھوڑ دو اور منعم علیہم کی راہ اختیار کرو کہ تمہارا بھلا ہو - کیا خداتعالیٰ کے مامور کے ساتھ معاونوں اور مخلصوں کا

ہونا ضروری نہیں۔ کیا اس عالم اسباب میں آسمانی امداد اور تائید یں ان ہی متعارف اور مشہور راہوں سے نہیں آیا کرتیں۔ کیا کوئی تمہاری
بھولی میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اگر حضرت ذوالنورین (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) جیش العسرت میں وہ قابل قدر مدد نہ کرتا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کو کارخانہ سخت صدمہ اٹھاتا۔ نادانو خدا تعالےٰ کے منصور اور اس کے مخذول و مطرود میں یہی فرق ہے کہ آخر وہ مشہور اسباب میں ہو کر نصرت
الٰہی اُس کی دستگیری کرتی ہے۔ اور مخذول کے سارے اسباب جل جاتے ہیں۔ اگرچہ منصور کی پہلی حالت کیسی ہی ضعیف اور کس مپرسی ہو
اور مخذول کی ابتدا کیسی ہی پرشوکت ہو۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خدام و انصار سے جو مدد اور تائید ملی وہ اسی وعدہ کا اثر
تھا جو پہلے سے خداوند عالم کہہ چکا تھا اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ یعنی تو رب اکرم کا مربوب ہے اور ضرور ہے کہ دنیا و آخرت میں
مکرم و محترم ہو۔ اسیطرح حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو انصار و اعوان ملے وہ
خدا تعالےٰ کے اُس پاک وعدہ کا نتیجہ اور اثر ہیں جو وہ آج سے سالہا سال پہلے فرما چکا تھا کہ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
تم ان باتوں سے اُن واجب التعظیم ناصروں کی جو علم میں۔ زہد میں۔ تقوے میں۔ اور خدا ترسی۔ اور خدا شناسی کے جمیع لوازم میں
نمونہ ہیں۔ اسیطرح ہتک کرتے ہو جس طرح حجاز کے شیاطین اُن کے پہلے نمونوں کو سفہا کہتے تھے اور دلوں میں یقین کرتے
تھے کہ محمد بن عبد اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی دوکانداری کے دام میں پھنس گئے ہیں +

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالےٰ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ جبکہ مخالف مولویوں اور سجادہ نشینوں کی ہر روز کی تکذیب اور زبان درازیاں دیکھ کر اور بہت سی گالیاں سن کر اُن کی ہر دو درخواست کے بعد کہ ہمیں کوئی نشان دکھلایا جائے۔ ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں اُن لوگوں میں سے مخاطب خاص پیر مہر علیشاہ صاحب تھے۔ اس اشتہار کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ اب تک مباحثات مذہبی بہت ہوچکے ہیں جن سے مخالف مولویوں نے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھایا۔ اور چونکہ وہ ہمیشہ آسمانی نشانوں کی درخواست کرتے رہتے ہیں کچھ تعجب نہیں کہ کسی وقت ان سے فائدہ اٹھالیں اس بنا پر یہ امر پیش کیا گیا تھا کہ پیر مہر علیشاہ صاحب جو علاوہ کمالات پیری کے علمی توغل کا بھی دم مارتے ہیں اور اپنے علم کے بھروسہ پر جوش میں آکر انہوں نے میری نسبت فتوے تکفیر کو تازہ کیا اور عوام کو بھڑکانے کے لئے میری تکذیب کے متعلق ایک کتاب لکھی اور اس میں اپنے ماہ علمی پر فخر کرکے میری نسبت یہ زور لگایا کہ یہ شخص علم حدیث اور قرآن سے بیخبر ہے اور اس طرح سرحدی لوگوں کو میری نسبت مخالفانہ جوش دلایا اور علم قرآن کا دعوے کیا۔ اگر یہ دعوے اُن کا سچ ہے کہ اُنکو علم کتاب اللہ میں بصیرت تامہ عطا کی گئی ہے تو پھر کسی کو اُن کی پیروی سے انکار نہیں چاہئیے اور علم قرآن سے بلا شبہ با خدا اور راستباز ہونا بھی ثابت ہے۔ کیونکہ بموجب آیت لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ صرف پاک باطن لوگوں کو ہی کتاب عزیز کا علم دیا جاتا ہے۔ لیکن صرف دعوے

قابل تسلیم نہیں بلکہ ہر ایک چیز کا قدر امتحان سے ہو سکتا ہے اور امتحان کا ذریعہ مقابلہ ہے کیونکہ روشنی ظلمت سے ہی شناخت کی جاتی ہے اور چونکہ مجھے خدا تعالےٰ نے اس الہام سے مشرف فرمایا ہے کہ الرحمٰن علم القرآن کہ خدا نے تجھے قرآن سکھلایا اس لئے میرے لئے صدق یا کذب کے پرکھنے کے لئے یہ نشان کافی ہوگا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب میرے مقابل پر کسی سورۃ قرآن شریف کی عربی فصیح بلیغ میں تفسیر لکھیں۔ اگر وہ فائق اور غالب رہے تو پھر ان کی بزرگی ماننے میں مجھ کو کچھ کلام نہیں ہوگا۔ پس میں نے اس امر کو قرار دے کر اُن کی دعوت میں اشتہار شائع کیا جس میں سراسر نیک نیتی سے کام لیا گیا تھا۔ لیکن اس کے جواب میں جس چال کو انہوں نے اختیار کیا ہے اس سے صاف ثابت ہوگیا کہ اُن کو قرآن شریف سے کچھ بھی مناسبت نہیں اور نہ علم میں کچھ دخل ہے یعنی انہوں نے صاف گریز کی راہ اختیار کی اور جیسا کہ عام چالبازوں کا دستور ہوتا ہے یہ اشتہار شائع کیا کہ اول مجھ سے حدیث اور قرآن سے اپنے عقائد میں فیصلہ کرلیں۔ پھر اگر مولوی محمد حسین اور اُن کے دو رفیق کہہ دیں کہ مہر علی شاہ کے عقائد صحیح ہیں تو بلا توقف اُسی وقت میری بیعت کرلیں پھر بیعت کے بعد عربی تفسیر لکھنے کی بھی اجازت دی جائیگی۔ مجھے اس جواب کو پڑھ کر بلا اختیار اُن کی حالت پر رونا آیا اور اُن کی حق طلبی کی نسبت جو اُمیدیں تھیں سب خاک میں ملگئیں ؎

اب اس اشتہار لکھنے کا یہ موجب نہیں ہے کہ ہمیں اُن کی ذات پر کچھ اُمید باقی ہے بلکہ یہ موجب ہے کہ باوصف اسکے کہ ان کو دو مہینے سے زیادہ عرصہ گذر گیا مگر اب تک اُن کے متعلقین سب و شتم سے باز نہیں آتے ؎ اور ہفتہ میں کوئی نہ کوئی ایسا اشتہار پہنچ جاتا ہے جس میں پیر مہر علیشاہ کو آسمان پر چڑھایا ہوا ہوتا ہے اور میری نسبت گالیوں سے کاغذ بھرا ہوا ہوتا ہے اور عوام کو دھوکہ پر دھوکہ دے رہے ہیں۔ اور میری نسبت کہتے ہیں کہ دیکھو اس شخص نے کس قدر ظلم کیا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب جیسے مقدس انسان بالمقابل تفسیر لکھنے کے لئے صعوبت سفر اُٹھا کر لاہور میں پہنچے مگر یہ شخص اس بات پر اطلاع پاکر کہ درحقیقت وہ بزرگ نابغہ زمان اور سحبان دوران اور علم معارف قرآن میں لاثانی روزگار ہیں۔ اپنے گھر کے کسی کوٹھہ میں چھپ گیا ورنہ حضرت پیر صاحب کی طرف سے معارف قرآنی کے بیان کرنے اور زبان عربی کی بلاغت فصاحت دکھلانے میں بڑا نشان ظاہر ہوتا۔ لہٰذا آج میرے دل میں ایک تجویز خدا تعالےٰ کی طرف سے ڈالی گئی جس کو میں اتمام حجت کے لئے پیش کرتا ہوں۔ اور یقین ہے کہ پیر مہر علی صاحب کی حقیقت اس سے کھل جائیگی کیونکہ تمام دنیا اندھی نہیں ہے انہی میں وہ لوگ بھی ہیں جو کچھ انصاف رکھتے ہیں۔ اور وہ تدبیر یہ ہے کہ آج میں اُن متواتر اشتہارات کا جو پیر مہر علیشاہ صاحب کی تائید میں نکل رہے ہیں یہ جواب دیتا ہوں کہ اگر درحقیقت پیر مہر علیشاہ صاحب

؎ منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ نے بھی اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں پیر صاحب کی جھوٹی فتح کا ذکر کرکے جو جا بجا لکھا ہے یہ بات تعجب ہے کہ کوئی انسان حیا اور انصاف کی پابندی کرکے کوئی امر ثابت بھی کرے ظاہر ہے کہ اگر منشی صاحب کے نزدیک پیر مہر علیشاہ صاحب علم قرآن اور زبان عربی سے کچھ حصہ رکھتے ہیں جیسا کہ وہ دعوے کر بیٹھے ہیں تو اب چار جز عربی تفسیر سورۃ فاتحہ کی بلمبی مہلت ستر دن میں اپنے گھر میں ہی بیٹھ کر اور دوسروں کی مدد بھی لے کر میرے مقابل پر لکھنا ان کے لئے کیا مشکل بات ہے اُن کی حمایت کرنے والے اگر ایمان سے حمایت کرتے ہیں تو اب تو اُن پر زور دیں ورنہ ہماری یہ دعوت آئندہ نسلوں کے لئے بھی ایک چمکتا ہوا ثبوت ہماری طرف سے ہوگا کہ اس قدر ہم نے اس مقابلہ کے لئے کوشش کی پانسو روپیہ انعام دینا بھی کیا لیکن پیر صاحب اور اُن کے حامیوں نے اس طرف رخ نہ کیا ظاہر ہے کہ اگر بالفرض کوئی کشتی دو پہلوانوں کی مشتبہ ہو جائے تو دوسری مرتبہ کشتی کرائی جاتی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ایک فریق تو خواہش دوبارہ کشتی کے لئے کھڑا ہے تا ان پہلوانوں کا شبہ دور ہو جائے اور دوسرا شخص چھپتا ہے اور میدان میں اس کے مقابل پر کھڑا نہیں ہوتا اور بیہودہ عذر پیش کرتا ہے ناظرین برائے خدا ذرا سوچو کہ کیا یہ محض بدنیتی سے خالی ہے کہ پہلے مجھ سے منقولی بحث کرو پھر اپنے تین دشمنوں کی مخالفانہ گواہی پر میری بیعت بھی کرلو۔ اور اس بات کی پروا نہ کرو کہ تمہارا اعلانیہ وعدہ ہے کہ ایسی بحثیں میں کبھی نہیں کرونگا پھر بیعت کرنے کے بعد بالمقابل تفسیر لکھنے کی اجازت ہو سکتی ہے۔ یہ پیر صاحب کا جواب ہے جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ انہوں نے شرط دعوت منظور کرلی تھی ؎ منہ

علم معارف قرآن اور زبان عربی کی ادب اور فصاحت اور بلاغت میں یگانہ روزگار ہیں تو یقین ہے کہ اب تک وہ
کیونکہ لاہور آنے پر ابھی کچھ بہت زمانہ نہیں گذرا اس لئے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ میں اسی جگہ بجائے خود سو
تفسیر لکھ کر اس سے اپنے دعوے کو ثابت کروں اور اس کے متعلق معارف اور حقائق سورہ ممدوحہ کے بھی بیان کروں اور
مخالف آسمان سے آنیوالے مسیح اور خونی مہدی کا ثبوت اس سے ثابت کریں اور جس طرح چاہیں سورہ فا
مخالف عربی فصیح بلیغ میں براہین قاطعہ اور معارف ساطعہ تحریر فرماویں۔ یہ دونوں کتابیں دسمبر ۱۹۰۰ء کی پندرہ
چھپ کر شائع ہو جانی چاہئیں٭ تب اہل علم لوگ خود مقابلہ اور موازنہ کر لینگے۔ اور اگر اہل علم میں سے تین
ہوں اور فریقین سے کچھ تعلق نہ رکھتے ہوں قسم کھا کر کہدیں کہ پیر صاحب کی کتاب کیا بلاغت اور فصاحت کے
کے رو سے فائق ہے تو میں عہد صحیح شرعی کرتا ہوں کہ پانسو روپیہ نقد بلا توقف پیر صاحب کی
ہیں اس صورت کا بھی تدارک ہو جائیگا جو پیر صاحب سے تعلق رکھنے والے ہر روز بیان کرتے رہتے ہیں۔ جو
آنے کی تکلیف دیگئی۔ اور یہ تجویز پیر صاحب کے لئے بھی سراسر بہتر ہے کیونکہ پیر صاحب کو شاید معلوم ہو یا نہ ہو
بات کے قائل نہیں ہیں کہ پیر صاحب کو علم قرآن میں کچھ دخل ہے یا وہ عربی فصیح بلیغ کی ایک سطر بھی لکھ سکتے ہیں
دوستوں سے یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ بہت خیر ہوئی کہ پیر صاحب کو بالمقابل تفسیر عربی لکھنے
ورنہ ان کے تمام دوست ان کے طفیل سے شاتت الاعداء سے ضرور حصہ لیتے۔ سو اس میں کچھ شک نہیں
جن کے دلوں میں یہ خیالات ہیں۔ جب پیر صاحب کی عربی تفسیر مزین بہ بلاغت و فصاحت دیکھ لینگے تو ان
پیر صاحب کی نسبت رکھتے ہیں جاتے رہینگے۔ اور یہ امر موجب رجوع خلائق ہوگا جو اس زمانہ کے ایسے پیر
اور اگر پیر صاحب مغلوب ہوئے تو تسلی رکھیں کہ ہم ان سے کچھ نہیں مانگتے۔ اور نہ ان کو بیعت کرنے کے لئے مجبور
یہ منظور ہے کہ پیر صاحب کے پوشیدہ جوہر اور قرآن دانی کے کمالات جس کے بھروسہ پر انہوں نے میری رد
لوگوں پر ظاہر ہو جائیں۔ اور شاید زلیخا کی طرح ان کے منہ سے بھی الآن حصحص الحق
دوست اخبار نویسوں کو بھی پتہ لگے کہ پیر صاحب کس سرمایہ کے آدمی ہیں۔ مگر پیر صاحب جل گیرہ ہوں ہم ان
کہ وہ بیشک اپنی مدد کے لئے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبد الجبار غزنوی اور محمد حسن بھیں وغیرہ
ہیں کہ کچھ طمع دیکر دو چار عرب کے ادیب بھی طلب کر لیں۔ فریقین کی تفسیر چار جزو سے کم نہیں ہونی چا
اور اگر میعاد مجوزہ تک یعنے ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء سے ۲۵ فروری ۱۹۰۱ء تک جو ستر دن ہیں فریقین میں سے
چھاپ کر شائع نہ کرے اور یہ دن گذر جائیں تو وہ جھوٹا سمجھا جائیگا۔ اور اس کے کاذب ہونے کے لئے کسی
نہیں ہوگی۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء

٭ یعنی ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء سے ۲۵ فروری ۱۹۰۱ء تک میعاد تفسیر لکھنے کی کی ہے اور چھپائی کے دن بھی اسی میں
کی کتابیں شائع ہونی چاہئیں